استفسارات

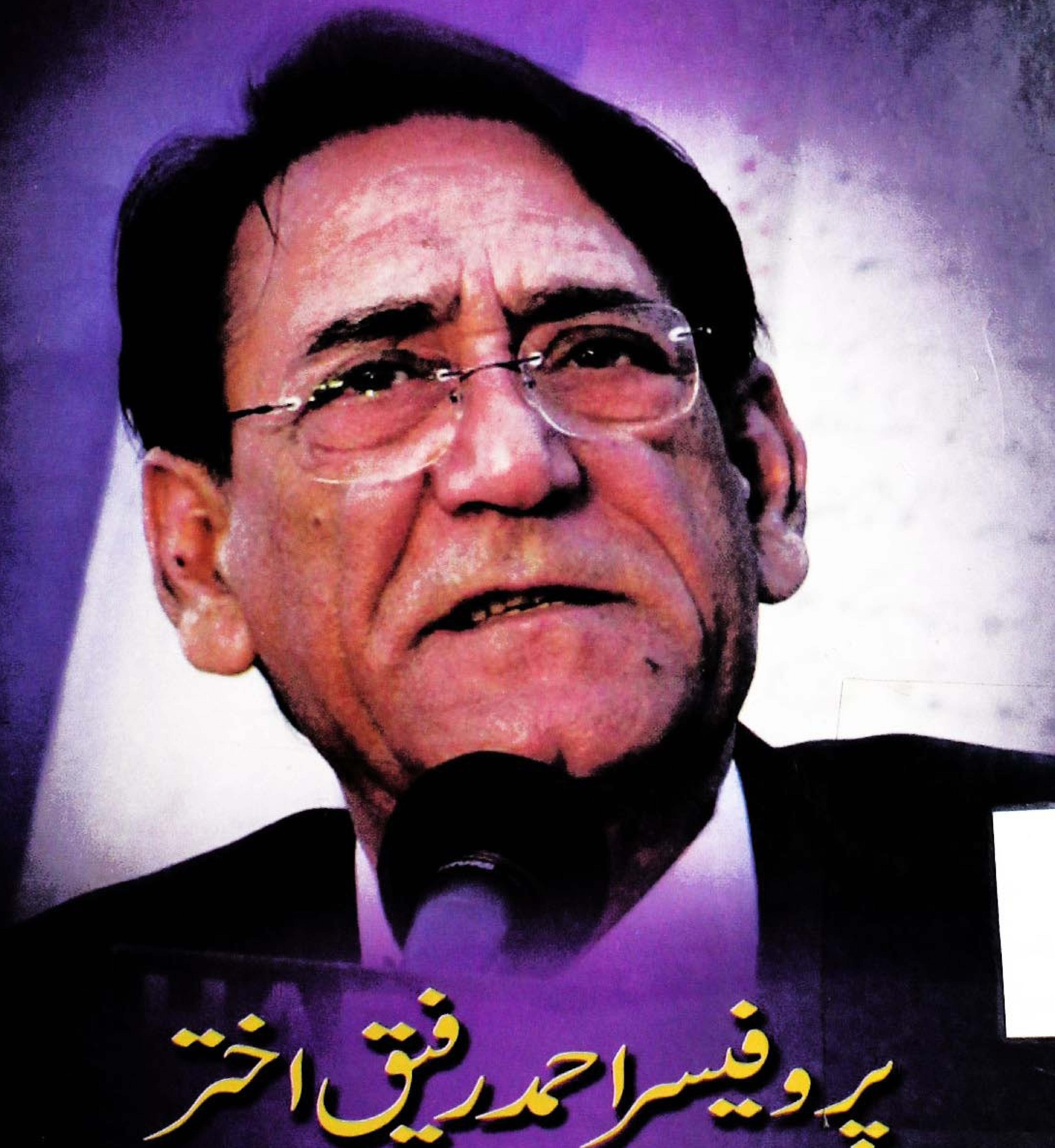

پروفیسر احمد رفیق اختر

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفسارات

Marfat.com

Marfat.com

اِستفسارات

پروفیسر احمد رفیق اختر

(تالیف: انجم محمود گیلانی)

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

297.04
1301

297.4 Ahmad Rafiq Akhtar, Prof.
Istafsaraat/ Prof. Ahmad Rafiq Akhtar.-
Lahore : Sang-e-Meel Publications, 2012.
288pp.
1. Islam - Sufism. I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

93258

2012
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

ISBN-10: 969-35-2399-7
ISBN-13: 978-969-35-2399-7

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 92-423-722-0100 / 92-423-722-8143 Fax: 92-4 724-5101
http://www.sangemeel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

Rs. 450/=

Marfat.com

اُن کے نام ________

جن کے دل سے اس عصرِ دجال کی خرابیوں کے باوجود ربِ رحمٰن ورحیم کو چاہنے کی آرزو نہیں گئی اور وہ اب بھی آرزو اور طلب کے چراغ لئے رُخِ زیبائے پروردگار کے متلاشی ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ 13
واقعہء کربلا کے اسباب 27
جنگِ جمل اور اصحابِ رسولؐ 32
جنگِ جمل میں دس ہزار صحابہ کی شہادت؟ 33
خلافتِ راشدہ عارضی نظامِ حکومت تھا؟ 34
حضرت عائشہؓ کی کم عمری میں شادی 37
حبِ جاہ کی حقیقت 40
نبی کریمؐ نے عمر 40
نبی کریمؐ، حضرت ابراہیمؑ کی دعا 40
حروفِ مقطعات 41
حروفِ مقطعات کے مدارج 43
عام آدمی یہ علم کیسے سیکھ سکتا ہے؟ 44
حروفِ مقطعات ایک Physical علم 44
علمُ الاسماء کے معاصر استاد 44
میرا کوئی گائیڈ نہیں تھا 44
time phenomena 45
بندے کے اندر کیسے جھانک لیتے ہیں 46
انکشاف 47
پروفیسر صاحب کا جن 47
ناموں کی بنیاد 48
قربِ قیامت میں علم کیسے اٹھایا جائے گا؟ 48
اکیسویں صدی میں غلامی کی شرعی حیثیت 52
کیا لوگ آزاد پیدا نہیں ہوتے؟ 54
قرآن و سنت سے اس کا استخراج اور استنباط 56
علمُ الاسماء کی شرعی حیثیت 56
Face Reading اور علمُ الاسماء 57
تسبیح نہ پڑھنے کی وجہ 58
خوابوں کی تعبیر 59

Marfat.com

پروفیسر صاحب اور علمِ روایاء 60

خروج کی حیثیت 60

اسمِ پاکستان علمُ الاسماء کی روشنی میں 61

تصوف کے سلاسل کی حقیقت 62

صوفی کون ہوتا ہے؟ 62

دوسرے کو کافر قرار دے دیتا ہے 63

قادیانی 63

64 You are successful man

قائدِ اعظم جیسی کوئی خواہش 65

اسماء کا علم 68

اکتسابِ علم میں استاد ؟ 72

مسئلہ تکفیر 72

پروفیسر صاحب کی شخصیت اور آنے والا مورخ

علمُ اسماء پر کسی اور کی حوصلہ افزائی 72

کیا عالمِ دین حکمرانوں کے قریب ہو سکتا ہے؟ 72

Yusra Medical College

27June2010

ایمان کا تعلق نیکی یا بدی سے 73

negative impacts of basic

73 human wants & top

84 priority?

تربیتِ نفس کا عملی طریقہ 87

Cries& prayers do not

reach our God 89

احساسِ گناہ اور نیکی میں احساسِ پارسائی 90

پاکیزہ سے کیا مراد ہے؟ 90

تحلیلِ نفسی میں ذکر سے افضل کیا کوئی عمل ہے؟ 91

لاعلمی میں ابارشن پر حدودِ شرع 92

کتنی عمر کا بچہ ہو پہلے چار ماہ میں یا اس کے بعد؟ 95

ہمیشہ رَبِّ اَدۡخِلۡنِی مُدۡخَلَ سے آغاز کیوں 95

اسلام میں پیشین گوئی کی ممانعت؟ 97

کیا اچھی امید بھی رکھنا نیکی نہیں؟ 99

وحی میں تعطل پہ اقدامِ خودکشی کی کوشش، اس

واقعے میں کتنی صداقت موجود ہے؟ 100

تحصیلِ علمِ حروفِ مقطعات کو حاصل کرنے

کیلئے تقویٰ شرط ہے؟ 102

نظر لگنے کی شرعی حیثیت 103

حدیثِ قرطاس اور باغِ فدک

اسرائیل کا عروج، خدائی حکمتِ عملی میں یہ

اچانک تبدیلی کیوں؟ 105

محبت اور مودت میں کیا فرق ہے؟ 106

قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، واصف علی واصف

اور اشفاق احمد کا روحانی قد 107

Marfat.com

مومن کی فراست 111
شاگرد عویٰ 116
کیا نشاطِ ثانی کا وقت قریب آ پہنچا؟؟؟
درودِ تاج کی فضیلت 117
علم اور توکل 117
بیک وقت تین طلاقوں کی آئینی حیثیت 118
معاشرتی زندگی میں قادیانی حضرات سے
معاملات؟ 121
حقیقتِ عقیدتِ سادات 123
الہدیٰ انٹرنیشنل اور ہمارے اعتقادات 124

Gujar Khan 30 May 2010

شیطان کا تخت اور برمودا ٹرائی اینگل 126
خروجِ دجال اور برمودا ٹرائی اینگل 127
127 Can a male and female
کیا نکاح میں ولی کی اجازت لازمی ہے؟ 128
آپ حروفِ مقطعات کا علم کسی کو سکھائیں گے؟ 129
نگاہِ مومن کی تاثیر 130
کرپٹ سیاستدانوں اور بدعنوان بیوروکریسی
سے کب جان چھوٹے گی؟ 131
قبر کا عذاب 131
کیا قرآن کے تخلیقی قوانین کو مدنظر رکھ کر تحقیق
کے اصول وضوابط نہیں بنائے جا سکتے؟ 132
اسلام کا سائنس سے واسطہ اور اسلامی سائنس 133
لوگ نماز پر بہت ضرور دیتے ہ 134
وضو کرتے ہیں مگر باقی معاملات میں صفائی کا
خیال نہیں کرتے 135
توہین آمیز خاکوں سے ہمارا خون کھولتا ہے۔
کیا روّیہ اپنائیں؟ 135
صوفی اور مرشد کی زندگی 137
138 Role of Imran khan
140 load shedding and inflation
کیا شیطان کا کوئی مادی وجود ہے؟ 141
احسان کرو اس کے شر سے بچو 144
144 Shia & Sunni conflict .
لوگ اللہ کی مرضی کو جان کیسے لیتے ہیں؟ 146
کیا اللہ کے بغیر زندگی نہیں گزر سکتی؟ 147

Gujar Khan 13 June 2010

پنج تن پاک کا لقب 149
رشوت کا سہارہ لیکر کام نکال لیا جائے تو اس کی
شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ 149

Marfat.com

داعیانِ حق میں مولانا مودودی کا مقام 150
آرزوؤں کی اخلاقی حدود و قیود؟ 151
حضرت خضر علیہ السلام کون تھے 153
دارُالکفر میں جاب یا مستقل رہائش؟ 153
اسمِ "پرویز" رکھنے کی روایت 153
اسمِ گرامی محمدؐ رکھنے کی فضیلت 154
کیا اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے؟ 154
اللہ تعالیٰ کے ہاں تین مقبول افعال 157
کیا نبیؐ کے ناموں کو اللہ کے ناموں کے ساتھ شمار کیا جاسکتا ہے؟ 158
تختِ بلقیس اور حکمتِ حضرت سلیمانؑ
بہشتی درواہ کی شرعی حیثیت 158
women کو بہت degrade
ARY 160
''تو صاحبِ منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی'' 161
دل کو خالص اللہ کی محبت کے لئے پاکیزہ کرنے کی تسبیح 162
اللہ سے بندے کا تعلق عقلی ہے یا قلبی؟ 164
شدید نفرت، محبت 165
سارے دینی مسالک کے علماء 165
نیشنل سیونگ سکیم 167
stem cell کی حقیقت کیا ہے؟ 167
ہم اللہ کو دوست کیسے بنائیں؟ 168
غناء اور فقر میں کیا فرق ہے اور دونوں میں کون افضل ہے؟ 172
شرعی طور پر کتنا عرصہ اپنی شریکِ حیات سے دور رہا جاسکتا ہے؟ 174
Define emotion
اسلام میں نجی ملکیت کا تصور اور اس میں کیا کوئی کم سے کم حد مقرر ہے؟ 176
دنیاداری کے جھمیلوں کے ساتھ خدا کی تلاش کیسے ممکن ہے؟ 177
جس شخص کا علم اس کی عقل سے بڑھ جائے کیا وہ اس کیلئے ایک وبال بن جاتا ہے؟ 178
اسلام میں فیملی پلاننگ جائز ہے؟ 179
stem cell
شکلوں کی بنیاد پر اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں کو پہچان سکیں گے؟ 179
کیا جنت میں procreation بھی ہوگی؟ 181
قرآن مجید کا ایک درس دینے والا دوسرے کو دیکھتا ہے تو ناخوش کیوں ہوتا ہے؟ 181
زہد اور علم 184

Marfat.com

زہد کی منزل اور اس کے تقاضے 184

سجدے کا کیوں حکم نہیں دیا گیا؟ 187

کیا یارسول اللہ ﷺ کہنا حرام ہے؟ 188

شیخ قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں؟ 191

جو بزعم خود برگزیدہ بنتا ہے خدا تعالیٰ اسے برگزیدہ نہیں کرتا؟ 192

مسجدِ اقصیٰ، 193

difference between Sufi & Faqeehi 194

خانہ کعبہ کو اللہ کا گھر کیوں کہا جاتا ہے؟ 196

تصوف اور نفس کشی 198

خیال کی حقیت 199

تسبیحات پر زور کیوں 202

اعتدال کے قریب ترین کیسے؟ 203

اسلام میں انا کا تصور 206

آزمائش اور عذاب میں فرق؟ 210

دعا تقدیر کے فیصلے بدل سکتی ہے؟ 211

انسانی اعضاء کے عطیہ جات

تصورِ عشق، عشقِ حقیقی تک؟ 219

ولی اللہ یا استاد 220

ولی اللہ اور استاد میں کون افضل ہے۔ 220

تندرستی میں روزہ 221

مزاراتِ اولیائے اللہ پہ دعا 225

ظہورِ مہدی قریب ہے؟

freedom flotilla'

Haroon yahya

Q & A Session with Dr. Jaleel (UK) 27December2010

صوفی کا انجام 229

حضرت علی بن عثمانؒ الجویری کے قولِ مبارک کی روشنی میں مقصودِ انسان کی وضاحت 230

حضرت بہاؤالدین نقشبندیؒ کا قول کیا خدا خاموشی ہے؟ کیا خاموشی ہی شناخت ہے؟ 232

حضرت قذیل بن ریاضؒ کا قول اور حکمتِ خداوندی کی تاویل 233

حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول اور سکر و صحو کی تعریف 234

ابو علی الدقاقؒ کا فرمان کہ محبت مٹھاس ہے مگر استجاب ہے 236

کیا اللہ سے محبت کرنے والے میں اللہ کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں؟ 238

sketch بنانے کی شرعی حیثیت؟ 239

Marfat.com

کیا دکھاوا تمام نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے؟ 242
سانحہ سیالکوٹ، انقلابِ فرانس کا پیش خیمہ؟ 243
تفسیر قرآن پر مشتمل کوئی کتاب تحریر
فرمائیں 244
یہ کیسے معلوم ہو عمل اللہ کیلئے ہے یا نفس کیلئے؟ 246
انسان کا سب سے بڑا دشمن نفس انسان ہے؟ 247
قرآن کی کونسی English
Translation پڑھی جائے؟ 248
امام مہدی کا ظہور 250
سائنس کی قانونِ قدرت میں مداخلت 252
خیر و شر دونوں سے آزمائش 254
حیا کا مطلب اور مسئلہ زکوۃ 255
کمسن بچے پہ زکوۃ 256
اقدامِ خودکشی اور مسئلہ جبر و قدر 257
پروفیسر احمد رفیق اختر کے ساتھ ایک غیر رسمی
نشست 259

Marfat.com

پیش لفظ

استاذِ عصر

کیا لکھوں اور کیسے لکھوں ۔۔۔ اُس شخص کے بارے میں کہ جو عبارت کے احاطے میں ہی نہیں آتا ۔۔۔ کہ جس کے بارے میں لکھنا یا بولنا شروع کریں تو الفاظ کم پڑ جاتے ہیں۔ خیالات کے اُمڈتے ہوئے سیلاب کو سمیٹنا ناممکن ہو جاتا ہے، اس کی شخصیت کے کس پہلو سے بات شروع کروں اور کس پر ختم۔ اور پھر بھی نہ جانے کتنے پہلو ایسے رہ جائیں جن کا احاطہ نہ ہو سکے۔ اور پھر یہ کہ کوئی تو پہلو اس کی شخصیت کا ایسا بھی ہو کہ جو دیگر پہلوؤں کی نسبت کم مضبوط اور کم روشن ہو۔ مگر ایسا ہے نہیں۔ اس شخص کے بارے میں لکھتے ہوئے ہچکچاہٹ صرف مجھے ہی در پیش نہیں بلکہ ہر وہ شخص اس امتحان سے گزرا ہے جس نے یہ جسارت کی ہے۔ ممتاز مفتی جیسا ثقہ قلمکار بھی یہ حق ادا نہ کر سکا۔ اور حق ادا بھی کیسے ہو کہ وہ شخص اگر معجزہ نہیں تو معجزہ سے کم بھی نہیں۔ کہ جس کی زندگی کا ایک ایک سانس خالقِ کائنات کے ساتھ کسی نہ کسی طرح جڑا ہوا ہے۔ کہ جس نے ترجیحات کے فلسفے کو از سرِ نو زندہ کرتے ہوئے خدا کو انسان کی ترجیحِ اول قرار دیا۔ کہ جس نے اپنی زندگی کو خدا کے لیے وقف کیا تو اس کا حق ادا کر دیا۔ اور جس نے اس مالکُ الملک کی تسبیح کی ٹھانی تو

Marfat.com

نہ صرف خود بلکہ لاکھوں دیگر افراد کو اس سعادت کا حقدار ٹھہرادیا۔ اور جس نے اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ متشابہات جیسے موضوع پر جراتِ خیال کا مظاہرہ کیا اور جو اسلامی تاریخ کی وہ پہلی شخصیت ہے کہ جس نے حروفِ مقطعات کی بنیاد پر علمُ الاسماء کی ایک باقاعدہ شاخ متعارف کرائی اور اسماء کو ان کی صفات بخشتے ہوئے اس علم کو سائنسی بنیادوں پر استوار کیا اور جس پر اللہ رب العزت کا اتنا کرم ہے کہ اسے اپنا نام بتا کر مزید کچھ بتانے کی ضرورت نہیں رہتی کہ وہ خود یہ کام کر دیتا ہے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر سے پہلے بہت بڑے علماء اور فضلاء گزرے ہیں لیکن پروفیسر صاحب کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ جو علم اللہ نے انھیں عطا کیا ہے وہ مشاہد پہلے کسی بھی شخص کو حاصل نہیں ہوا علمُ الاسماء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ محی الدین ابن عربیؒ کو اس کی سُن گُن تھی اور وہ اس کی مختلف جہات سے واقف تھے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ انھوں نے اس علم کا عملی شکل میں کبھی جامع مظاہرہ نہیں کیا، جبکہ پروفیسر صاحب روزانہ سینکڑوں لوگوں سے ملاقاتوں کے دوران اس علم کے ذریعے انھیں نہ صرف اسمائے حسنٰی دیتے ہیں بلکہ ان کی شخصیات کے مختلف باطنی پہلوؤں کے بارے میں انہیں آگاہ بھی کرتے ہیں۔ ان کی بیماریوں کا علاج بھی انہی اسماء اور مسنون دعاؤں کے ذریعے تجویز کرتے ہیں۔ نوجوانوں کی شادیوں کے سلسلے میں وہ اسی علم کی بنیاد پر یہ بتا دیتے ہیں کہ کونسا نام آپ کے لئے موزوں ہوگا اور یہی اصول نوزائیدہ بچوں کے نام رکھنے پر بھی منطبق کرتے ہوئے لوگوں کے لیے آسانی کا باعث بنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی شخص کا نام ہی اس کی زندگی کا پروٹوکول ہے۔ اس کے نام میں اس کی زندگی کے نشیب و فراز، مزاج، بیماریاں، رزق اور دیگر تمام پہلو پوشیدہ ہوتے ہیں اور یہ کہ کچھ ناموں کی کچھ کے ساتھ موانست اور کچھ سے مخاصمت۔ باہمی موانست والے یکجا ہونگے تو امن اور سکون رہے گا اور مخاصمت والے اکٹھا ہونگے تو لڑائی اور فساد۔ یہ وہ Basic Categories کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے پروفیسر صاحب کو عطا کیا ہے۔ یہ اتنا مسحور کن علم ہے کہ دیکھنے والا انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ ہم جس شخص کو سالوں ساتھ رہنے کے باوجود بھی نہیں جان سکتے پروفیسر صاحب اس کا نام سن کر ہی جان جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو اسمائے ربانی دینے کے لیے ضروری تھا کہ میں ان کے باطن کو جان سکوں۔ اللہ نے مجھے یہ علم اس لیے دیا کہ میں لوگوں کی اپنے بارے میں کہی ہوئی باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤں اور ان کا صحیح تجزیہ کرسکوں۔

Marfat.com

قرآن کے ان الفاظ کے مطابق کہ اللہ کے بندے کائنات کے اسرار و رموز پر بھی غور و فکر کرتے رہتے ہیں پروفیسر احمد رفیق اختر کائناتی علوم پر خاص دسترس رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں ہونے والے سائنسی تحقیقی کام پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ Cosmology ان کا پسندیدہ مضمون ہے۔ Big Bang کے بارے میں اکثر بیان کرتے رہتے ہیں۔ امریکہ جانے سے پہلے میں نے پوچھا تو کہنے لگے کہ Cosmology پر تازہ ترین کوئی کتاب ملے تو لیتے آنا۔ وہ سائنسی تحقیقات سے قرآن کے حقائق کو ثابت کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ میں قرآن کتابِ تخلیق ہے اور سائنس کتابِ تحقیق ۔خلائی تحقیق پر بھی خاص نظر رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ میں اور ایک اور شخص پروفیسر صاحب کو ملنے کے لئے گوجر خان گئے۔ یہ صاحب Space Technology کے شعبے سے منسلک تھے اور پی ایچ ڈی کر رہے تھے۔ پروفیسر صاحب حیران کن طور پر ان کے ساتھ دو گھنٹے تک صرف اسی شعبے کے حوالے سے گفتگو کرتے رہے۔

پروفیسر صاحب علم کی تمام شاخوں پر دسترس رکھتے ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ ان کی محفل میں سوال کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔ کوئی شخص کوئی بھی سوال اٹھا سکتا ہے اور پروفیسر صاحب انتہائی خندہ پیشانی سے اس کا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ علم سوال سے ہے ۔حضرت عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم کیسے دیا۔ فرمایا میں سوال بہت کرتا تھا۔ پروفیسر صاحب سوال کرنے والے کو بہت پسند کرتے ہیں۔ سوال کتنا بھی اُوٹ پٹانگ یا پست علمی کی بنیاد پر کیا گیا محسوس ہو وہ اس کا جواب اتنے ہی علمی انداز اور جامعیت کے ساتھ دیتے ہیں۔ ایک عام عالم دین یا دانشور اور پروفیسر صاحب کی محفل کا یہ بنیادی فرق ہے کہ یہاں سوال کرنے والا سوال کرتے ہوئے گھبراتا نہیں اور جواب دینے والا اس خوف میں مبتلا نہیں ہوتا کہ کوئی سوال ایسا نہ آ جائے جس کا جواب اس کے پاس نہ ہو۔ آج تک کبھی ایسا نہ ہوا۔ یہ اللہ کا انعام نہیں تو اور کیا ہے!!!

پروفیسر صاحب کا کمال یہ ہے کہ قرآنی اصول ''لم تقولون مالا تفعلون'' کے تحت وہ جو بھی کہتے ہیں پہلے اس کو خود اپنے اوپر لاگو کرتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال مجاہدہ کیا۔ میں نے علم اور اسکے مطابق عمل کرنے سے کسی اور چیز کو اپنے لیے مشکل نہ پایا۔ پروفیسر صاحب اس مشکل ترین کام کو بھی بآسانی انجام دیتے ہیں۔ اگر لوگوں کو تسبیح کرنے کیلئے کہتے ہیں تو خود ان سے کہیں زیادہ ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اگر لوگوں کو توازن کی تلقین کرتے

Marfat.com

ہیں تو خود ان کی زندگی اس کا ایک بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ لوگوں کو اگر نارمل اور سادہ زندگی کا سبق پڑھاتے ہیں تو خود سادگی اور Normalcy کی بہترین مثال ہیں۔ جہاں مخلوق خدا کے ساتھ وقت گزارتے ہیں وہاں اپنے اہل خانہ کے ساتھ شاپنگ کے لیے بھی جاتے ہیں۔ وہ عام لوگوں کی طرح زندگی گزارتے ہیں حالانکہ وہ عام نہیں اور یہی ان کے لیے مشکل کام ہے کہ غیر معمولی ہوتے ہوئے بھی عام لوگوں کی طرح زندگی گزاریں۔ لیکن یقین جانئے کہ وہ یہ مشکل کام بھی کامیابی سے کر رہے ہیں اور اس سب کچھ کی وجہ صرف اور صرف علم ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ علم کی دو بنیادی خصوصیات ہیں۔ اپنی ترجیحات اور حدود کو متعین کرنا۔

ضبط وتحمل اگر کسی نے فی زمانہ سیکھنا یا دیکھنا ہو تو کسی اتوار کو گوجر خان کا قصد کرے۔ تین چار سو لوگ اپنے گوناگوں مسائل لیکر اس راہ سلوک کے مسافر سے ملتے ہیں اور اس کے ماتھے یہ ایک شکن نہیں پڑتی۔ خواتین اپنے گھریلو مسائل سے لیکر اپنے بچوں کی شادیوں کے مشوروں تک ان سے پوچھتی ہیں اور ایک ایک سوال بار بار دھراتی ہیں مگر اس شخص کا تحمل ہے کہ خدا یاد آ جاتا ہے۔ وہ ایک ایسا سمندر ہے جہاں ہر شخص آتا ہے اور اپنے غم اور پریشانیاں اس میں ڈال کر چلا جاتا ہے۔ وہ کسی کو اس کے گنہگار ہونے کا احساس نہیں دلاتا بلکہ اسے اللہ کی رحمت کی امید دلاتا ہے۔ ڈھارس بندھاتا ہے۔ دلاسہ دیتا ہے۔

فہم قرآن کی بات کی جائے تو انسان حیران ہو جاتا ہے کہ جو فہم اور ادارک انہیں نصیب ہوا ہے وہ گذشتہ کئی صدیوں میں شاید ہی کسی کو حاصل ہوا ہو۔ بڑے سے بڑے مسائل کی گتھیاں وہ آنِ واحد میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں سلجھا دیتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت ان کا معمول ہے۔ اگر چہ وہ صرف ونحو کے تکنیکی مراحل سے نہیں گزرے لیکن جن لوگوں نے انہیں تلاوتِ کلام پاک کرتے سُنا ہے وہ ان کی خوش الحانی پر ضرور گواہی دینگے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر کا میری نظر میں ایک اور بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو انتہائی آسان بنا کر پیش کیا ہے۔ ریاضی یا فزکس کے کسی فارمولے کی طرح وہ ایک Thesis استوار کرتے ہیں اور دو تین Steps کے بعد ایک سائنسی نتیجے پر پہنچ کر مسئلے کا حل پیش کر دیتے ہیں جو انتہائی آسان اور قابلِ عمل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ملنے والے جب آتے ہیں تو ان کے ذہنوں پر مسائل کا ایک بارِ گراں ہوتا ہے مگر جب واپس جاتے ہیں تو برگِ گل کی مانند ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ خوف پریشانی اور نا امیدی کے اس دورِ ابتلاء میں کوئی

Marfat.com

تو ہے کہ جو ہزاروں لوگوں کے لیے راحت، امید بلکہ زندگی کی شمعیں روشن رکھنے کا باعث ہے۔

قرآن کی اس آیت "یو ثرون علی انفسبھم ولو کانا بھم خصاصتہ (وہ دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود انہیں اس کی حاجت ہو) کے مصداق پروفیسر صاحب لوگوں کے لیے اپنا آرام، وقت اور پیسہ تک قربان کر دیتے ہیں۔ اکثر دیکھا ہے کہ لوگ ایسے اوقات پر بھی ان کے پاس آجاتے ہیں کہ جو ان کے آرام یا فیملی کا وقت ہوتا ہے۔ مگر وہ کمال مہربانی کرتے ہوئے ان سے نہ صرف ملتے ہیں بلکہ انہیں اپنی بے آرامی کا احساس بھی نہیں ہونے دیتے۔ بیسیوں گھرانے ایسے ہیں جن کی وہ چپکے سے مالی امداد کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات کہ ان کی عزتِ نفس کا ہر حال میں خیال رکھتے ہیں۔

شناختِ خداوندان کا بنیادی موضوع ہے اور اسلام کو وہ اس منزل تک پہنچنے کے لیے واحد راستہ گردانتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی مذاہب نظریات اور ان کے ارتقاء پر ان کی نظر نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مختلف نظریات اور مذاہب کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد ہی وہ اسلام کی حقانیت کے نتیجے تک پہنچے ہیں۔ وہ مغرب کے مذہبی اور غیر مذہبی نظریات کو اچھی طرح پرکھ چکے ہیں۔ خدا اور مذہب کے خلاف مغرب کا پروپیگنڈا ان کی نظروں سے اوجھل نہیں۔ مثلاً گزشتہ برس انہوں نے لاہور کے لیکچر میں تفصیل سے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جن میں آئین سٹائین کہتا ہے کہ I do not believe in personal God. اور یہ بھی کہ I am a deeply religious non-believer مغربی دانشور مذہب کو عزت دیئے جانے کے بھی خلاف ہے اور کہتا ہے کہ Previliging of religion ہی سب مسائل کی جڑ ہے۔ عصر حاضر کا سب سے بڑا ملحد رچرڈ ڈاکنز (Richard Dawkins) تو مذہب کو ضیاع اور ایک فضول چیز کے ساتھ extravagence کہتا ہے اور یہ بھی کہ فطرت کسی فضول چیز کو اپنے ہاں برداشت نہیں کر سکتی۔ نوبل انعام یافتہ فزکس کا استاد Steven Weinberg مذہب کے بارے میں یوں رقمطراز ہے...... Religion is an insult to human dignity. آج کے دور میں مغربی پروپیگنڈا کا منہ توڑ جواب علمی سطح پر کوئی دے رہا ہے تو وہ پروفیسر احمد رفیق اختر ہیں۔

پروفیسر صاحب کے ہاں اعلیٰ قسم کی حسِ مزاح بھی پائی جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ راہ سلوک کے مسافر کیلئے حسِ مزاح کا ہونا لازم ہے کہ اس کی بدولت وہ لوگوں میں مسکراہٹیں بکھیرتا

Marfat.com

ہے ان کے غم بانٹتا ہے اور پریشانیوں کو کم کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ان کے ہاں مزاح انتہائی اعلیٰ اور ارفع معیار کا ہوتا ہے کہ جس سے ہر شخص محظوظ ہوتا ہے۔ پروفیسر صاحب انتہائی نرم خو ہیں۔ غصہ تو کبھی شاید انہیں چھو کر بھی نہ گزرا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں یاد نہیں پڑتا ہے کہ آخری دفعہ انہیں غصہ کب آیا تھا۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ آپ کو غصہ کیوں نہیں آتا۔ کہنے لگے بہت آتا تھا بلکہ ہمارے جینز (Genes) میں انتہا کا غصہ ہے مگر تسبیح کے اثرات سے زائل ہو گیا ہے اور پھر انہوں نے حدیثِ رسولؐ سنائی جس کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ نرمی کرنے والا ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے نرمی پر دیتا ہے سختی پر نہیں دیتا۔ میں نے پروفیسر صاحب سے ایک بار یہ بھی پوچھا کہ آپ لوگوں میں اتنی محبت کیسے بانٹتے ہیں کہ ہر شخص آپکے خلوص کا اسیر نظر آتا ہے۔ کہنے لگے کہ اس حدیثِ رسولؐ نے ہمیشہ رہنمائی کی کہ لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے اور پھر ہمیشہ رسول اللہؐ کا نمونہ سامنے رہا کہ جو مرقع ءخلوص و محبت تھے۔ وہ نبی کریمؐ کی ذات کو نمونہ کامل گردانتے ہیں اور ان سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح خدا کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا شرک ہے اسی طرح رسول اللہؐ کے ساتھ محبت میں بھی کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کائنات کے سب سے بڑے دانشور ہیں اور جب تک معیارِ عقل و نظر لگتے رہیں گے محمد رسول اللہ ﷺ کی خاکِ پا کو بھی کوئی ذہانت نہیں پہنچ پائے گی۔

پروفیسر صاحب خدا کو بے دلیل ماننے یعنی Blind Faith کے سخت خلاف ہیں اور قرآن ہی کے ذریعے اس کا جواب دیتے ہیں کہ بدترین جانور میرے نزدیک وہ ہیں جو علم و عقل سے کام نہیں لیتے۔ اندھوں اور بہروں کی طرح میری آیات پر گرتے ہیں اور پھر قرآن کی ہی ایک اور آیت کا حوالہ دیتے ہیں کہ جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا اور جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا۔ وہ عقل سے کام لینے پر اکساتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عقل ہی سب سے بڑا ذریعہ ہے شناختِ خداوندکا۔ یہاں بھی وہ حضرت ابوھریرہؓ کی روایت کردہ طویل حدیث سے استنباط کرتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے عقل سے زیادہ بہتر، خوبصورت اور افضل کوئی مخلوق نہیں بنائی۔ میں تیرے سبب لوں گا اور تیرے ہی سبب دوں گا اور یہ کہ میں تیرے ہی سبب پہچانا جاؤں گا۔

پروفیسر صاحب دنیا میں رہ کر اس کے مسائل کا سامنا کرتے ہوئے راہ حق پر چلنے کے حق میں ہیں اور ترک دنیا کے سخت خلاف۔ وہ کہتے ہیں جہاں ٹسٹ نہیں وہاں رزلٹ نہیں۔ وہ خود اس ٹسٹ سے روزانہ گزرتے ہیں اور سرخرو ہوتے ہیں۔ سینکڑوں پریشان حال لوگوں سے ملتے

Marfat.com

ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کو آزماتا ضرور ہے مگر تنگ نہیں کرتا۔نوجوانوں کے لیے بالخصوص اور عام مسلمانوں کے لیے بالعموم ان کا پیغام یہ ہوتا ہے کہ جو مرضی کرو، تفریحات میں وقت گزار لو، ٹی وی دیکھ لو، کرکٹ کھیل لو مگر تمہارے سامنے تمہاری ترجیحات واضح ہونی چاہیں اور پھر دیگر ترجیحات کے ساتھ پوری زندگی کی بھی ایک ترجیح ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اصل بات بے رنگ ہونا ہے۔جس صورتحال سے بھی گزرنا پڑ جائے تو گزرو مگر اس کا رنگ قبول نہ کرو۔رنگ اگر قبول کرو تو صرف صبغتہ اللہ۔

پروفیسر صاحب پر ابوالحسن نوریؒ کی تصوف کی تعریف صادق آتی ہے کہ تصوف آزادی وجوانمردی، ترکِ تکلف وسخاوت اور دنیا کا مال راہِ حق میں خرچ کرنا ہے۔آزاد ہونا دراصل یہ ہے کہ انسان خواہشِ نفس سے آزاد ہو جائے اور پروفیسر صاحب کے ہاں ہمیں یہ چیز واضح نظر آتی ہے کہ وہ دنیا کے مرغوبات سے اوپر اٹھ چکے ہیں۔اسباب کا ہونا یا نہ ہونا ان کے لیے بے معنی ہو چکا ہے۔یوں حضرت بایزید بسطامیؒ کے قول کے مطابق پروفیسر صاحب ولی اللہ کا درجہ رکھتے ہیں۔لوگوں نے دریافت کیا کہ ولی کسے کہتے ہیں تو جواب دیا کہ ولی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر نواہی پر صابر ہو۔پروفیسر صاحب کے ہاں کوئی خوف ہے اور نہ حزن (No Fears or Frustrations) یہ بات ان کو جاننے والے لوگ جانتے ہیں کہ انہوں نے کبھی ان کے ہاں کسی قسم کا ڈپریشن دیکھا اور نہ محسوس کیا۔

صحو (Sobriety) اور سکر (Ecstacy) کی بحث میں وہ صحو کو افضل سمجھتے ہیں اور حضرت جنید بغدادیؒ کے قول پر یقین رکھتے ہیں کہ صحو کا ایک قطرہ سکر کے سمندر سے اعلیٰ اور افضل ہے۔نفس کے اشکالات اور ان سے نبرد آزما ہونے کے بارے میں پروفیسر صاحب کی گفتگو سننے کے لائق ہوتی ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ ہوائے نفس پر قابو پانا شناختِ خدا کے سفر میں انتہائی ضروری ہے کیونکہ حدیثِ رسولؐ کے مطابق سب سے زیادہ خوفناک چیز جس سے میں اپنی امت کے متعلق ڈرتا ہوں وہ خواہشِ نفس کی پیروی اور لمبی آرزو ہے۔سیدِ ہجویریؒ کے مطابق خواہش کا چھوڑ دینا بندے کو امیر کر دیتا ہے اور اس کی پیروی کرنا امیر کو اسیر بنا دیتا ہے۔سیدِ ہجویری علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخشؒ کا ذکر آیا ہے تو یہ بتانا مناسب ہوگا کہ پروفیسر صاحب انہیں اپنا استاد تصور کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اولیاء اللہ صوفیاء اور اہل اللہ میں سید ہجویریؒ سے بڑا استاد اور دانشور انہوں نے نہیں دیکھا۔''کشف المحجوب'' کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب میں نے پڑھی نہیں بلکہ مجھ

Marfat.com

پر بیت گئی ہے۔ پروفیسر صاحب اپنے اسی رشتہ کے سبب اپنے آپ کو بھی صوفی بزرگ، ولی اللہ یا سابقوں اور لاحقوں سے مزین ٹائیٹل سے بلوائے جانے کے بجائے ایک استاد کہلوانا پسند کرتے ہیں۔

میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ مہمان نواز اور بہترین میزبان نہیں دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کو دو چیزیں بہت ہی پسند ہیں۔ حسنِ کلام اور حسنِ طعام، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کے لیے بہترین کھانوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ نت نئی ڈشیں بنوا کر اپنے گھر آنے والوں کو پیش کرتے ہیں سوتے بھی بہت کم ہیں۔ پوچھنے پر ایک بار بتانے لگے کہ تین یا ساڑھے تین گھنٹے سو لیتا ہوں۔ تسبیح اتنی زیادہ ہے پھر مخلوقِ خدا کو بھی خاصا وقت دینا ہوتا ہے۔ رات کو اٹھ اٹھ کر تسبیح پوری کرتے ہیں۔ ایسے میں نیند کہاں اور آرام کہاں!

پروفیسر صاحب خدا کے بہت قریبی اور بے تکلف دوست محسوس ہوتے ہیں۔ وہ اس سے باتیں کرتے ہیں۔ اس سے اپنے سوالات زیر بحث لاتے ہیں۔ گلے شکوے ہوں تو وہ بھی اُسی سے کرتے ہیں۔ کسی بھی سلسلے میں مدد درکار ہو تو فوراً اسی سے رابطہ استوار کرتے ہیں۔ لگتا یوں ہے کہ وہ عرفانِ ذاتِ حق کے تمام مراحل عبور کرتے ہوئے شناختِ خداوند کی منزل پا چکے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کو وہ مرتبہ عطا کر دیا ہے جو عصر حاضر میں کسی کو حاصل نہیں کیونکہ خود ان کے بقول تمام مراتب شناخت کی بنیاد پر ہیں اور یہ بھی کہ خدا سے باتیں کئے بغیر انسان پورا انسان ہی نہیں بنتا۔ ان کے نزدیک تصوف صرف اور صرف جستجوئے خداوند ہے۔ بہترین عقل و شعور کے ساتھ بہترین عمر میں ترجیح اول (یعنی اللہ تعالیٰ) کا انتخاب تصوف ہے۔ پروفیسر صاحب کو غالب کا یہ شعر بہت پسند ہے کہ وہ ان کے فلسفۂ ترجیحات کی بہترین عکاسی کرتا ہے

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روز گار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

پروفیسر صاحب کا شعر و شاعری سے بھی خاصا شغف رہا ہے بلکہ وہ خود بھی شاعری کرتے رہے ہیں۔ جان ملٹن کی ''پیراڈائز لاسٹ'' کا ترجمہ بھی وہ کر چکے ہیں کہ جس کے بارے میں ناقدین کا خیال تھا کہ اس کتاب کا اس قدر خوبصورت ترجمہ ہو نہیں سکتا تھا انہیں ہزاروں اشعار آج بھی یاد ہیں اگرچہ وہ حصولِ ترجیحِ اول کے سفر میں شعر کہنے کو ایک عرصہ پہلے خیر باد کہہ چکے ہیں اور ان کے اشعار سارے کے سارے چرائے جا چکے ہیں۔ پروفیسر صاحب کو قدرت نے بلا کا

Marfat.com

حافظہ عطا کیا ہے۔Photogenic memory کا لفظ ان پر صادق آتا ہے۔ایک بار جو چیز انہوں نے پڑھی پھر وہ بھولی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ نویں دسویں جماعت تک وہ مشرق ومغرب کے تمام علوم، کتب احادیث، فلاسفہ یونان وغیرہ بقول خود ان کے ''چاٹ'' چکے تھے اور ان کا تجزیہ کر کے اپنے نتائج اخذ کر چکے تھے۔

میری نظر میں پروفیسر احمد رفیق اختر بلا مبالغہ اس دور ہی کی نہیں بلکہ گذشتہ ہزار سالوں کی سب سے بڑی علمی شخصیت ہیں کہ جو نہ صرف گذشتہ علمی روایت پر دسترس رکھتی ہے بلکہ مستقبل کا بھی پتہ دیتی ہے۔جو علم اور فہم اللہ کی ذات نے انہیں بخشا ہے وہ شاید ہی کس کو بخشا ہو۔اس لحاظ سے وہ استاذ الف ثانی بھی ہیں۔دوسری طرف چونکہ دنیا کی زندگی میں بھی اب ہم ''وقتِ عصر'' سے ہی گزر رہے ہیں اور اختتام کی جانب رواں دواں ہیں اس لیے میں انہیں استاذِ عصر بھی کہتا ہوں۔اور پھر عصر کے معنی زمانہ کے بھی ہیں اس لیے وہ اس زمانے کے بھی سب سے بڑے استاد ہیں۔

زیر نظر کتاب ''استفسارات'' کے لیے پیش لفظ لکھنا میرے لیے زندگی کے سب سے بڑے اعزاز کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ ممکن بھی اس لیے ہوا کہ پروفیسر صاحب کا حکم تھا ورنہ اپنے استاد کے بارے میں چند الفاظ لکھنے کا بھی حوصلہ کم از کم مجھ میں نہیں تھا۔ایک ذرّہ زمیں آفتاب زمانہ کا کیا تعارف کرائے گا۔اس کتاب میں بنیادی طور پر سوال وجواب پر مشتمل نشستوں کو شامل کیا گیا ہے اور مقصد یہی تھا کہ لوگوں کے پاس یہ کتاب ایک ریفرنس بک کے طور پر موجود ہو اور وہ جب چاہیں اس سے روزمرہ کے مسائل پر استفادہ کر سکیں۔اس کتاب کا بہت بڑا کریڈٹ محترم شبیر احمد چوہدری، انجم محمود گیلانی اور ان کی ٹیم کو جاتا ہے کہ جنہوں نے اپنی شبانہ روز محنت کے سبب اس کتاب کو حقیقت کا روپ دیا۔مجھے یقین ہے کہ ''استفسارات'' کہ جس کا نام بھی پروفیسر صاحب نے خود تجویز کیا ہے متلاشیان علم وحکمت کے لیے آگہی اور عرفان کا بہت بڑا ذریعہ بنے گی اور یوں علم کی شمعیں فروزاں کرنے کا سفر جاری رہیگا۔

آخر میں دعا ہے کہ ربِ کائنات ہمیں اپنی ترجیحات کو درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی زندگیوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں از سرنو ترتیب دینے کے قابل بنائے اور یہ دعا بھی کہ اے خدایا میری عزت کے لیے کافی ہے کہ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میرے فخر کے لیے کافی ہے کہ تو ہی میرا پروردگار ہے۔تو بالکل اسی طرح ہے جس طرح میں چاہتا ہوں مجھے بھی اسی

Marfat.com

طرح بنادے جس طرح تو چاہتا ہے۔ آمین ثم آمین

سپردم بہ تو مایہء خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

اسرار احمد کسانہ۔ اسلام آباد
یکم فروری 2011

۹۳۲۵۸

Marfat.com

استفسارات

☆ سوالات و جوابات کی نشست ۔ ۹ محرم الحرام گوجر خان

☆ سوالات و جوابات کی نشست ۔ ۲۷ جون Yusra کالج

☆ سوالات و جوابات کی نشست ۔ ۳۰ مئی گوجر خان

☆ سوالات و جوابات کی نشست ۔ ۱۳ جون گوجر خان

☆ سوالات و جوابات کی نشست ۔ ۲۵ جولائی Yusra کالج

☆ سوالات و جوابات کی نشست ۔ ڈاکٹر جلیل کیساتھ ۷ ارمضان

☆ پروفیسر احمد رفیق اختر کے ساتھ ایک غیر رسمی نشست

Marfat.com

Marfat.com

سب تعریفیں خدائے بزرگ و برتر کے لئے جس کی ذاتِ لامثال انسانی احاطہ تخیل سے وریٰ الوریٰ ہے اور بے پایاں درود وسلام اُس ذاتِ اقدس ؐ پر جن کی مدح وتوصیف خود خالقِ کائنات کا وظیفہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ بجز ذاتِ خداوندی اُن ؐ کی مدح سرائی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ میں اپنی زندگی کی یہ سب سے بڑی خوش بختی تصوّر کرتا ہوں کہ مجھے اپنے استاذِ مکرم پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب کی عوام الناس کے ساتھ سوال و جواب کی نشستوں پر مشتمل ''استفسارات'' کے عنوان سے تخلیق قلم وقرطاس کے حوالے کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس سعادت کو زندگی کا حاصل سمجھتا ہوں ؎

گر قبول افتد زہے عزوشرف

اس تخلیق کا محرک تشنگانِ علم کا استادِ محترم سے رابطے کا وہ پیہم اصرار تھا جس کے نتیجے میں سنڈے لائیو (sunday live) کے نام سے سوال و جواب کی ماہانہ نشستوں (sessions) کا اہتمام کیا گیا۔ اس دوران online streaming کے ذریعے دیارِ غیر میں مقیم جویندگانِ علم کو استادِ مکرم کے ساتھ براہِ راست ابلاغ کی سہولت بھی فراہم کی گئی۔

استفسارات میں متلاشیانِ حق کے لئے علم و آگہی کا ایک ایسا نادر ذخیرہ ہے جس کی روشنی سے اُن کے قلوب واذہان کے بہت سے حجاب اُٹھ جائیں گے۔ موضوعات کے اعتبار سے یہ سوال و جواب انتہائی اہمیت کے حامل ہیں جن میں گہرائی بھی ہے اور گیرائی بھی، جن میں الہیاتِ جدیدہ کی تشکیلِ نو کے نقش ونگار بھی ہیں اور امتِ مسلمہ کی تعمیرِ نو کی فکری اور نظریاتی اساس کے خدوخال بھی۔ استفسارات فکرِ استاد کا تسلسل ہی نہیں بلکہ اس کے اکتشاف سے عہدِ حاضر کے سلگتے ہوئے مسائل پہ استاذ العصر کے فکری ارتقاء کے ان گنت پہلوؤں کی نقاب کشائی بھی ہوگی۔

Marfat.com

اس ضمن میں یُسری مڈیکل کالج کی انتظامیہ کے لئے تشکر و امتنان کا اظہار نہ کرنا بہت بڑی ناانصافی ہوگی جنھوں نے کمال شفقت سے کام لیتے ہوئے کالج آڈیٹوریم فراہم کیا۔ ان تعلیمی سیشنز (sessions) کی کامیابی سے انعقاد میں یقیناً اُن کی بے پایاں عنایت شامل ہے۔

یکے از نیاز مندانِ پروفیسر صاحب

انجم محمود گیلانی

11-02-2011

Marfat.com

سوال: واقعہء کربلا کے اسباب کیا تھے؟ زمینی اور آسمانی حقائق کی روشنی میں کیا گریز کی کوئی ایسی صورت نہیں تھی کہ تاریخِ اسلام کے اوراق اہلِ بیت کے خون سے سرخ ہونے سے بچ جاتے؟

جواب:

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

میرا خیال یہ ہے کہ اس کی وہ value شاید زندہ نہیں ہو سکتی جس کو ہم سمجھتے ہیں زندہ ہونا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ اللہ نے کہا کہ انسانوں پر چار پانچ قسم کی آزمائشیں ہر صورت آئیں گی اور ہر بندے پر آئیں گی۔ وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ○ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ ○ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ○ البقرۃ :155 خوف اور نقصان، بال بچوں کا نقصان، اموال کا نقصان اور عزت کا بحران، ہر آدمی پر یہ مراحل گزرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ نہ کچھ آزمائش درپیش ہوتی ہے۔ مگر بِشَیۡءٍ بہت تھوڑا تھوڑا، اِن مصائب و آلام میں سے کچھ نہ کچھ ہم پہ ضرور گزرتا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ ہم میں سے بیشتر لوگ ایک single ایسے پر حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ ذرا سا ضرر چھو جائے تو ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے۔ محض کیفیاتِ ذات کی آمائش پہ اکثر لوگ بلبلا اُٹھتے ہیں۔ حزن و ملال میں وہ اس قدر بے چارگی کے مظہر ہوتے ہیں کہ آہ و فغاں ان کا روزمرّہ کا معمول بن جاتا ہے۔ اس معاملے میں چھوٹے بڑے کی کوئی تخصیص نہیں، بلکہ ہمیں اگر کوئی مرحلہء آزمائش درپیش ہو تو ہم دست بستہ دعا کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ کسی بڑی تکمیل کو پہنچے بغیر واپس لوٹ جائے۔

بے شمار لوگ اپنے نفس کی وسعت کو ہی نہیں جانتے۔ "لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا "۔

Marfat.com

البقرۃ: 259 اور جب ذرا سی بھی صعوبت آ لگے تو وہ چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں، پھر کبھی لوگوں سے مدد کی التجا کرتے ہیں اور کبھی بزرگوں کی دعائیں لیتے نہیں تھکتے۔ ہر وقت ان کے اضطراب کا یہ عالم ہوتا ہے کہ گویا اس المیے سے زندہ نہیں بچ کر گزریں گے۔ عصرِ حاضر کو ہم age of fears and frustration کہتے ہیں۔ محض ایک ذرا سا خوف لگنے سے بندوں میں عجیب و غریب امراض پیدا ہو رہے ہیں۔ کسی کے گردے فیل ہو رہے ہیں تو کسی کو شوگر ہو رہی ہے، کسی کو ہائپر ٹینشن ہو رہی ہے تو کسی کا ذہن توجہ کے دائرے سے نکل جاتا ہے، اور کوئی balances سے ہی نکل جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر آپ شہادتِ حسینؑ کو دیکھو تو آپ کو اس کی عظمت کا صحیح اندازہ ہوگا۔

ایسا تو نہیں ہے کہ تاریخِ انسان میں پہلے heros گزرے ہی نہیں ہیں۔ جیسے ابھی وہ 300 کی فلم چل رہی ہے۔ اسی طرح Homer نے بہت بڑا ایک epic ڈرامہ لکھا ہے poetry میں۔ غالباً اس کا نام Horasho تھا جس نے ایک بہت بڑا لشکر روکے رکھا اور پھر اپنی جان بھی دی۔ ان تاریخی کرداروں میں ایک بہت بڑا ہیرو کارتھیج کا Hannibal تھا جس نے بہت دیر تک Roman empire کو خطرے میں ڈالے رکھا۔ مرنے پر آیا تو پھر اس نے خود کو رومیوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ تو تاریخ ایسے singular act of bravery سے بھری پڑی ہے جن کو ہم بہت بڑے ہیروز مان سکتے ہیں۔ مگر بنی نوآدم کے تمام heroic characters میں کربلا کے شہید کو ایک لحاظ سے فیصلہ کن برتری حاصل ہے۔

ایک بہت بڑا سوال جو ہمارے ذہن میں اُٹھتا ہے کہ ایسے دورِ ابتلاء میں اگر کسی کا بچہ ساتھ ہوتا یا ان کی بیوی ساتھ ہوتی تو کیا پھر بھی وہ اسی دلیری سے کام لیتے یا کسی مصلحت پر آمادہ ہو جاتے۔ The question is that Hussain is very different اگر ایک طرف ہمیں بہت خوفناک عنصر یہ نظر آتا ہے کہ ان کے عزیز و اقارب، ان کے دوست احباب سارے کے سارے اُن کا ساتھ چھوڑ گئے۔ تو دوسری طرف وہ سارے لوگ اپنے وعدوں سے منحرف ہو گئے جنہوں نے امامِ عالی مقامؑ سے بڑے اہم عہد و پیماں باندھ رکھے تھے۔ اُدھر میدانِ کربلا میں جبر و استبداد کی نوعیت اتنی جان لیوا اور اتنی مکمل تھی کہ He had

Marfat.com

no way out واحد متبادل حل یہ تھا کہ حسینؑ کسی بھی وقت مصالحت کر سکتے تھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں کی؟ یہ المیہ ہمیں بھی درپیش ہے مگر ہم حسینؑ کی آزمائش سے نہیں گزر سکتے۔ اگر کوئی شخص انفرادی سطح پہ مجھے کہے کہ میری بات مانو ورنہ آپ کو سزا ملے گی۔ شاید انفرادی حیثیت میں برداشت کا حوصلہ رکھتے ہوئے میں انکار کی جرات کرلوں مگر جب پورے خاندان کی بقا اور سالمیت کا سوال ہو یا کسی ایسے خطرے کا احتمال ہو کہ آپ کے انفرادی عمل کا خمیازہ آپ کے لواحقین کو بھی بھگتنا پڑے گا تو مجھے یقین ہے کہ شاید میں یہ حوصلہ نہ رکھوں اور جانتے ہوئے بھی کہ سچ کیا ہے میں شاید باطل کا ساتھ دوں۔ حسینؑ کے زمانے میں بھی یہ المیہ اپنے عروج پر پہنچا ہوا تھا۔ فی الحقیقت حسین ایک علم کے وارث تھے، ایک tradition کے وارث تھے، ایک مثالی گھرانے کے فرد تھے، اللہ کے رسولؐ کے نواسے تھے اور نسل در نسل (family to family باپ سے نانا سے دادا سے) اعتقاد کی ایک ایسی سطح ان تک پہنچتی تھی جو عام انسانوں کو نصیب نہیں ہے۔ تو ان کے پاس کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ وہ اپنے مسلک سے بدعہدی کرتے ہوئے اپنے اباؤ اجداد کے انتہائی خوبصورت اور پختہ ترین شکل اعتقاد سے گریز کر سکیں۔ دوسری طرف دیکھنا یہ ہے کہ ان کے پاس گریز کی صورت کیا تھی؟ صرف ایک تھی اور وہ حضرت نے بار باران کے سامنے رکھی کہ اگر تم بیعت نہ لو تو میں اپنے ہر حق سے دست بردار ہونے کو تیار ہوں۔ مگر اُن کو بیعت پر اصرار تھا اور اِن کو صرف بیعت سے گریز تھا۔ اگر دیکھا جائے کہ آخر انہیں بیعت سے گریز کیوں تھا۔ اس سوال کا بھی بہت سادہ جواب ہے۔ یہ کوئی فرضی یا چھپی ہوئی حقیقت نہیں تھی کہ یزید فاسق و فاجر تھا۔ حتٰی کہ یہ بات اس کے کلام اور اس کی عادات سے بھی ظاہر تھی۔ مروّجہ بھی تھا (اس کی بدکرداری کے دستاویزی ثبوت موجود تھے) اور عوام الناس کا بھی یہ ایمان تھا کہ یزید بحیثیتِ امیر انتہائی فسق و فجور کا شکار ہے۔ بلکہ حافظِ شیراز نے جب اپنی غزل لکھی کہ

اَلَایَا یُّهَاالسَّاقِی اَدِرْ کَاْسًاوَّنَاوِلْهَا

کہ عشق آساں نمود و لے افتاد مشکلہا

اے ساقی شراب ڈال پیالوں میں......تو حافظؒ کے بارے میں شاید یہ بات مشتبہ ہو کہ وہ شراب پیتا تھا یا نہیں پیتا تھا۔ مگر اصل میں یہ یزید کا شعر تھا۔ اور بادشاہ ہونے کی حیثیت میں نہ

Marfat.com

صرف یہ شراب نوشی کا ایک اقرار تھا بلکہ اس کے زنا کا سارا اقرار بھی موجود تھا۔ یہ اقرارات فرضی بھی نہیں تھے، practical تھے۔ اب ان اقرارات کے ساتھ حسینؓ کا بیعت سے انکار کرنا بڑا واضح تھا۔ یہ قرین از قیاس ہے کہ اگر یہ بات حسینؓ کے علم میں نہ ہوتی تو اسے benefit of doubt دے دیتے..... "چلو یار وہ اچھا ہی ہوگا، برا نہیں ہوگا..... چلو میں اس کے ساتھ اتفاق کر لیتا ہوں"۔ مگر چونکہ اس وقت یہ اتنا مصدقہ علم تھا کہ تمام لوگ بڑے چھوٹے ہر کوئی اس پر مکمل یقین رکھتا تھا۔ اس لیے حسینؓ کو بھی اس کا پورا یقین تھا کہ یہ جو بادشاہ وقت ہے ان تمام امراض کا شکار ہے۔ تو وہ اس کی ریاست میں رہنے کو تیار تھے مگر بیعت کرنے سے اس لئے گریزاں تھے کہ اُن کے لئے اپنی پوری روحانی، علمی، ذہنی شخصیت کو اس کے تابع کر دینا ناممکن تھا۔ اس لیے وہ بیعت نہیں کر سکتے تھے، There was no reason۔ اگر وہ بیعت کرتے تو پھر دنیا کا اصول جدا ہو جاتا۔ دنیا کا اصول یہی ہوتا کہ پھر جس طرح کوئی صاحبِ جبر یا قدر کہے آپ کو ہر قیمت پر اس کی متابعت کرنی چاہیے۔ مزید برآں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ تاریخِ انسان میں یوں تو بہت ہیروز گزرے ہیں۔ مگر بعض اوقات ہم ٹائم دیکھتے ہیں۔ زمان و مکاں دیکھتے ہیں کہ اگر ایک شخص پہ آج مصیبت آتی ہے پھر پانچ سال بعد آتی ہے یا دس سال بعد آتی ہے تو اس کی تکلیف میں تخفیف کا پہلو نکل آتا ہے۔ اس کے صدمے کا span light ہو جاتا ہے، بیچ میں کچھ وقفہ مل جاتا ہے، امن مل جاتا ہے۔ تو بندہ یہ سوچ کر خود کو دلاسہ دے لیتا ہے کہ چلو تھوڑی سی مصیبت میں نے آج سہی ہے، کل پھر آسانی ہے۔ لیکن یہاں بھی حسینؓ کا معاملے میں صورتِ احوال بالکل مختلف نظر آتی ہے۔ آپؓ پہ دس دنوں کے اندر ایک head کی آزمائش نہیں آئی بلکہ بغیر کسی وقفے کے آپ کو بیک وقت سارے heads سے آزمایا گیا۔ **وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ** خوف کی ہوگئی، **وَالْجُوعِ** بھوک، پیاس کی ہوگئی، **وَالْأَنفُسِ** کیفیات ذات کی ہو گئی، **وَالثَّمَرَاتِ** بال بچوں کی ہوگئی۔ عزت و توہین کی ہوگئی۔ تمام کی تمام آزمائشیں بڑے تھوڑے سے وقفے میں اکٹھی ہو گئیں۔ اگر آپ scientifically دیکھو تو اُن کی intensity کتنی بڑھ جاتی ہے؟ میں یہ سوچتا ہوں کہ کتنی زیادہ intensity ہوگئی ہوگی۔ ایک intensity اگر آپ دس پہ پھیلاتے ہو تو کرب و بلا کی کتنی hight ہو جاتی ہے کہ تمام بلائیں جمع

Marfat.com

ہو کر دس دنوں میں ہو جائیں۔ جہاں تک way out کی بات ہے تو There is no way out۔ جو واحد way out ہے وہ حسینؓ مان نہیں سکتا اور نہ اس کا ایمان اسے اجازت دیتا ہے۔ میں اس سارے منظرنامے کو جبر و قدر کے ایک آفاقی پسِ منظر میں دیکھتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اُس وقت اگر حضرت حسینؓ علیہ السلام زمین پر حالتِ جنگ میں تھے تو آسمان پر بھی شاید ایک maximum battle ہو رہی تھی۔ جیسے شیطان نے اللہ سے کہا کہ مجھے ایوب علیہ السلام پر اثر دے، مجھے اس پر گرفت دے۔ تو اللہ نے دے دی اور پھر حضرت ایوبؑ کو بارہ سال تک کوڑھ برداشت کرنا پڑا مگر وہ آزمائش انفرادی نوعیت کی تھی۔ آٹھ سال یا بارہ سال انہوں نے جو اذیت سہی وہ شخصی تھی۔ ان کے اہل و عیال اور عزیز و اقارب اس سے مُستثنیٰ تھے۔ اگرچہ اُن کے چار بچے فوت ہو گئے مگر وہ قتل نہیں کیئے گئے اور پھر ان کی بیوی کو بھرپور خدمت کرنے کا موقع ملا۔ گویا اگرچہ شیطان کو پوری قدرت دی گئی مگر وہاں ایک sigular local problem تھا۔ مگر حضرتِ امام کے معاملے میں ایک فرد سے ہٹ کر ایک پورا مسلک خطرے میں پڑ گیا۔ جب شیطان نے اللہ سے اجازت مانگی (میرا خیال ہے) تو اللہ نے اسے دی ہوگی۔ کہ حسینؓ میرا ایک مخلص کیا ہوا بندہ ہے، صاحبِ اخلاص ہے اس لئے اس کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آسکتی۔ یعنی ایک طرف پانچوں heads کی آزمائش بلند کی گئی اور اس کا پورے کا پورا اختیار شیطان کو دیا گیا۔ تو دوسری طرف اللہ نے صبر کی ایک accomplishment بتائی کہ میرا بندہ اتنا صبر والا ہے اور اتنے یقین والا ہے کہ اپنے سر پہ موجود تمام تر بوجھ کے باوجود اپنے یقین کو قائم رکھے گا۔ تو اس کے عزم اور ارادے کو جھکا نہیں سکے گا اور وہ ذہنی طور پر سلامت رہے گا۔ سب بڑی بات ہے ذہنی طور پر سلامت رہنا۔ Even in his last speach جو حضرت حسینؓ نے کی، حیران کن بات ہے کہ ان کے لہجے میں کوئی کمزوری نہیں۔ ان کے انداز میں کوئی begging نہیں ہے۔ وہ ایک بڑے شاندار اور تناور مرد کی طرح کھڑا ہے جسے اپنا اللہ بالکل سامنے نظر آ رہا ہے۔ کسی بندے کا تقدیر سے اتنا زیادہ راضی ہونا بہت مشکل امر ہے۔ کوئی گلہ نہیں کوئی شکوہ نہیں اور وہ جانتے بوجھتے ہوئے اپنی تقدیر کے انجام کو بڑی سلامتی ذہن کے ساتھ جاتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے میرا خیال یہ ہے کہ حسینؓ منفرد ہے۔ He had always a

Marfat.com

choiceوہ کسی بھی مرحلے پہ بیعت کر سکتے تھے۔ ان کے پاس عذر بھی موجود تھا، جان کا عزت کا مال کا بھوک پیاس کا۔ اس کے باوجود وہ اختیاراً ایک ایسی value کے ساتھ کھڑا تھا، ایک ایسا ماڈل جو شاید دنیا میں نہ پہلے پیش آیا نہ بعد میں پیش آئے گا۔ Therefore, we call him a singular person جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک Maximum hight of a character اور patience show کیا۔ آپ کہو کہ کیسے تھا؟ میرا خیال یہ ہے کہ وہ حق الیقین تک پہنچے ہوئے شخص تھے۔ جنہیں اپنا خدا بھی نظر آ رہا تھا۔ غالباً جو چیز وہ (یزید کے لشکری) نہیں دیکھ رہے تھے وہ آپؓ کے مشاہدے میں تھی۔ حسینؓ کو شاید ملائکہ بھی نظر آ رہے تھے اور اللہ بھی دیکھائی دے رہا تھا۔ حتیٰ کہ جو آخری act انہوں نے کیا وہ اتنا متحمل اور اتنا sober نظر آتا ہے کہ بجائے کسی بڑی worry کے وہ اپنی دو رکعات کی نماز پوری کرنے کی worry کر رہے تھے۔ and that is something very very special میرا نہیں خیال کہ اس سے بڑی مثال ہمیں تاریخِ عالم میں کسی اور اقدار کے ہیروز میں نظر آتی ہے۔

سوال: جنگِ جمل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ جنگ اصحابِ رسول کے درمیان لڑی گئی۔ آپ اس کے بارے میں کیا سمجھتے ہیں؟

جواب: اصحابِ رسول کا لفظ ہی غلط ہے۔ اصحاب تو نکلے ہی نہیں تھے مگر کچھ لوگ ذاتی تعلقات کی وجہ سے ایک دو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر بن عاصؓ کے ساتھ تھے یا حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے (دونوں بزرگوں کی شدید قسم کی غلط فہمی کی وجہ سے) اس وقت تک چونکہ حضرت معاویہؓ نے خلافت کا کوئی claim نہیں کیا تھا۔ نہ وہ حکومت کا کوئی claim کر رہے تھے۔ بظاہر قاتلینِ عثمانؓ کا جو قصاص تھا وہ مسئلہ درپیش تھا۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جنابِ علیؓ جو خلیفہ برحق تھے، جو ٹائم ان سے لینا چاہتے تھے، اس کے خلاف یہ ایک خاندانی بغاوت تھی۔ یہ سب کچھ اپنے ایک رشتے دار کے انتقام کیلئے ہو رہا تھا۔ ہمیں اس پسِ منظر کو نہیں بھولنا چاہیے کہ قبل از اسلام بنوامیہ کے خاندان میں اقتدار کی خواہش چلی آ رہی تھی۔ بنوامیہ اپنے آپ کو ہی جنگی کمان کا اہل سمجھتے تھے۔ انہیں لیڈرشپ کا زعم تھا۔ اس کے پیچھے ایک خاندانی claim بھی نظر آتا ہے۔ اس کے باوجود ہم اسے خلافت کے target کیلئے جنگ نہیں سمجھتے اور

Marfat.com

صحابہ رسولؐ میں سے اگر چہ عمار بن یاسرؓ، حضرت علیؓ اور عمرو بن عاصؓ اس میں شریک تھے اس کے باوجود ہم اس کو اصحابؓ کی جنگ نہیں کہتے most of the people جو اس میں شریک تھے اُن میں بہت کم صحابی تھے۔ جن مسلمانوں نے اس جنگ میں شرکت کی اُن میں زیادہ تر نو مسلم تھے۔ بلکہ اصحاب نے شاید اس قسم کی کسی جنگ میں حصہ لینا مناسب ہی نہیں سمجھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت قریب تھی تو پہلی دفعہ اصحابِ مدینہ باہر نکلے اور کہا کہ "ہم نے بڑی بڑی جنگیں جیتی ہیں آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان فتنہ و فساد کرنے والوں کو بھگا دیں"۔ تو حضرت عثمانؓ نے ان کو اللہ کے رسولؐ کا واسطہ دیا اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری خاطر اصحابِ رسول کا خون بہے۔ تم اپنی گھروں کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہو اور فتنہ و فساد کے وقت باہر نہ نکلو۔ حضرت عثمانؓ نے اس طریقے سے قسم دے کر انہیں واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد اصحاب کی ایک تواتر سے policy تھی کہ وہ اس قسم کی جنگوں میں سرے سے شریک ہی نہیں ہوتے تھے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اصحاب کی جنگ تھی ایسے تو بالکل بھی نہیں تھا۔ جنگِ جمل میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کا نام لیا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے پھر وہی دو صحابیؓ ہیں۔ وہاں بھی اس نوعیت کی جنگ کا کوئی امکان نہیں پایا جاتا اور اُسے اصحاب کی جنگ نہیں کہا جا سکتا۔ جہاں پینتیس چالیس ہزار کا لشکر ہو وہاں ایک دو صحابی کی شرکت سے اسے اصحاب کی جنگ تو نہیں کہا جا سکتا۔

سوال: سر تاریخ میں دس ہزار صحابہ کی شہادت کی روایت ملتی ہے اور دس ہزار اگر شہید ہوتے ہیں تو اس تناسب سے لڑنے والوں کی تعداد کا مجموعہ کیا بہت زیادہ نہیں نکلتا؟

جواب: نہیں صاحب میرا نہیں خیال کہ اس سے اتفاق کیا جا سکے۔ دراصل ہمارے پاس اس قسم کی صرف history موجود ہے مگر اصحابِ رسول ﷺ کے کوئی targeted نام نہیں ہیں۔ Maximum number of the companion of the Prophet(PBUH) was counted on the day of Bait-e-Rizwan تو وہ تین ہزار اور کچھ تھے۔ اس میں اگر فرض کرو بعد کے وقت کو بھی add کر لیا جائے تو پانچ ہزار یا سات ہزار کے قریب اصحابِ رسولؐ تھے۔ جن میں پھر جنگوں میں شہید بھی ہوئے۔ ان میں اصحابِ بدر بھی تھے، اصحابِ احد بھی تھے۔ I don't think

Marfat.com

so کہ ان کی تعداد کے حوالے سے یہ مفروضہ صحیح ہے۔ کیونکہ کل ملا جلا کے شاید دس ہزار تک تو صحابیوں کی تعداد ہی نہ پہنچتی ہو۔ البتہ اصحاب کی دو لسٹیں ضرور بنیں گی۔ ایک وہ صحابہؓ جنہوں نے حضورؐ کو صرف دیکھا۔ مگر اصحابؓ کی اگر definition دیکھیں تو وہ اصحابِ مدینہ ہی بنتے ہیں، کہ جنہوں نے حضورؐ سے بائیس سال تربیت لی اور سیکھا پڑھا۔ اس طرح وہ اصحابؓ جنہیں زیارتِ رسول ﷺ کا شرف حاصل ہوا، اُن کو یہ benefit تو ضرور ہے مگر وہ تعلیم و تربیت شاید ان کو نہیں نصیب ہوئی۔

سوال: آپ نے خلفاء کی شہادتوں کا جو پس منظر بیان کیا۔ اس میں ایک تاثر خلفائے راشدین اور اس سسٹم کے حوالے سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ ایک عارضی نظامِ حکومت تھا۔ حضور ﷺ سے لے کر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ تک کوئی باقاعدہ نظامِ حکومت انہوں نے نہیں دیا۔

جواب: جی میں آپ کا سوال سمجھ گیا ہوں۔ اس میں مجھے ایک western مورخ کی Opinion بہت پسند آئی ہے کہ تین اصحاب کی شہادت یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ خلافت کا جو سسٹم تھا وہ بڑا کمزور اور indefensible تھا۔ یہ بات سچ بھی ہے کیونکہ قرآنِ حکیم میں اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ نے کہا "**وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس**" **المائدۃ: 67**۔ کہ اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔ تو پہلے حضور ﷺ Guard رکھتے تھے مگر جب یہ آیتِ مبارکہ قرآنِ حکیم میں اتری تو حضورؐ نے Guard معطل کر دیے۔ The same was not true about his companion اصحابِ رسولؐ نے یہ سمجھا کہ ہمارے لیے بھی اس آیت کا اطلاق ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی لوگوں سے بچائے گا۔ تو انہوں نے سنتِ رسولؐ پر عمل کرتے ہوئے guard معطل رکھے۔ مگر درحقیقت یہ حکم آپؐ کے لئے مخصوص تھا۔ آیت کا لہجہ بھی یہ بتاتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔ "**وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس**" کے تحت اللہ کے رسول ﷺ نے جو guard رکھے ہوئے تھے وہ معطل کر دیے۔ بعد کے اصحابؓ نے بھی معطل رکھے۔ جس کی وجہ سے یہ سارے حادثے رونما ہوئے، خاص طور جب مدینہ کے اندر لوگوں کا رش بہت زیادہ بڑھ گیا۔ مفتوحہ قوم کے قیدی آنے لگے۔ اب یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے دلوں میں رنج نہیں ہوگا یا ان لوگوں نے اپنے دکھ نہ اٹھائے ہوں گے

Marfat.com

۔جن کی جائیدادیں، گھربار، بیوی بچے سارا کچھ چلا گیا اور انہیں غلامی نصیب ہوئی۔تو ظاہر ہے ان کے دلوں میں جذباتی مخالفت کی شدت قائم ہوگی۔ پھر انہوں نے کئی ایسے کھیل بھی دکھائے اور اسلام میں کئی تکلیف دہ situations بھی پیدا ہوئیں۔ جہاں ہمارے تین بڑے اصحاب شہید ہوئے۔مگر اس کے ساتھ ساتھ معاویہؓ ایسے نہیں تھے۔چونکہ معاویہؓ دمشق کے Governor تھے۔آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ لوگوں نے امیرالمومنین سے گلہ کیا کہ معاویہ guards رکھتے ہیں۔حضرت عمرِ فاروقؓ نے انہیں بلوایا، کوڑے مارے اور کہا کہ معاویہؓ لوگوں کو ان کی ماؤں نے آزاد جنا تھا تم نے کب سے ان کو غلام بنالیا۔ یہ بڑا مشہور جملہ ہے حضرت عمر فاروقؓ کا، تو معاویہؓ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں بتاؤں جس قسم کی زندگی آپ بسر کرتے ہو اگر اس قسم کی زندگی میں وہاں بسر کروں تو اگلے ہی دن کوئی نہ کوئی اُٹھے گا اور مجھے قتل کر کے چلا جائے گا۔حضرت معاویہؓ کا مؤقف تھا کہ وہ لوگ رومن اور یونانی بادشاہتوں کے عادی ہیں۔اور عام طور پر اُن کے محلات پر اُن کے حفاظتی دستے تعینات ہوتے ہیں۔اس لیے میں نے بھی اپنی جان کے لئے یہ تحفظ اختیار کیا۔حضرت عمرؓ ان کی arguments سے agree کر گئے اور ان کو guard رکھنے کی اجازت دے دی۔مگر اپنے لئے یہ اہتمام ضروری نہیں سمجھا۔اتفاق کی بات ہے کہ چاہیے تو یہ تھا اس موقع پر وہ agree کر کے اپنے لیے بھی guard رکھتے مگر انہوں نے اپنے لئے نہیں رکھا۔حضرت معاویہؓ کو اجازت دے دی، مدینہ سے باہر اس رجحان کی اجازت دے دی۔تو معاویہؓ Through out safe رہا یا یزید safe رہا، اس کی وجہ ان کے وہی حفاظتی انتظامات تھے جو انہوں نے باہر کی قوموں سے لیے ہوئے تھے۔جو خلافت میں شاید ممکن نہ تھا۔اس لئے امیر معاویہؓ کبھی بھی خلیفہ نہیں بن سکے۔

اب یہ جو تاثر ہے کہ خلافت ایک عارضی نظامِ حکومت تھا، تو اس کے بارے میں سچ پوچھو تو میرا خیال ہے کہ شاید خلافت قائم ہی نہ ہوتی۔ جب حضورﷺ رخصت ہوئے تو عین ممکن تھا کہ باقی مسلمان مل کر کسی قبیلے کے سردار کو سربراہ بنا لیتے۔دو چار جنگیں ہوتیں اور Shift over میں کوئی نہ کوئی بادشاہ بن ہی جاتا، اس طرح بے چینی تو نہیں گزرنی تھی۔مگر آنے والے وقتوں کیلئے خلافت کچھ معیاری systems دے گئی یا یوں کہہ لیں کہ Intial

Marfat.com

Forty years کا یہ processing ہوگئی۔ اگر آنے والے مسلمان کبھی بھی چاہیں تو ایک قسم کا یہ model create کیا گیا۔ تاکہ اگر تمہیں ضرورت پڑے اور تحفظات موجود ہوں تو حضرت ابوبکرؓ کی طرح چن لو اور بعض اوقات اگر خلیفۂ وقت اپنے آپ کو کمزور جانتا ہو تو اس کے لئے بھی پیش بندی کر دی گئی۔ جیسے Neville Chamberlain کی حکومت نے Winston Churchill کو چن لیا۔ انہیں جنگ کے زمانے میں پتا چلا کہ Churchill is a strong prime تو اس طرح سے چن لیا۔ مگر آپ دیکھو democracy میں اس کی مثالیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جب جنگ ختم ہوئی تو ساتھ ہی Churchill کو یہ کہہ کر اتار دیا گیا کہ وہ civil کیلئے موزوں نہیں ہے۔ اس طرح حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور حضرت عثمانِ غنیؓ کے درمیان مشاورت قائم ہوئی جسے Togetherness of the elites کہتے ہیں۔ ہر elite کے پیچھے مدینے کا ایک بڑا طبقہ تھا۔ چھ آدمیوں کی جو مجلس قائم ہوئی اس میں سب سے زیادہ respectable اور لوگوں میں popular افراد شامل تھے۔ حکومت سازی کا یہ ایک طریقہ تھا۔ آج کے تناظر میں سمجھو کہ Elite کی حکومت قائم کی گئی۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کا جو انتخاب ہے یہ general ہے۔ اس میں غیر ممالک سے بھی نمائندے آئے ہوئے تھے اور ساری اسلامی دنیا کے نمائندے بھی موجود تھے۔ انہوں نے آپس میں مل کے مشاورت کی اور حضرت علیؓ کو چن لیا۔ These are four methods which were demonstrated in the beginning of the muslim history کہ آنے والے مسلمان ان میں سے کوئی بھی طریقہ چن سکتے تھے۔ اب فرض کرو آج کے زمانے میں اگر مسلمان democracy چنتا ہے۔ تو democracy اسلام میں پہلے آ چکی ہے۔ حضرت علیؓ کے انتخاب میں democratic set up آ چکا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ اسی ہزار منتخب نمائندے create کریں اور ان کا چناؤ facilitate کرے leader کو، تو وہ طریقہ بھی آ چکا ہے۔ اسی طرح فرض کرو کہ ملک بہت بڑے بحران میں ہو اور ہماری نگاہِ انتخاب کہے کہ یہ elite ہے، جیسے مہدی کا تصور ہے تو یہ طریقۂ انتخاب بھی دوبارہ آ جائے گا۔ جب ہم ایک شخص کو جا کے request کریں گے کہ آپ قیادت سنبھالیں۔ تو یہ نظامِ حکومت جسے ہم خلافت کہتے

Marfat.com

ہیں It was not supposed to last longer, it wasn't supposed یہ جاری رہ ہی نہیں سکتی تھی۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ خلافت واپس آتی ہے۔ جس حکمران کو جو انداز پسند آیا وہ revive ہوتا رہا جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلیفۂ خامس کہتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہم نے دیکھا کہ دنیا میں بعض ملکوں میں ایسے بادشاہ آتے رہے جنہوں نے خلفا کی متابعت کی، جنہوں نے انصاف کیا۔ کچھ حضرت عمرؓ کی طرح ہوئے، کچھ حضرت ابوبکرؓ کی طرح ہوئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نظامِ خلافت perception کے طور پر تھا۔ factual happening کے طور پر نہیں تھا۔ ان چالیس میں آپ کو چار قسم کے نظاموں کا ایک ماڈل دے دیا گیا تاکہ آنے والے مسلمان ان میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کر لیں۔

سوال: پروفیسر صاحب حضرت عائشہؓ کی کم عمری میں شادی کو western intellectuals خاصا criticize کرتے ہیں۔ آپ کی رائے کیا ہے؟

جواب: دیکھو اس میں ایک تو یہ تاثر practical لحاظ سے بالکل احمقانہ سا ہے۔ practically, biologically عمر کا تو میں نہیں کہہ سکتا مگر اتنا یقینی ہے اور سب لوگ جانتے ہیں کہ جب امُ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شادی ہوئی تو اس وقت وہ بالغہ نہیں تھیں She had not reached to the age of maturity۔ چنانچہ نکاح کے باوجود ان کی شادی کو معطل کر دیا گیا۔ اسی لیے ان کو گھر میں رکھا گیا۔ تین یا چار سال بعد جب شادی ہوئی تو اس بناء پہ ہوئی Now she had become a mature woman اب پہلا question یہ ہے جو میں generally پوچھتا ہوں کہ آخر ہمارے پاس اس قسم کی کیا reason ہے کہ آپ ﷺ ایک نابالغہ سے شادی کرتے There is no sence in it ایک عورت تھی جس کے ساتھ نکاح ہوا مگر وہ بالغہ نہیں تھی تو نکاح کو معطل کر دیا گیا، رخصتی معطل کر دی گئی۔ اس وقت تک کہ جب تک وہ بالغ نہیں ہوئیں۔ اب کوئی اگر دنیا کا reasonable مرد ہو تو مجھے یہ بتائے یا کوئی بھی قانون ہو کہ ایک بالغ لڑکی کی شادی تو کسی کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے۔ باقی رہا عمر کا تفاوت کہ عمر میں توازن نہیں تھا۔ بہت سارے لوگوں کو یہ بات بڑی کم سمجھ آتی ہے کہ حضرت عائشہؓ اللہ کا انتخاب تھیں، رسول اللہ ﷺ کا نہیں تھیں۔ ہمارے پاس

Marfat.com

حدیثِ رسولؐ ہے کہ اے عائشہؓ جبرائیلؑ نے تمہیں ایک نوزائیدہ بچے کی شکل میں مجھے دکھایا اور میں حیران تھا کہ میں نے اس کا کیا کرنا ہے۔ جب جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپؐ کی بیوی ہیں تو میں بڑا حیران تھا کہ میں نے اس کو کیا کرنا ہے۔ پھر میں نے سوچا اللہ کی مرضی۔ جب ہم اللہ پہ آتے ہیں تو ہر آدمی اپنے آپ کو مجبورِ محض محسوس کرتا ہے۔ اب اللہ کے رسولؐ کیا کہتے کہ مجھے اس سے اللہ کیوں بیاہ رہا ہے؟ اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ جو اللہ کی مرضی اور پھر وہ پوری بھی ہوگئی۔ امُ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے انتخاب کی حکمت بھی ہمیں اللہ کے قانون سے نظر آتی ہے۔ دراصل تمام دیگر اُمہات ُالمومنین سے صرف سترہ حدیثیں مروی ہیں۔ جبکہ دین کا ایک چوتھائی حصہ جو conjugal life پہ ہے، میاں بیوی کے رشتے ناطوں اور personal تعلقات پہ ہے وہ حضرت عائشہؓ کے وجودِ بابرکات کے طفیل رہتی دنیا تک پہنچایا گیا۔ آپؓ سے قبل جو خواتینِ متحرمات حضورؐ کے نکاح میں تھیں وہ بڑی عمر کی تھیں Either they were merried before اور ان میں کوئی باکرہ نہیں تھیں، جو تھیں وہ اس قابل نہیں تھیں۔ آپؓ کے انتخاب کی واحد حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی تازہ اور Fresh memory چنی۔ جو اللہ کے رسولؐ سے بڑا اُنس رکھتی تھیں، محبت رکھتی تھیں اور انہوں نے خدا کے رسولؐ کی ایک ایک بات copy کرنا اپنی زندگی کا اصول بنا رکھا تھا۔ اس حقیقت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ خالی امُ المومنین حضرت عائشہؓ سے چار ہزار پانچ ہزار احادیث مروّی ہیں۔ چاہے اپنا ہو یا غیر ہو مسلمانوں کے ہر طبقے کے پاس عائلی زندگی پر اگر کوئی واحد authority ہے تو وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہے۔ اس ضمن میں حضور ﷺ کی ایک حدیث موجود ہے کہ دین کا ایک چوتھائی حصہ حمیراؓ کے پاس ہے اور اتنا زیادہ پاس ہے کہ بڑے سے بڑے اصحابِ رسولؐ بھی جب عائلی زندگی پر کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتے تھے تو صرف ایک واحد authority امُ المومنین عائشہ صدیقہ تھیں۔ تو اس لحاظ سے دیکھا جائے تو امُ المومنین کے انتخاب میں یہ تفاخر موجود ہے کہ اللہ نے انہیں اپنے دین کی ترویج کے لئے چنا۔ اگر چہ وہ نبیہ نہیں تھیں مگر صدیقہ تھیں اور اتنی بڑی صدیقہ تھیں کہ اپنے خلاف بھی کوئی بات ہوتی تو اس کو بھی بعینہ بیان کر دیتی تھیں۔ جب بھی کبھی remarks میں حضورؐ نے کوئی ناراضگی بتائی تو وہ بھی بیان کر

Marfat.com

دی۔آج نسلِ مسلمان اور تمام نسلِ انسان کے پاس وہ روایات بطورِ ہدایت موجود ہیں۔جن میں ایک عورت نے حیران کن حد تک اتنی صداقت اور ایمان داری سے کام لیا ہے کہ ایک ایک بات انہوں نے آپ کو بتادی۔میاں بیوی کے تعلقات میں اتنی خوشگواری جو کبھی کسی مولوی کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتی۔مثال کے طور پر ام المومنین فرماتیں ہیں کہ جب میں جوان تھی تو میں نے حضورؐ سے کہا کہ آئیں ایک دوڑ لگے۔تو صحن کافی کشادہ تھا۔پھر ہم نے دوڑ لگائی اور حضورؐ آگے نکل گئے۔تو میرے دل میں رہا۔پھر حضورؐ آخر جب بوڑھے ہونے لگے تو پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ آج پھر دوڑ ہو جائے اور پھر میں آگے نکل گئی۔حضورؐ نے کہا اچھا ہوا حساب برابر ہو گیا۔اسی طرح جب حضرت عائشہؓ نے ایک ام المومنین کے خلاف بات کہی تو حضورؐ نے کہا کہ عائشہؓ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر کے پانی میں ملا دی جائے تو کڑوا ہو جائے۔ام المومنین نے پوری دیانت داری کے ساتھ یہ بات بھی لکھی ہے اگر چہ وہ ان کے خلاف جاتی تھی۔تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا انتخاب پورے کا پورا الہیاتی اور با مقصد تھا۔اس میں کسی بھی sexual libration کا کوئی تعلق نہیں تھا۔آپ دیکھیں کہ حضرت عائشہؓ کا کوئی بچہ نہیں ہوا۔گویا ان کو پیدا ہی پڑھانے کیلئے کیا گیا تھا۔یہ جو حضورؐ کی حدیث ہے کہ زمانے میں چار عورتیں معزز ہیں، حضرت سارہؓ زوجہ حضرت ابراہیم، حضرت آسیہؓ زوجہ فرعون، حضرت مریم اور حضرت خدیجہؓ مگر اے عائشہؓ تیری مثال ان میں ایسے ہے جیسے ثرید کو باقی کھانوں پر۔یہ مثال بڑی لطیف اور خوبصورت ہے کہ ثرید سب مل جل کر کھاتے ہیں اور ثرید عرب کا سب سے popular کھانا ہے۔طعامِ ثرید میں باقی دنیا بھی آپ کے ساتھ شریک ہوتی ہے۔تو ثرید سے مراد حضرت ام المومنین کے علم میں تمام دنیا کا شریک ہونا اور پوری امتِ مسلمہ کا اپنی ماں سے وہ ذخیرۂ علم لینا بھی شامل ہے، جو ام المومنین نے بعد میں دیا۔ام المومنین ایک اور تفاخر کا بھی اظہار فرمایا کرتی تھیں۔وہ کہا کرتی تھیں کہ مریم کی عصمت کی گواہی اللہ نے ایک نوزائیدہ بچے سے دلوائی اور میرا فخر یہ ہے کہ اللہ نے خود مجھ پر گواہی دی۔مگر گواہی کے ساتھ ساتھ یہ مت بھول لیے کہ وہاں بھی اللہ نے اپنا مقصد پورا کیا اور جو تعلیم رہتی دنیا کے لیے دینی تھی وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے واسطے سے سورۃ نور کی دس آیات کی شکل میں دی۔اس لحاظ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تفاخر، علم اور ان کا مقام بہت

Marfat.com

ممتاز نظر آتا ہے۔

سوال: **پروفیسر صاحب حبِ جاہ کو تھوڑا سا explain کر دیں۔**

جواب: : ہر حال میں خود پسندی اور خود نمائی کی کوشش و خواہش جس سے انسان کا نفس اپنے آپ کو بہتر گردانے اور اپنی تعریف و توصیف، اپنے مرتبے، تعظیم، اور ستائش کے ضمن میں خود کو مترفع محسوس کرے۔ حبِ جاہ کی بہت ساری صورتیں اور بھانت بھانت کے طریقے ہیں مثلاً عزت سے، مال سے، لوگوں کی تعریف سے یا اقتدار سے۔ جاہ طلبی کی ہوس میں یہ فرق نہیں دیکھا جاتا کہ تعریف کی بنیاد کیا ہے۔ ہمارے تعارف میں تعریف آنی چاہیے، چاہے مال، اقتدار یا پھر ظلم سے ہی کیوں نہ آئے۔ گویا اپنی ذات کو اجاگر کرنے کیلئے یا محترم اور معزز بننے کیلئے کسی بھی چیز کا آسرا لینا اور اپنے آپ کو باقی ماندہ لوگوں سے بہتر سمجھنے کی کوشش کرنا حبِ جاہ ہے۔ آپ کہو گے اس میں حبِ جاہ کہاں سے آئی؟ جب کوئی شخص کسی کی تعریف کرتا ہے تو لامحالہ وہ بڑا خوش ہوتا ہے۔ جیسے آپ کسی پیر فقیر سے کہیں کہ حضرت آپ کی دعا سے میرے کام بن گئے۔ تو وہ نہ صرف خوش ہوگا بلکہ تعریف و توصیف کو اپنا حق سمجھے گا کہ سبحان اللہ میں تو ہوں ہی اس قابل۔ تو اس طرح اس کی بہت ساری صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ہر انسان میں حبِ جاہ کی کوئی نہ کوئی صورت موجود ہوتی ہے۔

سوال: **جبرائیل سے جب نبی کریمؐ نے عمر کے بارے میں پوچھا تھا۔ تو انہوں نے بتایا اس ستارے کے بارے میں۔۔۔ تو وہ ایک لمبا ہی سلسلہ بنتا ہے۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں بھی حضورؐ کی ایک حدیث ہے میں ان کی دعا ہوں۔**

جواب: وہ تو خیر ایک زمینی وقت کے حوالے سے ہے مگر جب جبرائیل کی باری آئے گی تو ہم آسمانی ٹائم کو calculate کریں گے۔ البتہ جب حضرت ابراہیمؑ کی باری آئے گی تو ہم زمینی ٹائم calculate کریں گے۔ اس اعتبار سے فرق تو بڑا پڑ جائے گا کیونکہ وہاں تو ستر ہزار سال بعد ایک ستارہ پیدا ہوتا تھا۔ جبرائیلِ امیں کے بقول میں نے آپ کی پیدائش سے پہلے اسے ستر ہزار مرتبہ دیکھا تھا۔ وہ تو خاصا زیادہ ٹائم بن جاتا ہے۔ مگر نیچے یقیناً حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے لحاظ سے وقت شمار کیا جائے گا۔ جب انہوں نے کعبہ کی بنیاد رکھی، حرمین کی بنیاد رکھی تو اپنے بیٹے کے

Marfat.com

ساتھ مل کر دعا مانگی۔ اس دعا کا ذکر قرانِ حکیم کے پہلے پارے میں ہے۔ **رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ O البقرة:129** کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی کہ میری اولاد میں سے انہی میں سے (چونکہ آپؐ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے) ایک ایسا نبی پیدا کر جو میری طرح تیری آیات سنائے، ان کو علم و حکمت عطا کرے اور ان کو پاک کرے۔ ماشاءاللہ خالی حضور اکرمؐ کی صورت میں ہی نہیں بلکہ اصحابِ رسولؐ کی شکل میں بھی وہ دعا قبول ہوئی۔ اگر دیکھا جائے تو جب حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے تمام آزمائشوں سے آزمالیا اور کہا کہ **قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً** کہ اے ابراہیمؑ آج سے ہم نے تمہیں نسلِ انسانی کا امام مقرر کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی نے کہا **قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي** کہ اے اللہ میری اولاد کا کیا بنے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قَالَ لاَ يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ O البقرة:124**

کہ جو ان میں سے ظالم ہوگا اس سے ہم عہد و پیمان نہیں باندھیں گے جو تم سے باندھا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ مستقل قیامت تک یہ پیمان باندھا ہوا ہے کہ جو ظالم نہیں ہوں گے وہی امتِ انسان کے امام ہوں گے۔ یہ بات پھر اللہ کے رسول ﷺ میں ظاہر ہوئی۔ اصحابِ رسول ﷺ میں ظاہر ہوئی اور پھر ان سادات میں ظاہر ہوئی کہ جن کو جملہ مسلمان اپنا امام مانتے ہیں۔ پھر ان کے توسط سے عظیم والشان فتوحات اسلامیہ ہوئیں۔ جہاں جہاں اسلام پھیلا ان کے توسط سے پھیلا، جہاں جہاں وہ لوگ گئے اپنے وقتوں کے امام ہوئے۔ یہ وعدہ اب بھی اولادِ ابرہیمؑ میں ہر شخص کو پہنچے گا جو ظالم نہیں ہوگا۔ یہودی اس وعدہ کے ثمرات سے ہمیشہ محروم رہے کیونکہ وہ بدترین ظالم ثابت ہوئے۔ انہوں نے سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ رسولِ خداؐ کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔

سوال: حروفِ مقطعات پہ روشنی ڈالیئے؟

جواب: اسماء کے بارے میں کچھ latest چیزیں میرے علم میں آئی ہیں، جس کی وجہ سے میں تھوڑا سا زیادہ چوکنا ہو گیا ہوں کہ اس کا linkage پہلے بھی موجود تھا مگر وہ عمومی طور پر لوگوں کے علم میں نہیں آیا۔ Archeological departments نے پرانے اسماء اور پرانی

Marfat.com

تہذیبات کے جو symbols نکالے ہیں لوگوں نے کبھی ان پر غور نہیں کیا۔ لوگوں نے ہمیشہ ان کو پراسرار علوم سمجھا یا علم کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو نظر انداز کیا مگر میرے نزدیک یہ Knowledge of the basic catagories ہے۔ جب انسان نے کلام کرنا شروع کیا تو پورا کلام ایک دم سے نہیں آیا، لفظ پورے یکبارگی نہیں آئے۔ تو Transfer of language سے symbols میں جو سب سے پہلے اسماء آئے وہ یہی تھے۔ مثال کے طور پر جو ''ط'' کا symbol ہے یہ اس وقت پیدا ہوا جب wheel ایجاد ہوا۔ تو wheel کا مطلب آسانی بنتا ہے۔ ''ہ'' کا مطلب ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہے جس کے دونوں ہاتھ اوپر ہوا میں بلند ہیں اور وہ پکار رہا ہے۔ اب جب آپ نے سورۃ ''طٰہٰ'' پڑھی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسا مرد ہے جو گائیڈ ہے، مصلح ہے، ریفارمر ہے جو دونوں ہاتھ کھڑے کر کے آپ کو بلا رہا ہے کہ یہ آسانی کا رستہ ہے۔ اب آپ قرآن پڑھو تو آپ کو مطلب اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ **طٰهٰ O مَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰٓ O طٰه: 1,2** کہ میں نے مشقت کے لیے آپ کو رستہ نہیں دیا یہ آسانی کے لیے ہے یعنی In the beginning جیسے wheel ایجاد ہوا اور اس (موجد) guide نے ان کو بتایا کہ یہ آسانی کا رستہ ہے۔ اسی طرح پیغمبرانِ علیہ الصلوۃ و السلام ہیں جو پہلے پیدا ہوئے۔ انہوں نے بالکل اس مرد کی طرح پرانے ضمن میں جو symbols ہمارے سامنے ہیں کہ دونوں ہاتھ کھڑے ہیں اور لوگوں کو پکار رہا ہے کہ اس رستے کی طرف آؤ اس میں آسانی ہے۔ تو اب سمجھ آتی ہے کہ وہ physical symbols نہیں تھے بلکہ اخلاقی symbols اور روحانی symbols تھے۔ جن کی مدد سے لوگوں کو مختلف صورتوں میں guide کیا گیا۔ شاید اس طریقے سے پہلے language transfer کی گئی۔ یہ مت بھولیئے کہ language کا جو gene ہے یہ صرف ستر ہزار سال پرانا ہے۔ ستر ہزار سال سے پہلے اس gene کا سراغ کسی بھی مخلوق میں نہیں ملتا۔ ان تاریخی حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ language کو develop ہونے میں شاید ستر ہزار سال لگ گئے ہوں۔ یا ہو سکتا ہے کہ زبان کی ترقی کا ارتقائی سفر چالیس ہزار سال پہ محیط ہو۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُن لوگوں کے لئے وہ وقت کتنا مشکل ہوگا جنہوں نے مافی اِضمیر کے اظہار کے لئے اتنا عرصہ فقط علامتوں پہ

Marfat.com

انحصار کیا اور صرف symbols میں گزارا۔ اس دوران ایک ایک symbol اپنی جگہ پہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوگا۔ اسی طرح پھر ان میں وہ ابتدائی symbols خصوصی اہمیت کے حامل ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے quote بھی کیا ہے۔

سوال: آپ نے ہر Catagory کا کیسے اندازہ لگایا؟ ان کو Apply کیسے کیا؟ اس سارے عمل کے مدارج کیا تھے؟

جواب: It is very difficult to answer this quesiton because i had no guide اس ضمن میں سوائے دو چار احادیث کے میرے پاس کوئی نقشِ رہگذر نہیں تھا۔ میرے سامنے حضرت ابن عباسؓ کی ایک حدیث تھی اور مسندِ اہل بیت سے ایک روایت تھی۔ لیکن شاید سب سے زیادہ میرے لیے موثر وہی حدیث تھی جو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے مابین ایک مکالمے کے دوران بیان ہوئی۔ جب امیر المومنین حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا..... ''یہ کیا ہے کہ بعض لوگ بہت نیک ہوتے ہیں مگر ہمارے دل ان کو نہیں جاتے، اور بعض لوگ اتنے اچھے نہیں ہوتے ہیں مگر ہم ان کی دوستی پسند کرتے ہیں''۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین میں نے یہ بات اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھی تھی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب روزِ اول ارواح کے جوڑے بنائے گئے تو اللہ تعالیٰ نے کچھ کی کچھ میں موانست ٹھہرادی، اور کچھ کی کچھ میں مخاصمت ٹھہرادی۔ جب وہ زمین پر آتے ہیں تو اسی نسبت کے تحت ردِعمل ظاہر کرتے ہیں۔ اب دیکھو جب میں اسماء کو study اور ان کی ترتیب وترکیب کا بغور مشاہدہ کررہا تھا تو مجھے تمام اسماء ان combinations میں نظر آئے جو symbols of Quran میں ہیں۔ بحیثیتِ مجموئی ان کی چودہ catagories بنتی ہیں اور ان کے علاوہ ہمیں کسی catagory کا علم نہیں ہے اور ان کے سوا کوئی ارواح نہیں جن کی موانست یا مخاصمت ٹھہرائی گئی ہے۔ بعض اوقات اسماء آزمائش کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ فرض کیجئے ''ط'' سے کوئی نام شروع ہوتا ہے اور اس کی بیوی کا نام ''س'' سے شروع ہوتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں یہ جوڑا perfect ہوگیا کیونکہ یہ Quranic combination میں آگئے ہیں۔ مگر جب ان پہ آزمائش آئے گی تو ''م'' ان کے بیچ میں سے گزرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ''م'' کی ''س'' سے مخالفت

Marfat.com

مگر ''ط'' سے اس کی بھی محبت ہو گی۔ تو یہ ایک ہی جگہ rift پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ کون غالب آئے گا اس کا فیصلہ اسم کرے گا۔ ''م'' غالب آئے گی، ''س'' بیچ میں سے شکست کھا جائے گی۔

سوال: **مگر سر جیسے آپ فرما رہے ہیں کہ اس کا ڈیٹا موجود نہیں ہے تو پھر عام آدمی کیسے سیکھ سکتا ہے؟ اگر آپ نے اس کو اگر اداراتی شکل نہ دی تو آنے والے وقتوں میں کیا پھر یہ راز میں نہیں چلا جائے گا؟**

جواب: جیسے میں نے ابھی عرض کیا کہ چونکہ ایک بہت ہی personal achievement ہے تو میں اس کو authority نہیں بنانا چاہتا۔ اگر کھل کے کہوں تو سچ یہ ہے کہ میرے اندر تجسس تھا۔ فکر تھی، میں نے ڈھونڈنا چاہا اور میں نے ایک linguistic level پر اور اپنی understanding level پر ایسی صفات ڈھونڈ لیں جو بعض اسماء کو دی جا سکتی ہیں۔ پھر ان کو demonstrate کرتے ہوئے جن کی تصدیق ہوئی ان کو رکھ لیا اور جن کی تصدیق نہیں ہوئی ان کو چھوڑ دیا۔

سوال: **سر ایک دفعہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ Physical علم ہے مگر یہ کیسا physical علم ہے جو آگے transfer نہیں ہو سکتا؟**

جواب: میرا جو لیکچر متشابہات پر آگے آ رہا ہے۔ میں اُس میں اِس کو draft کروں گا۔ اب فرض کرو دو چار اصول جاننے کی بناء پر تم لوگ اس کو اگر پریکٹس کرنا شروع کر دو تو اس کا حشر کیا ہو گا۔ وہ یقیناً اچھا نہیں ہوگا۔ اصول تو مرتب کیے جا سکتے ہیں مگر یہ خالی physical علم نہیں ہے کیونکہ اس کا زیادہ واسطہ mental attitude سے ہے۔ اب ایک آدمی کو جب تک پورا علم نہ ہو تو وہ ہمیشہ غلطی کرے گا۔

سوال: لیکن سَر کچھ لوگ جو اس کو پریکٹس کر رہے ہیں اُن کے سامنے معیار تو کوئی بھی نہیں؟

جواب: (مسکراتے ہوئے) پریکٹس کر کون رہا ہے؟ پریکٹس تو دو چار دعویدار کر رہے ہیں۔

سوال: سَر جیسے فرما رہے ہیں کہ میرا کوئی گائیڈ نہیں تھا اسی طرح آپ اُن کے بھی یہی دعوے ہیں؟

Marfat.com

جواب: اُنہوں نے شاید کہیں سے سُن گُن لے لی ہوگی۔ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں نے کسی صورت بھی اسے embarrassment کے طور پر قطعی اختیار نہیں کیا۔ I needed to know it بلکہ سچ پوچھیے تو میرا سوال اللہ سے یہ تھا کہ کیا پورا قرآن ہمارے سمجھنے کیلئے نہیں ہے؟ کیا ہم اسی طرح گزر جائیں گے؟؟ اگر ہم نے بعض چیزوں کے مطالب پر غور کیے بغیر گزر جانا ہے تو پھر یا تو آپ بتا دیتے کہ ان آیات پہ غور کرو اور ان آیتوں پہ غور نہ کرو۔ شاید کچھ اس طرح ہم گزارہ کر لیتے۔ مگر جب پورا قرآن ہمارے لیے ہی ہے تو ہمیں کچھ نہ کچھ اس کی سُن گُن تو ہونی چاہے۔ اللہ سے یہ سوال کر کے میں کوئی فوری حل نہیں چاہتا تھا جیسے میرے دوستوں نے فوری حل تلاش شروع کر دیے ہیں۔ میں سوچتا رہا غور کرتا رہا مگر میں نے اس پہ اپنا کوئی build thesis نہیں کیا۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے کچھ clues بخشنے شروع کیئے۔ I started arranging them اس کے بارے میں اگر مختصراً آپ کو بتاؤں تو ہر اسم جو کسی نام کے ساتھ وابستہ ہے وہ اپنی basic qualities کو confirm کرتا ہے۔ اب میرے بہت سارے احباب غلطی سے اس کے ذریعے طاقت طلب کر رہے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ اس علم کی بناء پر ہم بڑے بڑے فیصلے دے سکتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ پھر ہماری اپنی علمیت کی حیثیت کیا ہے۔ کیا یوں تو نہیں ہے کہ آپ نے سات میں سے ایک سچ بولنا ہے اور چھ جھوٹ بولنے ہیں۔ تو پھر Where the authority of a teacher lies کیونکہ انہوں نے زندگی میں کبھی غور نہیں کیا ہوتا، انہوں نے کوئی خاص observation نہیں کی ہوتی، انہوں نے سیکھا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ محض سنی سنائی values کو exercise کر رہے ہیں۔

سوال: **Is it a basically one time phenomena?**

جواب: No it is all time. It is a life time phenomena میں نے ایک دفعہ کہا تھا، شاید وہ ایک فضول سی بات تھی یا غلط سا دعویٰ تھا۔ میں نے کہا تھا اگر کوئی اس کا صحیح ماہر ہو تو وہ زندگی سے لے کر اس کے مرنے تک کے مراتبِ وقت اور آزمائش دیکھ سکتا ہے اور ان کے attitudes بھی return کر سکتا ہے۔

Marfat.com

سوال: آپ دیکھ سکتے ہیں؟

جواب: نہیں، Perhaps i would never like to know

سوال: پروفیسر صاحب یہ کیا ہے کہ ایک بندہ آ کر بیٹھتا ہے اور آپ اس کے اندر جھانک لیتے ہیں، یہ کیا چیز ہے؟

جواب: اس کا تعلق اگر کبھی مراقباتی یا غیر معمولی چیز سے ہوتا تو مجھے بالکل پتا نہ لگتا کیونکہ آپ کا الہام اور مراقبہ کسی بھی وقت غلطی کر سکتا ہے۔ چونکہ اس کا تعلق شاید انتہائی دقیق علمی شناخت سے ہے اس لیے مجھے دھوکہ نہیں ہوتا۔ علم تو ہر جگہ اپنی observation پوری کرتا ہے۔ مثال کے طور اگر ایک شخص مجھے نہیں سمجھ آ رہا، مجھے کنفیوژن ہے تو میں اس کے باپ دادا کا نام پوچھ لوں گا یا اس کی نانی دادی کا نام پوچھوں گا، وہ بھی صرف آسانی کے لیے تاکہ اگر کوئی genetic disturbance آئی ہو تو میں اسے جان سکوں۔ یہ کام اتنا آسان ہوتا ہے کہ اگر آپ لوگوں کے پاس پورا background موجود ہے تو This will become a very easy job. ایمانداری سے میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی مشقت بچانے کیلئے یہ علم استعمال کیا۔ لوگ جھوٹ بولتے ہیں، لوگ مجھ سے بڑی الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ درویش کو دھوکہ دینا آسان ہے، درویش تو خیر فضول سا لفظ ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ استاد کو دھوکہ دینا زیادہ آسان ہے۔ اگر ایسے لوگ آئیں گے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ مجھے پتا تو لگ جاتا ہے کہ کیا موصوف کہہ رہے ہیں لیکن میں چپ کر جاتا ہوں If they are not ready to tell the truth then why should i tell them the truth کسی شخصیت کے مسائل کی جانکاری میں لوگوں کا یہ روّیہ ایک بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو لوگ پریکٹس کر رہے ہیں، وہ بہت بڑی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں کیونکہ اس کی سزا بڑی کڑی ہے۔ آپ دیکھو کہ ایک عام آدمی روزمرہ زندگی میں جو فراڈ کرتا ہے اس کے لیے شاید معمولی سزا ہے ۔ مگر جو اللہ کے نام پر وجاہت طلبی کے لئے فراڈ کرتا ہے اس کی سزا سخت ہوتی ہے۔ پھر خدا یہ نہیں چاہے گا کہ ان کی حماقتیں آگے بھی جاری رہیں۔ یہ ٹی وی پر بیٹھ کر کرنے والی بات نہیں ہے۔ لوگوں کو مرعوب کرنے یا اپنے تفاخر کے لیے ایسی باتیں کرنا انتہائی مذموم سمجھا جائے گا۔ باقی اللہ

Marfat.com

بہتر جانتا ہے۔

سوال: **اکتشاف بھی ہوتا ہے اس میں؟**

جواب: (مسکراتے ہوئے) اکتشاف اور کیا ہوتا ہے۔ مسئلہ تو یہ ہے اور کشف کیا ہوتا ہے۔ اگر آپ پوری اکتشاف کی اول و آخر تک ہسٹری دیکھیں، یہی نہیں پوری نسل انسان کی تاریخِ اکتشاف دیکھیں تو غالباً کسی کو اس کے اندر کی کوئی بات بتا دینا سب سے بڑا کشف ہے۔

سوال: **ڈاکٹر خالد ظہیر صاحب کو کسی نے آپ کے بارے میں بتایا کہ اس طرح آپ نام سن کر شخصیت کے متعلق بتا دیتے ہیں اور سوال پوچھا کہ کیا یہ ممکن ہے؟ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک پروفیسر صاحب کے پاس جن نہ ہو۔ تو کیا واقعی آپ کے پاس جن ہے؟**

جواب: خاصا دلچسپ سوال ہے۔ اتفاق کی بات میں آپ کو بتاؤں میں نے جنات کو کبھی اس قابل ہی نہیں سمجھا کہ انسان ان سے کوئی اس قسم کا اخذ علم کر سکیں۔ اس کے برعکس میرا خیال یہ ہے کہ وہ کمتر مخلوق ہیں اور ہم بہتر مخلوق ہیں۔ اللہ نے ہمیں اعزاز بخشا ہے اور ہمیں اپنی بہتری کے لئے اپنے سے بہتر کی طرف رجوع کرنا چاہے۔ انسان کے لئے بہتر اس کا اپنا پیغمبر اور اپنا خدا ہے۔ ملائکہ بھی اس قابل نہیں کہ ہم ان سے علم سیکھیں تا آنکہ وہ اللہ کے حکم سے ہمیں کوئی شناخت دیں۔ مرا تو زندگی بھر جنات کی طرف دھیان نہیں گیا۔ ہاں اکثر اردگرد ایک آدھ بڑے جن کو محسوس کیا ہے (قہقہہ)۔ بات یہ ہے کہ جن بڑی عجلت میں ہوتا ہے۔ Does he has ? capacity to learn it is a very difficult quesiton, if i look at them. البتہ میں سمجھتا ہوں کہ شیطان دنیاوی تجربات کے لحاظ سے تمام انسانوں سے زیادہ ماہرِ نظر ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک وہ ہمارے بہکاوؤں میں شریک ہے، ہمارے نقائص میں شریک ہے، ہمارے دجل و فریب میں شریک ہے، ہماری خواہشات میں شریک ہے۔ اگر وہ file work کرتا ہے اور میرے خیال میں وہ ضرور file work کرتا ہو گا تو اس طرح اس کی لائبریری دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہونی چاہیے۔ فرض کرو کہ اسے پتا لگتا ہے کہ ایک شریف بندہ مرنے کی کوشش کر رہا ہے، اگر میرا اور آپ کا نام وہ سن لے تو میرا

Marfat.com

خیال ہے وہ بھی ناموں پر جائے گا۔ وہ کہے گا کہ ذرا اس کا نام دیکھنا، یہ فلاں فلاں بندہ ہے، پہلے وہ ساری فائلیں اُٹھا کے میرے پاس لانا۔ کس کس چکر میں یہ پھنسے تھے، کس کس چکر میں پھنسیں گے، اس کے لیے یہ کام بڑا آسان ہے۔ ہمیں بھی بڑا آسان ہے وہ bait پھینکنا جو پہلے سے اس کے تجربے میں ہے۔ تو میرا خیال اتنا work file شیطان ضرور کرتا ہے۔ اس لیے اللہ کہتا ہے کہ شیطان تمہیں دیکھ لیتا ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتے ،تو اگر ہم نہیں دیکھ سکتے تو میرا advantage میرے اللہ کے پاس ہے۔ مجھے پتا ہے کہ اگر دو غیاب کی قوتیں ہیں، ایک شیاطین اور جنات ہیں اور ایک اللہ اور ملائکہ ہیں، تو مجھے پورا یقین ہے کہ جب یہ غیاب کی قوتیں ہمارے خلاف جاتیں ہیں تو وہ غیاب کی قوتیں ہمارے حق میں ہوتی ہیں۔ مجھے تو جنات سے آج تک کوئی خاص دلچسپی نہیں ہوئی۔ ہاں اگر کبھی ملاقات ہوگئی تو آپ کو بتادیں گے۔

سوال: پروفیسر صاحب جو لوگ دنیا سے جا چکے ہیں، کیا ان کے ناموں کی بنیاد پر آپ ان کے درجات دیکھ سکتے ہیں؟

جواب: نام تو سب کے ایک سے ہوتے ہیں، کوئی گیا کوئی آیا۔ اس کے لیے تو problem نہیں ہے۔ مگر سب سے بڑا عنصر یہ ہوتا ہے کہ چاہے بے ترتیب ہو پھر بھی بنیادی طور پر کوئی نام برا نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ ان کی بے ترتیبی کو جب آپ جوڑتے ہیں scrambble game کی طرح جس میں آپ جملوں کو جوڑتے ہوئے حرف اٹھاتے ہو اور اس طرح ایک بامعنی جملہ بن جاتا ہے۔ انسانی کائنات بھی scramblele کی طرح ہے۔ اس میں ایک clue ہوتا ہے اور وہ clue ہے اللہ کی ذات۔ نام اگر کوئی بھی ہو۔ اگر دس ابوبکر میں تو دس ابوبکر صدیقؓ نہیں کیونکہ ادھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شفاعت اور کرم شاملِ حال ہوتا ہے۔ عزیز دوستو! میرا خیال ہے کہ بدترین ناموں کی الرجی (allergy) اللہ کے ناموں سے درست ہو جاتی ہے۔ میں جو بھی تسبیحات دیتا ہوں ان کے پسِ منظر میں یہی سوچ کارفرما ہوتی ہے۔ انسان کا خلاصۂ حیات یہی ہے کہ اس کی درماندگی اور بیمارگی، اس کا فتنہ اور آزمائش اگر کسی نام سے درست ہو سکتے ہیں تو بلاشبہ وہ اللہ کا نام ہے۔

سوال:۔ سر یہ جو کہا جاتا ہے کہ قیامت کے قریب علم اٹھا لیا جائے گا۔ اب جب کہ قربِ قیامت

Marfat.com

ہی ہے تو آپ فرمائیں کہ اللہ کیسے علم کو اٹھائے گا؟

جواب: میرے خیال میں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرآن کی تعلیمات سے بہت زیادہ digression واقع ہوئی ہے۔ جس میں انسانی ذہن نے بڑے کمالات حاصل کیے۔ یونانی فلاسفہ آئے پھر رومن اور قوم ہنود و یہود نے بڑے بڑے عالم پیدا کیے۔ علم کی ترقی کے ارتقائی سفر میں کئی بڑے بڑے scientific researcher پیدا ہوئے۔ انسان کا ذہن فطری طور پر بڑا متجسس ہے۔ وہ شروع میں فلاسفۂ یونان سے متاثر ہوا اور پھر logic، منطق، فلسفہ، حکمت، اور سائنسز سے متاثر ہوتا چلا گیا۔ نسلِ انسان کے نئے نئے انکشافات نے مسلم دانشور کو شاید موقع ہی نہیں دیا کہ وہ قرآن کو ساتھ لے کر چل سکے۔ اس طرح فلسفہ اور مزہب، اور سائنس اور مزہب میں تطابقت پزیری کا عمل مفقود ہو کر رہ گیا۔ قرآنِ مجید جو درحقیقت کتابِ تخلیق تھی، اگر ہم قرآن فہمی کے کسی مناسب درجے پہ ہوتے تو شاید اس کی اساس پر کوئی نظامِ فکر تشکیل دینے میں کامیاب ہو جاتے۔ ادھر سائنسز آگے بڑھتی رہیں اور اس کا منطقی انجام یہ ہوا کہ ہم پیچھے رہ گئے۔ حتیٰ کہ ہمارے ہاں علم میں جو بڑے معزز نام چلے آتے ہیں، میں جب ان کی approach دیکھتا ہوں تو مجھے حیرانی سی ہوتی ہے کہ Why did they consider Quran as the last word of wisdom and knowledge? اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت کے شواہد قرآن کی کچھ آیات کے خلاف تھے۔ انہوں نے قرآن کا دفاع کرنے کی بجائے ان شواہد کا دفاع کیا۔ اس طرح اُنہوں نے اپنی تاویلات کو invertedly avert کر دیا۔ مطالب کچھ اور بنتے تھے انہوں نے اس کے مفاہیم کچھ اور نکالنے شروع کر دیے۔ جس کی وجہ سے ہم تک جو قرآن کی تفاسیر پہنچی ہیں ان میں کوئی logical sequence نہیں ہے۔ بلکہ ساری آیات defensible نظر آتی ہیں۔ اب ایک آزاد مسلمان کی حیثیت سے جب میں غیر جانبداری سے علم کی فکری جہتوں کا جائزہ لیتا ہوں تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا علم نہیں، کوئی ایسا دانشور نہیں ہے جسے قرآن پہ اعتراض ہو۔ اعتراض تو دور کی بات ہے ابھی تو دنیا قرآن کی کچھ آیات کے کھلنے کی منتظر ہے۔ انشاءاللہ وہ اگلے زمانوں میں کھلیں گی۔ ایک بڑی سادہ سی بات پتا نہیں لوگوں کو کیوں سمجھ نہیں آتی کہ انسان تو اولِ کائنات کی بات کرتا ہے، آخرِ کائنات کی بات کرتا

Marfat.com

ہے، وہ اولِ حیات کی بات کرتا ہے، آخرِ حیات کی بات کرتا ہے۔ جبکہ اللہ تو وہ ہے جو ابتدائے دنیا کی بات کرتا ہے، انتہائے دنیا کی بات کرتا ہے۔ پہلے دن کی تخلیق کا ذکر کرتا ہے، آخری دن کی تباہی کا ذکر کرتا ہے۔ " **أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ** "**الملک:14** تو کیا بیچ میں وہ بے خبر ہوگا؟ یہی وہ سوال ہے جس کے بارے میں ہم کم ہی غور کرتے ہیں ۔جانتے ہو میرے نزدیک سب سے زیادہ حیران کن بات کیا ہے؟ ایک مسلمان کا یہ احمقانہ روّیہ کہ خدا اس سے کم جانتا ہے۔آپ زبان سے کہو نہ کہو آپ کا دماغ یہی کہتا ہے۔اللہ کو ان بیچ والے سالوں کے بارے میں چنداں خبر نہیں، یا جو اس وقت امریکہ میں researches ہو رہی ہیں اللہ ان سے لاعلم ہے۔آپ کا کیا خیال ہے کہ NASA ترقی کے بہت سارے زینے طے کر گئی ہے اور اللہ ذرا پیچھے رہ گیا ہے، یا یہ کہ روسیوں نے کیمونزم کا فلسفہ دیکر کمال کر دیا جبکہ اللہ کو تو پتا ہی نہیں تھا۔ برسوں کے ذہنی جمود کے زیرِ اثر ہماری سوچ کے انداز ایسے عجیب وغریب رہے کہ ہم دین کو اللہ سے بہتر انداز میں interpret کر سکتے ہیں ۔اب برصغیر میں دیکھو جو بھی اٹھتا ہے وہ دانائے روزگار ہے، امیرِ جماعت ہے، اسی طرح مذہبی جماعتوں کا بھی مینا بازار سجا ہوا ہے۔ان دانشورانِ عصر نے اپنے طور پر مذہب میں کچھ ڈھنگ دیدیے ہیں حالانکہ علمی طور پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ rigidity والے کہتے ہیں ہم تو ابتدائی form of religion پہ قائم ہیں۔ کچھ لوگ انتہائی form of riligion کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دین اس سے آگے جاتا ہی نہیں ہے۔ کچھ لوگ اسے out of date سمجھتے ہیں، پورے دین کو out of date سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ معاشرے کو آگے چلانے کے لیے بے سود ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دین اس زمانے میں محض ایک عقیدے کے طور پر تو رکھا جا سکتا ہے لیکن practical life کے طور پر نہیں رکھا جا سکتا۔ آج کے دور میں اللہ کے دین پر اِشتباہ کے بہت زیادہ پہلو کھڑے ہو گئے ہیں۔ سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ یہ شکوک و شبہات باہر والوں کے نہیں بلکہ ہم مسلمانوں کے اپنے ایمان کا حصہ ہیں۔ مسلمانوں کی اس کم فہمی اور ذہنی پسماندگی کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم قرآن کو الہامی کتاب تو مانتے ہیں لیکن ہمیں اس کے الفاظ و مضامین سے زیادہ سائنسی حاصلات پہ یقین ہے۔ اس ساری بحث کے تناظر میں

Marfat.com

اپنے آپ کو میں بہت نالائق سمجھتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ قرآنِ حکیم اتنی خوبصورت اور اتنی واضح کتاب ہے کہ واقعتاً اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ماشاء اللہ اتنا شاندار علم اور اتنا progrerssive khowledge اتنی انتہا کی approaches، I am not crazy about telling you that i read so much of the Quran. میں صرف یہ کہتا ہوں کہ چاہے دنیا ایک سو برس پرانی ہو جائے تب بھی ایک نارمل آدمی کو نارمل ترجمے کے ساتھ قرآن کی جو understandings ملتی ہیں وہ بھی آج کے دور سے advance ہوگی اور تمام سائنسز سے زیادہ جدید ہوگی۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ ابھی بھی ہمارا اعتقاد عہدِ ماضی کے متروک شدہ نظریات سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ جیسے دیکھو ناں ہم لوگ ابھی تک ایک کائنات کی ابتداء میں بیٹھے ہوئے سکڑ رہے ہیں.... سردی لگ رہی ہے ہمیں، کائنات وہیں ٹھنڈی کھڑی ہے ابھی۔

اے بندگانِ خدا! زندگی ہر لحظہ نت نئے آفاق کی حدوں کو چھو رہی ہے۔ جدید سے جدید تر قوانین نکل رہے ہیں۔ billions اور trillion of star ہمارے اردگرد بکھرے پڑے ہیں۔ یہ تو ابھی ایک کائنات ہے اور قرآن میں تو وہ کہہ رہا ہے کہ ایسی تو سات زمینیں ہیں، سات کائناتیں ہیں۔ تو پھر آپ اُس عظمت اور اپنی حقارت کو کہاں adjust کرو گے۔ مزید برآں وہ آج بھی کہہ رہا ہے، قرآن اٹھا کے دیکھ لو **"وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ" النمل :88** کہیں تم گمان کرتے ہو کہ پہاڑ کھڑے ہیں یہ تو چل رہے ہیں۔ وہ تو کہہ رہا ہے کہ پہاڑ سرمئی بادلوں کی طرح بھاگ رہے ہیں۔ اب مجھے یہ بتاؤ سائنس بھی ثابت کر چکی ہے کہ پہاڑ چل رہے ہیں یا بھاگ رہے ہیں۔ مگر آپ ذرا سروے لے جانا اور ان (علماء) سے پوچھنا کہ آیا پہاڑ کھڑے ہیں یا چل رہے ہیں؟ تو آپ کو hundred percent کا جواب ملے گا کہ کھڑے ہیں۔ hundred percent کہیں گے کہ پہاڑ کھڑے ہیں۔ یہاں تک کہ آج کا عالم بھی اگر یہ آیت پڑھے گا ناں کہ **"وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ" تو** وہ جواب میں کہے گا کہ اس کا مطلب ہے کہ ابھی تو پہاڑ کھڑے لیکن قیامت کے دن یہ چلیں گے۔ آپ تفاسیر اٹھا کر لے آؤ سب میں یہی لکھا ہے۔ اب اس عقل کو آدمی کہاں لے جائے This is such a non adjustable

Marfat.com

understanding of the muslims with the Aaya of Quran.

ان کو دیکھتے ہوئے خیال آتا ہے کہ شاید اگلے زمانوں میں قرآن واقعی اٹھالیا جائے۔

سوال: سر کیا زمانہ ءآخر میں اللہ کے قوانین میں تبدیلیاں لائی جائیں گی؟ مثلاً غلامی کی شرعی حیثیت کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ عہدِ حاضر میں غلامی کا تصور متروک ہو چکا ہے۔

جواب: میں مثال آپ کو دیتا ہوں، کل میں غامدی صاحب کی تقریر سن رہا تھا، بڑے شوق سے سن رہا تھا، بڑے عالم جو ہیں۔ وہ غلامی کے موضوع پر اپنی رائے دے رہے تھے۔ میں بیٹھا دل میں سوچ رہا تھا کہ ابھی وہ کوئی اچھی argument دیں گے، نہیں دیں گے۔ لیکن وہ جو مثالیں دے رہے تھے ایسے لگتا تھا جیسے غلامی کے بارے میں انہوں نے کچھ جانا ہی نہیں۔ اب قرآنِ حکیم میں ایک بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غلامی کو ختم نہیں کیا۔ برسوں تک چلتی رہی، مسلمان حکمرانوں کے زمانوں میں چلتی رہی، حتیٰ کہ غلاموں کے قبولِ اسلام کے باوجود حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں یہ مسئلہ پوری شد مد کے ساتھ درپیش رہا۔ سوال یہ ہے کہ غلامی کی رسم ختم کیوں نہیں ہوئی؟ بنیادی وجہ جو بھی رہی ہو مگر حقیقت یہی ہے کہ قرآن نے رسمِ غلامی کو ختم نہیں کیا۔ اس سلسلے میں ہمارے پاس کوئی واضح دلیل اور ایسا قانون نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہو کہ تم غلامی ختم کرنے کی کوشش کرو یا اسے ختم کردو۔ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غلاموں کے لیے بہترین سلوک کا بندوبست کیا۔ ان کی خدمات کا اور ان سے بہتر روّیے کا ذکر کیا اور انہیں آزاد کرنے پہ بڑا ثواب رکھا ہے Gradually society was moving toward this way. کہ جی غلام رکھنا، غلام نہ رکھنے سے زیادہ مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ صاحبِ ایمان یا خوفِ خدا رکھنے والے مسلمان لونڈیوں اور غلاموں کو چھوڑ بھی دیتے ہوں، مگر یار ایک معمولی سی بات کسی کو سمجھ نہیں آتی، میں اب ان کو کیسے scholar تصور کروں کہ نیک بخت وہ ایک صدی کا خدا نہیں ہے۔ پہلے بھی ہزار ہا برس تک وہی خدا رہا ہے، آگے بھی وہی ہوگا۔ خدا نے جب بھی کسی امت کی غلامی کا ذکر کیا، بطور سزا ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ اے موسیٰ میں نے مناسب سمجھا کہ قومِ علیم کو رسوا کروں، تو جا اور ان کو تباہ کر۔ گویا مغرور قوموں کو جب سزا دی، یہودی کو جب پیغمبروں کو قتل کرنے کی سزا دی تو کہا کہ ان کی بیٹیاں زندہ رکھی جائیں اور ان کے

Marfat.com

بیٹے قتل کر دیے جائیں۔ بیٹیاں زندہ رکھنے کا کیا مطلب ہے؟ تا کہ وہ غلام بنیں اور ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچے۔ خدا کے عذاب کا ایک طریقہ قوموں کو غلام بنانا بھی ہے۔ لامحالہ پہلے بھی یہ سلسلہ چلتا رہا اور اب تک چل رہا ہے۔ میرا بنیادی سوال یہ ہے کہ کون ہے جو یہ کہے کہ آئندہ غلامی نہیں آئے گی۔ کون ہے جو خدا کے سوا آئندہ آنے والی centuries کو جانتا ہے اور یہ گمان کرے کہ آج اگر 21st Century میں غلام نہیں رکھے گئے تو آئندہ بھی نہیں رکھے جائیں گے۔ میں اس کے ڈانڈے سیاسی غلامی اور معاشی غلامی کے ساتھ ملانے کی کوشش نہیں کر رہا۔ No no, I exactly talk about slavery and i say how do you know? تمہیں کیسے پتا ہے کہ اللہ کل کلاں کو جب اکھاڑ بچھاڑ کرے گا، اس دنیا کو برباد کرے گا تو غلامی اور آقائی کا دستور پھر سے شروع نہ کرے گا۔ اللہ کو کون جانتا ہے؟ وہ صاحبِ جبر وقدر ہے، وہ جب چاہے ظالموں، بت پرستوں اور حد سے گزرنے والوں کی سزا غلامی کی صورت میں رکھ سکتا ہے۔۔ Simple answer to this question is that nobody knows God and Allah is not of a century, He is not God of one century or a part of a century. He knows from the beginning to the end. فرض کرو اگر قیامت تک آگے آنے والے برسوں میں اگر دس دن بھی کسی قوم کی غلامی کے ہیں تو بھی خدا کی آیت قائم رہے گی۔ وہ وہیں رہے گی۔ وہ کہیں نہیں جا سکتی۔ یہ ایک سیدھا سادھا اصول تھا جو ہمارے بیشتر علماء کو کبھی سمجھ نہیں آیا۔ بہت سارے مسائل پر ہمارے teachers کی approach انتہائی local ہے۔ اب ایک اعتراض یہ ہے کہ جی لونڈی استعمال ہوتی ہے۔ what are they talking about? لونڈی کے استعمال میں تمہارے اس سارے مسئلے کا کیا دخل ہے؟ تم لونڈی چھوڑ دو گے اگر اس کے استعمال کی آیت نہ لکھی ہوتی۔ Best of all that lets be very clear, lets be very factual کہ اگر کوئی جنگ ہو اور تمھاری عورتیں لونڈیاں بن جائیں تو لوگ ان کو چھوڑ دیں گے؟ خداوندِ کریم کا حکم نہیں ہے اس لیے چھوڑ دیں گے۔ یا وہ تمہیں چھوڑ دیں گے جو تمہارے قرآن پر یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں چھوڑ دیں گے؟ سوال یہ

Marfat.com

پیدا ہوتا کہ خداوندِ کریم فقط کوئی پرانے اندازِ جنگ میں involve نہیں ہے۔ یہ آج بھی ہوگا، کل بھی ہوگا۔ فاتح جب بھی جائیں گے یہی سب کچھ کریں گے۔ ابھی کل کی بات ہے۔ 1857ء کے بارے میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جب انگریزوں نے دلی پر قبضہ کیا تو ستر ہزار شرفاء عورتوں نے کنوؤں میں کود کر جانیں دیں اس لیے کہ They did not want to be polluted or molested by the Gorkhas (گورکھے انگریزوں کے حلیف تھے)۔ مسئلہ بڑا سادہ سا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا **"اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" النساء: 24** جس چیز کے تم مالک ہو اس کے استعمال پر کوئی پابندی نہیں۔ اگر تم نے ایک گھر پر قبضہ کرلیا، اس کے سامان پر قبضہ کرلیا۔ یا ایک عورت پر قبضہ کرلیا، ایک مرد پر قبضہ کرلیا (غلامی کے status پر) تو اب وہ مرد جس پر آپ نے قبضہ کیا ہے۔ کیا وہ آپ کے لیے لکڑی نہ کاٹے گا؟ آپ کے لیے چولھا نہ جلائے گا؟ کیونکہ اب اس کا رزق کیا ہے گولی، مرنا۔ Do you think وہ اپنی جان بچانے کیلئے کیا آپ کی dictation قبول نہیں کرے گا؟ کرے گا ناں! تو وہ آپ کی ملکیت متصور ہوگا۔ کیا وہ عورت جس کے بارے میں بڑے سوالات کر کے آپ romantic answers پیدا کر رہے ہو۔ یار اس کے پاس کھانا کھانے کا chance ہوا اور اس کے بعد زندگی گزارنے کا chance ہوا تو Do you think she will refuse to cooperate during sex اس بناء پر کہ الہامی کتابوں میں لکھا ہوا آیا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ یہ غیر منطقی اور ناممکن سے اعتراضات ہیں۔ خدا نہ کرے مگر فی الحقیقت سچ یہی ہے۔ البتہ یہ سوال بھی نکلتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی فاتح اپنا طرزِ عمل مروّجہ چلن سے جدا رکھے، لیکن ایسا اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب اس میں human conduct اپنے پورے کمال کو پہنچتے ہیں۔ میرے نزدیک تو اس کا سادہ سا جواب ہے، آپ کہو yes whatever God has said is true انسان بھی ویسے ہی کرے گا جیسے اللہ چاہتا ہے۔ انسان کا behaviour دوہرا یا مخالف نہیں ہوتا۔ اللہ انسان بنا بیٹھا ہے اور اسے پتا ہے یہ کیا کرے گا۔ اسی کے مطابق اُس نے حکم دیے ہیں۔

سوال: آپ کی تشریح تو صحیح ہے مگر کیا یہ حضرت عمر فاروقؓ کے اس قول سے نہیں ٹکراتی کہ

Marfat.com

ماؤں نے جنہیں آزاد جنا ہے تم انہیں غلام کیسے رکھ سکتے ہو؟

جواب: اس میں سب سے بڑا پرابلم ہمیں حضرت عمر کی اس situation کا ہے جس میں آپ نے یہ تاریخی جملہ بولا کہ ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا ہے۔ ورنہ تو حضرت عمرؓ کا اپنا غلام بھی موجود تھا۔ دراصل موقع محل کی مناسبت سے اس جملے کے مفہوم میں فرق پڑے گا۔ حضرت عمرؓ یہاں آزاد لوگوں کی بات کر رہے ہیں۔ جب حاجت مند لوگ حضرت معاویہؓ سے ملنے جاتے تھے اور آگے سے دربان انہیں ملنے نہیں دیتا تھا۔ اگر اس صورت میں غلام بھی جاتا تو یہ application of the direct instructions to the caliph کے زمرے میں شمار ہوتا، حضرت عمرؓ اپنے نامزد گورنر سے مخاطب ہیں کہ تمہارا کام تو امیر غریب سب کو ایک طرح سے deal کرنا ہے مگر تم نے ان کو وقت کی قید اور رسمی بندشوں میں رکھا ہوا ہے۔ تم لوگوں کے مسائل نہیں سنتے ہو۔ وہاں اگر غلام بھی جائے گا تو اس پہ یہی قول صادق آئے گا کہ ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا ہے۔ کیونکہ ایک مسلم ریاست میں غلام کا سٹیٹس اور اس کا پروٹوکول ایک آزاد شہری کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ اور مسلم ریاست کا فرض ہوتا ہے کہ امیروں کے ساتھ یکساں طور پر اس کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ میری نظر میں اس دنیا کا کوئی ذی روح آزاد نہیں ہوتا۔ اسی لئے مجھے voltaire کی بھی اس بات پہ اعتراض ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی بھی آزاد نہیں پیدا ہوتا۔ وہ آخر کسی کے ہاں پیدا ہوتا ہے، کسی معاشرے میں جنم لیتا ہے۔ سارے موروثی اثرات لے کر پیدا ہوتا ہے پھر آپ بہت کچھ acquire کرتے ہیں۔ تو i have already mentioned it in many lectures کہ آدمی پر تین اثرات ہوتے ہیں۔ ایک تو genetic ہوتے ہیں، ایک اس کے parental ہوتے ہیں اور پھر اس کے acquired بھی ہوتے ہیں۔ ان تین قسم کے اثرت کے زیر اثر انسان کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا قول کا مطلب یہ ہے کہ حاکمِ وقت پہ لازم ہے وہ اپنے دروازے بلا تفریق سب کے لئے کھلے رکھے۔ میں اگر صاحبِ اختیار ہوں تو فرائضِ منصبی کا تقاضا ہے کہ میں لوگوں کو دھتکارنے سے پرہیز کروں۔ میں نے ہر ایک کی دادرسی کرنی ہے۔ وہاں اگر میں تخصیص کروں گا تو اس کا مطلب ہے کہ میں کچھ کو غلام اور کچھ کو آزاد سمجھوں گا۔

Marfat.com

سوال: پروفیسر صاحب آپ کو جو knowledge ہے کیا اس کی logical foundation بھی ہے اور کیا قرآن وسنت سے اس کا استخراج اور استنباط کیا جاسکتا ہے؟

جواب:۔ میں سب سے پہلے دیکھتا ہوں کہ قرآن کے مخالف کوئی رائے تو نہیں ہے یا کسی حدیث سے تو نہیں ٹکراتی۔ کبھی کبھی انفرادی سطح پہ شاید دو چار عادات اس کے خلاف نظر آتی ہیں اور ان کی تصیح شاید ممکن ہوتی ہے۔ جیسے فرض کرو اگر سگریٹ ہی پینا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں luckily for me and for many of such absurd people چونکہ اس کے مطلق کوئی واضع ہدایت نہیں ہے اور اس کو حرام اور حلال کسی مسئلے میں میں شریک نہیں کیا گیا۔ نہ مکروع اور نہ ہی مکروع تنزہی میں شمار کیا گیا ہے۔ اس لیے ہم فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر باقی معاملات میں تو احتیاط کرنا پڑتی ہے۔

سوال: سَر میرا سوال آپ کی ذات کے حوالے سے نہیں بلکہ علم الاسماء کے حوالے سے تھا؟

جواب: دیکھو اس کی میں کوئی تصدیق تو نہیں کر سکتا مگر میں اس میں آپ کو یہ کہہ سکتا ہوں کہ This is my opinion on this subject and people are not bound to follow it. It is my personel opinion یہ ایک رائے ہی ہے۔ اس کے متعلق مجھے قطعاً کوئی دعوی نہیں ہے۔ میں بہت سارے مسائل میں جب قرآن میں بھی رائے دینے لگتا ہوں تو بھی ایک اصول ملحوظِ خاطر رکھتا ہوں۔ مثلاً میرا ایک لیکچر تھا لاہور میں، میں نے Cosmos پر opinion دی تھی۔ تو میں نے پہلے کہہ دیا تھا کہ آپ کا agree کرنا لازم نہیں ہے۔ This is a view point, over here, i will always expect some good theorist in physics or some very good scholars of genetic may come up one day and say " Professor you are worng, the fact is like this". تو I have to aknowledge it anyway۔ ہم اس علم میں جو guess work کرتے ہیں وہ اتنا against confirmed یا against the genral opinion نہیں ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر زمین گول ہے اور ایک آدمی اٹھ کر یہ فتویٰ دے opinion

Marfat.com

کہ نہیں صاحب زمین چپٹی ہے۔تو وہ اور قسم کی رائے سمجھی جائے گی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہزاروں بچے، بڑے اور بوڑھے صبح شام ٹی وی پہ زمین کو دیکھ رہے ہیں اور وہ گول دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مذہبی بتایا گیا ہے کہ زمین چپٹی ہے۔تو یہ بڑا فضول سائنل ہوگا۔تو i don't thnik that کوشش یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی نئی چیز ہے جس کے بارے میں کوئی رائے ہو سکتی ہے،کوئی شرعی مسئلہ یا کچھ بھی We can form an opnion just like other people form theoritically, we can form that this is the way we look at the things مگر جیسے یہ علم ہے (علم الاسماء) جس کی آپ بات کر رہے ہو۔اس کے بارے میں نہیں سمجھتا کہ مخلوقِ خدا کو اس قسم کا کوئی challenge دیا جا سکتا ہے یا لیا جا سکتا ہے۔This is my opinion ہاں اگر کوئی اور ماخذِ علم نکل آئے۔جس سے لوگ کہیں کہ وہ اس سے زیادہ مصدقہ اور فکر انگیز ہے،اور وہ کہیں کہ پروفیسر صاحب آپ غلط ہو۔ہمیں تو اس طریقے سے بہتر رہنمائی مل جاتی ہے تو پھر میری رائے سے اتفاق کرنے کی پابندی تو پہلے بھی کوئی نہیں ہے۔

سوال: سَر اگر کوئی آ کر اپنا نام غلط بتا دیتا ہے تو؟

جواب: This is his problem not mine

سوال: پھر آپ اس کو **Judgement** کیسے دیں گے؟

میں اس کی شکل بھی تو دیکھ رہا ہوتا ہوں نا۔اگر کوئی میرے سامنے آ کے بتائے گا تو فضول ہی حرکت کرے گا۔کیونکہ جو کچھ میں اسے بتاؤں گا اس کے بارے میں سچ ہوگا۔چاہے اس کا نام کچھ بھی ہو۔

سوال: پھر آپ اس کی **Reading Face** پر چلے جائیں گے؟

جواب: درجاتِ فراست مختلف ہوتے ہیں۔فرض کرو اگر میں نہ دیکھوں اور بتاؤں تو اس میں درجۂ فراست جو ہے اس میں چہرہ تو شامل نہیں ہوگا۔جب سامنے ہوگا تو فضول کوشش کر رہا ہے میں نے اسے دیکھ لیا ہے۔دیکھنے کا رتبہ ذرا زیادہ ہوتا ہے!

سوال: اسی لیے آپ کچھ لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کو لے کے آئیں؟

Marfat.com

جواب:- ہاں جی۔ وہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ بعض اوقات جب ہم نام دیکھتے ہیں تو اس کی جو intensity ہے کسی چیز کو سمجھنے کے لیے اس کا مشاہدہ کرنا بہتر ہوتا ہے۔ پرانے علوم میں فراست چہرے پہ جاتی ہے۔ فراست کے جو مآخذ ہیں چہرے اور ہاتھ پاؤں کے فیچرز ہیں بلکہ پورے کے پورے features of body پہ جاتے ہیں۔ یہ فراست نظر کی فراست کہلاتی ہے۔ جس سے میں کام لے رہا ہوں وہ عقل کی فراست ہے۔ یہ refinement ذہنی ہے مگر جب اس کے ساتھ ساتھ چہرہ دیکھا جائے گا تو وہ اس سے تھوڑا بڑھ کر ہے۔ مگر پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ وہ دھوکہ دے سکتے ہیں۔ دیکھو ناں! جیسے آج کل psychology میں ایک scale لگاتے ہیں جیسے ہم lie scale کہتے ہیں۔ lie scale کو اگر آپ پہلے سے جانتے ہو، تو آپ بڑی آسانی سے lie Scale کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ اگر آپ کو پتا ہے lie scale میں یہ سوال ہوتے ہیں اور آپ check کر رہے ہیں۔ تو ان سوالوں کو بدل دیں اور جوابوں کو بدل دیں تو lie scale بیچارہ کیا کرے گا۔ so یہ (عقل کی فراست کا طریقہء کار) اتنا direct ہوتا ہے کہ اگلے بندے کو جھوٹ کا سہارہ لینے کی یا غلط بیانی کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لیے اس میں نتائج hundred percent سچائی تک پہنچتے ہیں۔ سو فیصد تو خیر نہیں البتہ جتنے فیصد تک صحت کے امکانات ہوتے ہیں۔

سوال: سَر آپ کے سامنے اگر کسی کا نام لیا جائے کہ تسبیح دے دیں تو آپ کہتے ہیں کہ وہ نہیں پڑھے گا اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ آپ کس بنیاد پہ ایسا کہتے ہیں؟

جواب: عمر اور مذاحمتِ اسماء کی وجہ سے۔ بعض اسماء میں انتہا درجے کی مذاحمت پائی جاتی ہے۔ عمر اور مذاحمتِ اسماء کی وجہ سے بسا اوقات میرا گمان ہوتا ہے کہ کچھ لوگ شاید تسبیح نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ اس میں ماحول اور مشاغل کا بھی بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ بعض اوقات ایسے لوگوں نے تسبیح پڑھی ہے جن کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ نہیں پڑھیں گے لیکن وہ پڑھتے ہیں۔ بلکہ آج کی generation کو جب میں دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس نسل کو بخش دیا ہے۔ یقین مانو آج کے نوجوانوں کو جب دیکھتا ہوں، یہ لڑکے دیکھتا ہوں تو مجھے ان سے بہت انس پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بہت ہی رجوع کرنے والے لوگ ہیں، انہوں نے جس انداز سے تسبیح

Marfat.com

شروع کی ہے اور جس انداز سے انہوں نے خدا کو چاہا ہے، ہمارے زمانے میں ایسا نہیں تھا۔ سچی بات ہے۔

سوال: آپ کا personality کے بارے میں بتانا یا باقی judgement تو ہمیں پتا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ آپ خوابوں کی تعبیر پہ بھی دسترس رکھتے ہیں جیسے ایک خاتون نے کتاب میں لکھا ہے کہ کیسے آپ ٹیلیفون پر اس کے خواب کی تعبیر کے بارے میں بتاتے ہیں اور وہ shock ہو جاتی ہے تو dreams کے بارے میں آپ نے کب اور کیسے سیکھا؟

جواب: یار بات یہ ہے کہ جب آدمی کو پڑھنے لکھنے کا خبط ہو تو وہ ہر چیز ہی پڑھ لیتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں اس معاملے میں خبطی سا تھا اور اتنا خبطی تھا کہ میں سڑک کے کنارے سے ریاضی کی کتاب کا پرچہ بھی اگر پڑا ہے تو اسے اٹھا کر پڑھ لیتا تھا۔ naturally آپ دیکھو ناں I was very young، perhaps میٹرک میں تھا تو میں نے اسا تیر الاولین بھی پڑھی ہوئی تھیں، طلسم ہوشربا بھی پڑھی ہوئی تھی، وہ شاید آٹھویں میں پڑھی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بخاری شریف بھی پڑھی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ Havelock Ellis کا literature بھی پڑھا ہوا تھا۔ تو بہت مدتوں ایک بہت بڑا خلا تھا جس میں ہر قسم کی چیزیں اپنی اپنی جگہ پڑھتا رہا۔ بعد میں جب تھوڑا بڑا ہوا During my graduation میں اکثر اپنے آپ کو کہتا کہ یہ میں نے کیا بیوقوفوں والا کام کیا، ہر جگہ کچھ نہ کچھ گند، ترک پڑھ رکھا ہے، کچھ اچھی چیزیں بھی پڑھی ہوئی تھیں۔ اب آ کے مجھے خیال آتا ہے کہ That was all needed جو variety میں deal کر رہا ہوں مختلف احباب کی، دوستوں کی، اس سے مجھے احساس ہوتا ہے اس کا ایک ایک لفظ ضروری تھا۔

سوال: سر یہ جو جو نام ہوتے ہیں ان کی بھی catagories آپ آگے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ جیسے ثوبان نام ہے یا ٹوٹا ہوا نام ہے یا تین حصوں میں ہے، احمد دو حصوں میں ہے، اس طرح یہ بھی آپ دیکھ رہے ہوتے ہیں اس کا بھی کوئی effect ہوتا ہے بندے کے اوپر؟

جواب:۔ ہر single syllable دیکھ رہا ہوتا ہوں، اس کی عمر، مدت دیکھ رہا ہوتا ہوں، اس کے time effect دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ اس کے ماضی اور حال کے اثرات دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ کہ

Marfat.com

یہ آدمی کس ذہنیت سے شروع کرے گا، کس رجحان تک پہنچے گا، سارا دیکھ رہا ہوتا ہوں۔

سوال: مگر سر آپ within a second statement دے دیتے ہیں۔ وہ اتنی جلدی کیسے دیتے ہیں؟

جواب:۔ شاید سیکنڈ بھی زیادہ ہے۔ اس کی سپیڈ نہیں ہے۔ اس کو کسی سپیڈ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے نہیں پتا کہ خیال کی رفتار کیا ہے مگر 86,000 km/second روشنی کی رفتار ہے اور خیال بھی تو روشنی کی طرح ہے۔ میرے خیال سے شاید اس کی سپیڈ زیادہ ہو۔ تو اسی لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارے کام شاید May be in billionth of a second میں ہو جاتے ہوں مگر پھر اس کو لفظ دینے میں وقت لگتا ہے۔ غالباً آپ جس طرح کمپیوٹر پہ کام کر رہے ہو اور دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ اس کی functioning آپ کی کارکردگی سے کتنی compatible ہے۔ بعض کمپیوٹر اس لیے برے لگتے ہیں کہ سٹارٹ ہی بڑی دیر کے بعد ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں کمپیوٹر بھی اس انتہا کو پہنچ رہے ہیں کہ ادھر آپ کے منہ سے لفظ نکلے اور ادھر سے جواب آ جائے۔ کمپیوٹر بھی یقیناً اس انتہا کو جائے گا، آج نہیں تو کل پہنچ جائے گا۔ میرے خیال میں کمپیوٹر کا بہت بڑا کمال یہ ہوگا کہ انسانی ذہن کی waiting کا دورانیہ کم ہو جائے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس کی ٹِک ٹِک سے بھی نجات مل جائے گی۔ مجھے یقین ہے انشاءاللہ کہ دو چار سال تک آپ براہ راست جملہ بولو گے اور کمپیوٹر آپ کو نتائج نکال دے گا۔ بلکہ ہو سکتا ہے کسی حد تک ان خطوط پہ کام ہو رہا ہو۔ مگر ابھی تو بڑی چڑ چڑاہٹ یہ ہوتی ہے کہ آپ یہاں key دباتے ہو اور انتظار کرتے ہو کہ کب آن ہو، کب کھلے۔ اتنا انتظار دماغ نہیں کرتا۔ وہ کھلا ہوتا ہے۔ ہر وقت کھلا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جب آپ سو رہے ہوتے ہیں تب بھی یہ کھلا ہوتا ہے۔ تب کسی اور کام میں لگا ہوتا ہے .... حسین خیالوں میں۔

سوال: پروفیسر صاحب حکمرانوں کے خلاف خروج کے بارے میں جو شرائط ہیں بڑی سخت ہیں اور کیا جو شرائط ہیں ان کی بنیاد پر حکمرانوں کو Advantage حاصل نہیں ہے کہ اگر وہ غلط کام بھی کرتے رہیں تو آپ خروج نہیں کر سکتے۔

جواب: خروج کی نوعیت یہ نہیں ہے۔ دراصل امت کی عمر افراد کی عمر سے زیادہ ہوتی ہے اس

Marfat.com

لیے امت اگر کسی کو نالائق اور غیر فطری حکمران سمجھتی ہے تو حدیث یہ ہے کہ You can wait till they go off مگر جب جلدی کرو گے تو یہ تباہ کر دے گا، پوری امت کو برباد کر دے گا۔ تو اصل میں اس میں Make up of the Ummah اور امت کے بندوبست کو اور ملکی سلامتی کو یقینی بنانے کیلئے یہ ایک precautionary statement ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حکمران اگر برا ہو تو انتظار کرلو۔ خود ہی مر کھپ جائے گا۔ ہم نے آٹھ سال انتظار کیا پرویز مشرف چلا گیا، اب چلا گیا ہے، دفع ہو گیا ہے۔ اب یہ لوگ ہیں، اگر ہم ان کے خلاف تحریک شروع کر دیں کہ یہ لوگ (جنہوں نے اُن کی جگہ لی ہے) ان سے بدتر لوگ ہیں۔ اس طرح تو ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی چلے جائیں گے۔ تمہاری عمر زیادہ ہے ان کی عمر کم ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ It is matter of time کہ امت کی عمر زیادہ ہوتی ہے، وقت زیادہ ہوتا ہے اور اِن کی عمر کم ہوتی ہے، افراد کی کم ہوتی ہے۔

سوال:۔ اچھا سر یہ جو آپ حروف کو دیکھ رہے ہوتے ہیں تو یہ پاکستان کا جو نام ہے، کبھی آپ نے اپنے knowledge حوالے سے غور کیا ہے کہ آیا یہ نام suit کرتا ہے یا change ہونا چاہیے تھا یا اس کا کوئی effect ہے پاکستان پر؟

جواب:۔ ساری برائی اسی کے نام کی وجہ سے ہے۔ دیکھا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ زیادہ مقدس نام نہ رکھا کرو۔ اچھا پاکستان ہے۔ کیا پاک لوگوں کی جگہ ہے یا خبیث لوگ ہوں گے یہاں۔ مگر بہر حال ہم نے ساٹھ برس اس کی زمین کے بدترین آثار دیکھے ہیں۔ اللہ کو آخر کہیں نہ کہیں تو رحم آ ہی جائے گا، کبھی نہ کبھی تو اس کی رحمت جوش میں آئے گی .... " کہ چلو دفع کرو جو برائی دیکھنی تھی دیکھ لی تو" There is always a change اب تبدیلی کی ہوا چل پڑی ہے۔ پاکستان اسی طرح ہے جیسے مدینہ منورہ۔ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے، پاک لوگوں کی جگہ۔ وہ شروع سے پاک تھا حضورؐ کے آنے سے پاک ہوا۔ حضور ﷺ جب وہاں ہیں اس کو ناپاکی چھو ہی نہیں سکتی۔ ہم جعلی پاکباز تھے۔ ہمیں ناپاکیاں چھو گئیں۔ امید ہے کہ وہ وقت آئے گا انشاء اللہ کہ ہم اصلی پاکستانی کہلوائیں گے۔

سوال: پروفیسر صاحب یہ جو تصوف کے مختلف سلاسل ہیں اور ان کے ساتھ جو متعلقین ہیں ان

Marfat.com

کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ان کی تربیت میں character building کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ کیا انہوں نے اپنے کردار کو محدود کر لیا ہے؟

جواب: I pity them ان میں ہے ہی کچھ نہیں ۔ یہ خالی خولی کھوکھا سازی ہے۔ ظاہر ہے کچھ مال بھی تو ہونا چاہیے بیچ میں۔ مال ہے کوئی نہیں دکاندار بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سلاسل کو نہ تعلیم کی فکر ہے نہ رجحان کی فکر ہے۔ البتہ عقیدتوں کی فکر ضرور ہے اور عقیدت میں میرا خیال ہے کہ کبھی بھی natural block نہیں بنتے ۔ایک دوسرے کی مخالفت ہے۔ ایک سلسلہ کہے گا ہم اس سلسلے سے بڑھ کر ہے۔ دوسرا بھی ایسا ہی راگ الاپ رہا ہو گا۔ یعنی بین السلسلاتی کشمکش شروع ہے۔ اور اس کشاکش کی وجہ سے کشت وخون کے بھی کافی سلسلے نکلے ہیں۔ جہاں تک میرا مشاہدہ ہے کہ اب تک بد قسمتی سے I can not call ہو سکتا ہے میری اپنی ذاتی کوتاہی ہو۔ مجھے کوئی بندہ ملا نہ ہو لیکن میں نے سلاسل میں کوئی صاحبِ نظر دیکھا ہی نہیں ہے۔ سچی بات ہے۔

سوال: اس سے تصوف کا جو institution ہے وہ damage نہیں ہو رہا ہے؟

جواب:۔ تصوف کبھی بھی institution نہیں رہا۔ جیسے مذہب کا کوئی institution نہیں ہے اس طرح تصوف کا بھی کوئی institution نہیں ہے ۔یہ تو نیّات کی specialization ہے ۔اس لیے اس کو institution کے ذریعے حاصل بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: صوفی کون ہوتا ہے؟

جواب:۔ صوفی کوئی بھی نہیں ہوتا۔ صوفی وہ بندہ ہے کہ جو خدا کے لیے اخلاص رکھتا ہے اور پوری ہمت سے آگے بڑھنا چاہتا ہے مگر جو مجبور بھی ہے۔ اس وجہ سے اس میں تعلیم بھی یہی ہے کہ جو چیز مجھے تنگ نظری کی وجہ سے سمجھ نہیں آتی، میں اپنے سے بہتر کردار سے جا کر پوچھ لیتا ہوں۔ This is all mysticism

سوال: چاہے وہ کوئی بھی ہو جو ان چیزوں پہ پورا اترتا ہو؟

جواب:۔ ہاں ! کوئی بھی ہو۔ وہ انگریز بھی ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں کسی اشکال پہ

Marfat.com

جما ہوں اور اس کا حل مجھے کسی غلط آدمی سے مل جائے۔ حضرت سیدنا ہجویریؒ کو دیکھا، وہ فرماتے ہیں کہ میرے دل پہ ایک ایسا انقباض تھا کہ میں اِدھر اُدھر بہت ساری جگہوں پہ گیا لیکن میرا انقباض حل نہ ہوا، پھر جب میں ایک ایسے درویشوں کے گروہ سے ملا جو بالکل جعل ساز اور کھانے پینے والے لوگ تھے۔ انہوں نے مجھ پر taunting کی حالانکہ میں جانتا تھا کہ میں اصلی ہوں اور وہ جھوٹے ہیں۔ تو مجھ پہ ملامت کا جو دباؤ پڑا اس کی وجہ سے میری گرہ کشا ہوگئی۔ تو ہوسکتا ہے کہ کسی کافر سے آپ کے دل کی گرہ کشادہ ہو جائے کیونکہ وہ علم کی تلاش میں نہیں ہے، آپ ہو۔

سوال: پروفیسر صاحب آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ایک رواج سا چل نکلا ہے تکفیر کا، جو کوئی اٹھتا ہے دوسرے کو کافر قرار دے دیتا ہے؟

جواب:۔ بڑی بدقسمتی ہے! تکفیر میں اس وقت تک جائز نہیں سمجھتا جب تک آپ کسی سے ایک سوال نہ کر لو کہ کیا خدا کو مانتے ہو؟ کیا خدا کے سوا بھی کسی کو مانتے ہو؟ کیا اللہ ایک ہے یا دو ہیں؟ اگر تین سوالوں کا اثبات میں جواب دے کہ اللہ ایک ہے اور میں اسی کی عبادت کرتا ہوں تو اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگے گا۔

سوال: قادیانی بھی تو اس کو مانتے ہیں؟

جواب:۔ ہاں مگر قادیانیوں کا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ جہاں امت کا اجماع ہو وہاں فرد کی رائے کم ہوتی ہے۔ تو چونکہ ان کا فیصلہ اجماع نے کیا ہوا ہے اس لئے وہ کافر ہیں۔ اجماع کسی امیر طبقے یا قبیلے کی طرف سے نہیں ہوتا۔ پوری امت کی یہ ایک مجموعی دین ہوتی ہے۔ اگر کوئی انفرادی حثیت میں کسی کو خطرہ میں ڈالتا ہے تو وہ غلط کرتا ہے۔ ویسے قادیانیوں کو کافر ثابت کرنے کے لیے بڑا کام نہیں کیا گیا۔ یہ خوراج کی طرح ہیں۔ جس طرح وہ بڑے متقی، بڑے عبادت گزار تھے مگر اجماع جماعت مسلمین نے انہیں امت سے خارج کر دیا۔ اس طرح یہ خوارج کی طرح کی حد میں آتے ہیں۔ اجماع نے انہیں اپنے اندر سے خارج کر دیا ہے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔

سوال: ذاتی طور پر آپ کچھ گنجائش دیتے ہیں؟

جواب: (نفی میں سر ہلاتے ہوئے) ذاتی طور پر میں ان کو سب سے نالائق ترین school

Marfat.com

سمجھتا ہوں جو انتہائی پست درجے کی ذہانتوں کے مالک تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ مٹھی بھر اغراض کے پابند لوگوں نے اسے اختیار کیا I don't find any act of wisdom in them . عقل و دانش تو بہت دور کی بات ہے شاید وہ کامن سینس سے بھی عاری لوگ ہیں۔ یہ ایک classical scholastic قسم کا معمولی علم رکھنے والا اسکول تھا۔ جس کو مذہب کی کسی اعلیٰ اغراض سے کوئی تعلق نہیں تھا اور جن کا مطمع نظر محض دنیاوی مراتب کا حصول تھا۔ انگریزوں نے ان لوگوں کو دل کھول کر نوازا، ان کو offices دیے، ترقی، فوقیت اور عزت دی۔ لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ دنیاوی وجاہت مذہبی صحت کا ایک ثبوت ہو سکتی ہے۔ اس لیے کچھ لوگ مرزائیہ سے منسلک ہو گئے۔

سوال: پروفیسر صاحب اگر آپ کی life پہ نظر ڈالی جائے تو کیا آپ مطمئن ہیں اور کیا آپ کہہ سکتے ہیں You are successful man اور دوسری بات یہ ہے How would you like history to remember you?

جواب:۔ اس قسم کی تو میری کوئی خواہش نہیں ہے۔ مجھے ایک خاتونِ محترم نے جو شاید ایک سفیر کی خاتونِ خانہ تھی۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لکھ جایئے، رہتی دنیا تک نام رہے گا۔ تو مجھے بڑی ہنسی آئی تھی۔ میں نے اس خاتون سے پوچھا کہ بھئی موہنجوداڑو میں یا ہڑپہ میں کبھی کسی شاعر کا کلام یا کتاب نکلی ہے؟ میرا کیا، آپ مرے جگ پرلو I am not interested when i leave world should remember me مگر سوائے وہ دل جو اللہ کی یاد سے معمور ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا اس قسم کی کسی خواہش سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

میں آپ کو ایک دلچسپ بات بتاؤں، میں سمجھتا رہا کہ کیمونسٹ بڑے اچھے اور بڑے matter of act قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ میں کیمونسٹ کے انکار کو بڑی ستائشی نظروں سے دیکھتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کم از کم دو کشتیوں کا مسافر تو نہیں ہے، میرا خیال تھا کہ وہ یک رنگا اور یک طرفہ ہے۔ جیسے میں ہوں۔ میرے پاس خدا کے اعتبار کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تو میں کیمونسٹ کی بہت قدر کرتا تھا کہ وہ ایک انکار پر مسلسل قائم تو ہے، اس میں مساوات اور حوصلہ ہے۔ میں نے ایک دفعہ موزے تنگ کی ایک کتاب پڑھی۔ جس میں اس کامریڈ کے آخری جملے

Marfat.com

کچھ اس طرح تھے کہ میری ساری جدو جہد اس لیے ہے کہ ایک ہزار سال کے بعد جب کوئی قوم گزرے اور مجھے دیکھے تو کہہ اٹھے اس نے انسانی فلاح و بہبود کے لیے بہت بڑا کام سرانجام دیا تھا۔ مجھے بڑی ہنسی آئی کہ یہ بے وقوف بھی رومانٹک نکلا۔ میں اس خواہش کو romantic habit کہتا ہوں کہ پیچھے نام چھوڑ دینا، یہ کر دینا، وہ کر دینا۔ This is continuity of very morbid romanticism in man جس دنیا نے نہیں رہنا، جن بندوں نے نہیں رہنا، جن قبروں نے نہیں رہنا، جن مزاروں نے نہیں رہنا، جس زمین نے ہی نہیں رہنا اس پہ میں کیا نام چھوڑنے کی کوشش کروں۔ ہاں شاید تھوڑی بہت کوشش کر رہا ہوں کہ آگے کوئی سہولت مل جائے اور ساتھ کوئی سفری الاؤنس بھی مل جائے۔ آگے جا کر کوئی اچھا سا مکان مل جائے۔ بس وہاں بھی تھوڑی گپ شپ ہوتی رہے۔ میرا اِس دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ when i have to leave this world

سوال: قائدِ اعظم جیسی کوئی خواہش ہے جیسے انہوں نے کہا تھا کہ جب میں خدا سے ملوں تو وہ کہے Well done Mr. Jinnah

جواب:۔ yes you know I have done my job. میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ جو میرا اپنا نقطہ نظر ہے ناں، اس کے مطابق I think i have completed basics. I have not done that Job which God has written about my faith and i don't know about this but i have done that job which was supposed to be done by me. جوانی سے میں فلسفہء ترجیحات کا قائل ہوں اور میں نے اپنی اولین ترجیح کو ڈھونڈنے اور طلب کرنے میں اپنا کام پورا کر دیا۔ اس سے مجھے تسلی ہے کہ میں نے کم از کم ایک کام پورا کر لیا ہے کہ میں خدا کو اپنی زندگی کی ترجیحِ اول مانتا ہوں۔ اب آتی ہے ترجیحات کی maintinance کی بات تو اس حوالے سے میں ایک وعدہ آپ سے ضرور share کروں گا جو میں نے پہلی ہی شب کو اللہ سے کیا تھا، ایسے ہی کسی اضطراب کی حالت میں میں نے کوشش کی تھی، میں نے اللہ سے کہا تھا جہاں تک اخلاص ہے میں آپ کو offer کروں گا۔ جہاں تک میری بہترین ذہنی

Marfat.com

صلاحیتیں ہیں آپ کا اعتراف کروں گا۔ جہاں تک ممکن ہوا میں آپ کو پہچاننے کی جدوجہد کروں گا۔ مگر میں مضبوطی کا دعویدار نہیں ہوں۔ so i am not like those people جنہوں نے سخت محنتیں کی اور اپنے نفس پہ اتنا تشدد برداشت کیا۔ ہم لوگ اس دنیا کے باسی ہیں۔ نہ ہم اکیلے ہو سکتے ہیں، نہ پہاڑوں پر جا سکتے ہیں، نہ برف زاروں پر مشقتیں اٹھا سکتے ہیں، نہ صحراؤں کی حدت سہہ سکتے ہیں۔ رہنا اسی دنیا میں ہے، دیکھنا اسی دنیا پہ ہے۔ I will try to be as moderate as possible but i can't promise you any strenght of the character. وہ میرا خیال ہے کہ وہ معاہدہ من و عن registered ہے اور recorded ہے۔ میرا خیال ہے (مسکراتے ہوئے) ہم دونوں جانب سے اس کا مکمل احترام کیا جا رہا ہے۔ الحمد اللہ، تب سے لیکر اب تک اللہ کی ذات کے بارے میں کوئی شائبہ تک میرے دل میں نہیں پیدا ہوا۔ میں دعویٰ نہیں کرنا چاہتا۔ But I think i am one of the greatest believer and with truth of God and i have arguments for that. باقی جو انسانی رسائل و مسائل ہیں، یہ تحصیلاتِ علمیہ کا سفر ہے جو تا دمِ مرگ جاری رہتا ہے۔ جہاں تک راہ شناخت کا تعلق ہے تو اس میں میں کسی کو مقدس نہیں مان سکتا اور نہ ہی تقدس کو میں راہ طریق مان سکتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ کمزوری ہی طریقہء شناخت ہے۔ دیکھو صاحب میں جب کراٹے کو تھوڑا سا excercise کر رہا تھا تو وہاں سکھایا جاتا تھا۔ hardness is not the rule softness is the rule. یہ کراٹے کا اصول ہے، آپ مسل کو اکڑا کر ایک سخت مکا تو مار لو گے مگر ہاتھ کو باقی کاموں کے قابل نہیں چھوڑو گے۔ so you have to be flexible۔ زندگی میں بعض اوقات آپ کا توازن ٹوٹنے کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے کبھی لکڑی کا گڈا دیکھا ہے۔ پرانے زمانے میں مداری لوگ اس کا تماشہ دکھایا کرتے تھے۔ ایک اونچے سے پیڈسٹل (pedestal) کے اوپر لکڑی کا گڈا ادھر ادھر گھومتا کرتا تھا۔ تو وہ گردش کرتے ہوئے کافی نیچے آ جاتا تھا لیکن پاؤں نہیں چھوڑتا تھا۔ I wish that the people should stay moderate and flexible. مگر ان کے پاؤں اپنے مقامِ یقین

Marfat.com

کہ انسانوں کی That's what my idea of faith is سے اکھڑنے نہیں چاہئیں۔
خطا انہیں اللہ سے مایوس نہ کر دے۔ کیونکہ یہ سب سے بڑا احمقانہ طرزِ عمل ہے، آپ اگر سوچو تو وہ تمام گناہ جانور کرتے ہیں جو انسانوں میں بڑے بدنام سمجھے جاتے ہیں۔ کبھی آپ غور کرو تو آپ کو پتا چلے گا کہ تمام جنسی بدترین گناہ جو انسان سمجھتا ہے وہ شاید کتوں میں، بلیوں میں، مرغے مرغیوں میں پائے جاتے ہیں۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں۔ why don't you then mind them? آپ کا کیا مطلب ہے جب آپ ایک مرغے کو اس کے بچوں کے درمیان بھی چھوڑ دیتے ہو، اس کی بیٹیوں کے درمیان بھی، ماؤں کے درمیان بھی چھوڑ دیتے ہو۔ کبھی آپ نے سوچا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہو؟ دراصل آپ سمجھتے ہو کہ اس میں کوئی عار نہیں They have freedom and licence, they can do any thing because they do not know اسی طرح آپ جانوروں میں کبھی یہ نہیں دیکھتے کہ کہیں یہ اس کا بیٹا تو نہیں ہے جس سے آپ اس کا بچہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ because we know they know not اس طرح جو ہم سے اوپر بیٹھا ہوا ہے He knows we know not تو ہم اپنی جتنی محرومئ علم کے گلہ گزار بنیں گے اتنا اللہ کا کرم اس کی تعلیم کی صورت میں آتا رہے گا۔ And if we consider we are perfect, we are knowledgeable, we know every thing we have finished the gateways of incoming knowledge, then we are dead (we are no more). تو میں چاہتا ہوں آپ زندہ رہو، زندگی میں سیکھنے پڑھنے، جاننے کے لیے، دیکھنے کے لیے زندہ رہو۔ emotion کبھی بھی long living نہیں ہوتا۔

خدا سے بڑا حقیقت پسند کوئی نہیں ہوتا۔ ورنہ وہ دنیا کو، اس باطل دنیا کو، مصنوعی دنیا کو، جس کو سارے چیخ چیخ کر کہتے ہیں، مذہب والے تصوف والے، وہ یہ نہیں کہتا وہ کہتا **"رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا" آل عمران: 191** میں نے اسے باطل تخلیق نہیں کیا۔ اسی سے حقائق کا پیٹرن نکلتا ہے اسی سے morbid romanticism نکلتا ہے۔ اسی سے emotional

Marfat.com

divertions نکلتی ہیں۔ زمین ہی سے ہم اللہ کے ایک انتہا درجے کے اعلیٰ ترین عقل وفہم کے معیارات میں سے فہم وفراست کی بخشش چاہتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ کوئی خدا کی طرح نہیں ہوتا مگر خدا چاہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہم اس کی طرح ہو جائیں۔

سوال: پروفیسر صاحب ایک طرف آپ خود اسماء کا علم excercise کرتے ہیں لیکن میں پچھلے آٹھ سالوں سے دیکھ رہا ہوں کہ واضح طور پر کسی اور کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: میرے رجحان میں نہ تو کسی قوت کا حصول تھا نہ میں کسی خصوصی مہارت کا خواہاں تھا۔ میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں جو شاید بڑی ذاتی نوعیت کی ہے۔ شروع میں میں نے knowledge of occult کا بڑا گہرا مطالعہ کیا اور تقریباً سارا occult پڑھ ڈالا۔ ان علوم میں occult knoweldges کی ساری شاخیں آ جاتی ہیں جس میں سحر، Astrology، Lamaism، Shamanism، Palmistry، Numerology وغیرہ اور تمام وہ حیران کن علوم جو لوگوں کے لئے بڑی حیرت کا باعث بنتے ہیں۔ میں سب کو بڑی محنت سے پڑھنے کی کوشش کرتا رہا مگر ان تمام علوم میں ایک چیز بڑی غیر تسلی بخش تھی۔ ایک تو ان علوم میں ابلاغ کے لیے کسی نہ کسی چیز کا آسرا چاہیے۔ آپ نے جو کچھ بھی کرنا ہے آپ کچھ دوسری چیزوں کو mix up کر کے ہی کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں ایک لاء (law) برتنا بڑا ضروری تھا جسے law of willing suspension of disbelieve کہا جاتا ہے۔ آپ کو کچھ نہ کچھ belief suspend کرنا پڑتا ہے جب تک آپ اپنا تنقیدی اعتبار معطل نہیں کرتے آپ کو ان پر اعتماد نہیں آتا۔ اصل میں ان میں سچائی بہت جزوی، محدود اور عارضی ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دس میں سے دو بندے پامسٹ کے پاس جائیں تو کہیں میرے بارے میں اس نے ٹھیک کہا ہے مگر پھر جائزہ لیں تو عقد کھلے کہ اس نے کچھ بھی ٹھیک نہیں کہا۔ اکثر اوقات ہم اپنی درپردہ خواہشات کے ہاتھوں خود فریبی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر میری خواہش ہے کہ میں باہر جاؤں اور وہ کہے جی کہ آپ باہر چلے جاؤ گے۔ تو میں ایک دم اس بات پر یقین کر لیتا ہوں۔ تو میں وہاں اپنے تشکیکی اندازِ فکر سے رضا کارانہ طور پہ دستبردار ہو جاتا ہوں۔ میں اسے یہ نہیں کہتا کہ

Marfat.com

تجھے کیسے پتا ہے؟ کیسے جاؤں گا؟ کیوں جاؤں گا؟ میرے تو کوئی اسباب نہیں۔
میں حقیقت کی تلاش میں ضرور تھا لیکن ان علوم میں partial حدود کو دیکھتے ہوئے مجھے ایسی سچائی کی تلاش تھی جس میں medium ختم ہو جائے۔ جس میں کوئی داخلی چیز اور کوئی آسرا شامل نہ ہو۔ If i am little different from others then i should be a little different from others. میں اس آسرے پہ نہ رہوں کہ میں نے کوئی حساب کتاب کرنا ہے I should be directly informed about whatever the information is secondly, it should be very true and very certain مگر میں نے اس میں غلطی کا ایک امکان رکھا، میری اپنی خطا کی گنجائش اور انسانی غلطی کا امکان کہ جو میں اس کی understanding میں کر سکتا ہوں۔ میری اپنی کوئی نہ کوئی رائے mix up ہو سکتی ہے۔ بعض اوقات جذبات کی وجہ سے ہم اپنے نتائج پہ اثرانداز ہو سکتے ہیں۔ میں سوچتا تھا کہ علم غلط نہ ہو استاد غلط ہو سکتا ہے۔ in all the knowledges شبانہ روز کی تحقیق و جستجو کے بعد میں نے ایک قانون وضع کیا کہ اس نوعیت کے باقی تمام علوم انسان سے کمتر ہیں۔ آپ کے فہم و ادراک پہ منحصر ہے کہ آپ انہیں کیا رنگ دیتے ہیں۔ آپ کی فراست ان علوم کو حقیقت کا شبہ دیتی ہے جو فی نفسہ حقیقت نہیں ہیں۔ اس کی مثال آپ کو میں دیتا ہوں۔ Since you used to excercise a lot of knowledge. تو ایک دفعہ ایک مولوی صاحب میرے پاس آ گئے۔ میں نے ان کے سراپے میں نظر ڈالی تو inner میں پستول لگا ہوا تھا۔ سر پہ پگڑی بندھی ہوئی تھی۔ مجھے کہنے لگے کہ جی ہم بڑی دور سے آئے ہیں، آپ کا بڑا نام سنا ہے تو آپ ہمارے بارے میں کچھ بتائیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے اغواء کیا ہے۔ پولیس تمہارے پیچھے ہے، تم ڈرتے پھرتے ہو۔ وہ جھکا اور جھک کر میرے پاؤں لیئے اور بولا جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ کہا اب یہ بتائیں کس کا اغواء کیا ہے؟ میں نے کہا ایک لڑکا اغواء کیا ہے۔ اس کے بعد تو سمجھیں کہ جی ساری مذاحمت ختم ہو گئی۔ اب اگر سچ پوچھو تو اس میں ہاتھ کی لکیر کا اتنا دخل نہیں تھا۔ ہاتھ کی لکیر صرف یہ بتا رہی تھی کہ ذہنی طور پر وہ بہت رومانٹک اور morbid ہے۔ باقی لکیریں بڑی گہری اور

Marfat.com

شدید ذہنی دباو کی آئینہ دار تھی۔ ہاتھ میں بس اتنا کچھ تھا باقی اس کے سراپے کا عمل دخل تھا۔ میں نے دیکھا کہ مولوی نے پستول لگائی ہوئی ہے۔ بادی النظر میں وہ شاطر سا لگتا ہے۔ میں نے اِدھر اُدھر سے اغواء کے بارے میں سن بھی رکھا تھا۔ جب میں نے اغواء کی بات کی تو وہ ٹھیک نکلی۔ اغواء کے ساتھ ظاہر ہے مخالفت بھی ہو گی۔ اس نے پوچھا کس کا اغواء؟ میں نے سوچا یار کتنا بے وقوف آدمی ہے اگر لڑکی اغواء کی ہوتی تو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی، ضرور اس نے لڑکا اغواء کیا ہے۔ تو میرا وہ اندازہ بھی سو فیصد صحیح نکلا۔ بعد میں میں نے سوچا کہ اس میں علم کتنا تھا اور فراست کتنی تھی؟ اس وقت میری عمر بمشکل انیس بیس تھی۔ ایسے بہت سارے تجربات و حوادث سے چونکہ میں سارے occult کی نوعیت اور حقیقت جان چکا تھا۔ یہ علوم فی نفسہ اتنے اہم نہیں ہوتے جتنا انسان نے اپنی عقل ان میں قید کر رکھی ہے۔ مگر مجھے ایسا علم نہیں چاہیے تھا۔ مجھے ایسے علم کی تلاش تھی جو سچائی پہ مبنی ہو، جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو، جہاں اگر غلطی ہو تو میری طرف سے ہو۔ جب میں اسماء کی طرف آیا اور اس کے میں نے حیران کن اثرات دیکھے اور ان میں اتنا بڑا ربط دیکھا تو مجھے شدت سے احساس ہوا کہ میرا علم بہت کم ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس طرح آپ دیکھو شطرنج میں مہرے تو صرف بتیس ہوتے ہیں لیکن ان کی چالیں more than billions تک جاتی ہیں۔ اسماء بالکل شطرنج کے مہروں کی طرح ہوتے ہیں۔ اب ایک آدمی کا ایک billion سے زیادہ امکانات کا سوچنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ اور وہ بھی آنِ واحد میں I practiced that you can know only one thing. کیونکہ لوگ محدود ہیں۔ اپنی خواہش اور آرزو میں محدود ہیں۔ اب آپ دیکھو میں اس کی ایک مثال آپ کو دیتا ہوں۔ جس کا تعلق کم از کم آپ کی فراست سے ہے اور فراست ہی مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ پچھلے مہینے امریکہ سے ایک پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈاکٹر آگئے۔ وہ مجھ سے کہنے لگے.... "جی... I don't believe that you know all these things. میں نے آپ کی کتابیں پڑھی ہیں" He was cosultant in Psychology وہ مجھے کہنے لگا کہ مجھے نہیں یقین آتا۔ میں اسی لئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ میں پوچھنے آیا ہوں کہ یہ کیا شے ہے؟ پھر وہ بولا یہ تو کسی abnormal situation کے تحت ہی ممکن ہے۔ normalcy میں یہ ممکن نہیں ہے۔ تو

Marfat.com

میں نے کہا یار ابھی ہم دونوں بیٹھے ہوئے ہیں۔تو مجھے چیک کر لے میں تجھے چیک کر لیتا ہوں۔
ابھی پتا چل جائے گا کہ نارمل کون ہے؟ If you could point out abnormality
in me i will be very very happy. میں خود بہت تنگ ہوں کہ یار کہیں آپ کی
کوئی چیز abnormal نہ ہو۔ so we had half an hour talk اور ٹھیک
آدھے گھنٹے کے بعد وہ ہنسنے لگا کہ I don't see any abnormality میں نے کہا
کہ but i see abnormality وہ بڑا پریشان ہوا اور پوچھا کہ وہ کیا؟ میں نے کہا یار دیکھو
تم نے Psycology میں P.H.D. کی ہے۔امریکہ میں ایک ہسپتال میں تم کنسلٹنٹ ہو As
a rule, as a normal as a regular normality i should have
expected. کہ تم مزید اس پہ ریسرچ کرو گے اور مزید محنت کر کے تم کوئی کتاب چھوڑ جاؤ
گے۔تم مسلمان ہو تھوڑی سی محنت کر کے علمِ نفسیات میں behaviourism
conduct, کا کوئی نیا قانون اخذ کر لو گے۔جس سے تمہاری عزت ہوتی، میری عزت ہوتی، تم
امتِ مسلمہ کے ایک سائنس دان کے طور پہ پہچانے جاتے۔اس کے برعکس تم نے کیا کیا ہے؟
کہ بجائے اس کے تم اُدھر جاتے، تم سیاست جیسی خرافات میں گھسنے کا ارادہ رکھتے ہو، تم لیڈر بننے
کے لیے پاکستان آرہے ہو۔تو اس نے کہا How, How, How you know
this. How did you know this. میں نے کہا بس میں جانتا ہوں۔تو اس نے کہا یہ
سچ میں تو عمران خان سے ملنے آیا ہوں، اس کی پارٹی میں شمولیت کے لیے۔

میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اس علم میں کوئی کمی نہیں But i can make
mistake آپ کے سوال کے پسِ منظر میں گزارش ہے کہ اس علم میں انسانی سوچ کے
امکانات اتنے زیادہ ہیں کہ میں سوچ رہا ہوں تم میں سے ایسا کون ہے جو اتنے امکانات کے لیے
زندگی وقف کر سکے؟ ویسے بھی یہ ابتدائی زندگی کا کام ہوتا ہے۔اب عمر کے اس حصے میں اگر آپ
باقی زندگی پڑھنے لکھنے میں گزار بھی دو I consider you as a somebody
who reads and studies. مگر کیا کچے پکے نتائج پر کوئی decision دینا، آدھی دنیا
آپ کو غلط کہے، اس کے بعد پھر آپ سچ بول دیں۔کیا یہ wise ہے؟ Why not you

Marfat.com

wait for a time in which you can speak the right thing

سوال: وہ تو صحیح ہے مگر پھر بھی معیار تو ہمارے سامنے نہیں ہے، معیار hidden ہے۔ کس وقت ہم اس position میں ہوں گے کہ جب ہم فیصلہ کرسکیں کہ اب موزوں ہے؟

جواب: Well untill and unless you keep on asking the questions آپ کو بہت سارے اسماء ملتے ہیں۔ فرض کرو آپ مجھ سے کچھ پوچھتے ہو یا کوئی بات سنتے ہو تو آپ کہتے ہو کہ اس کا کیا ماخذ ہے۔ میں آپ کو ماخذ بتاتا ہوں۔ یہاں یہاں سے میں نے استنباط کیا ہے ۔اور یہ اس کا ماخذ ہے ۔ویسے اس علم کا سب سے بڑا ماخذ قرآن مجید ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ قرآن نے اس لفظ کو کتنے معنوں میں استعمال کیا ہے۔اور کہاں کہاں قرآن نے اس کو کن کن معنوں میں استعمال کیا ہے۔میں سب سے پہلے کم از کم وہ اسماء علیحدہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ کس اسم کو کس حال میں اللہ نے استعمال کیا ہے اور کس کیفیت کے لیے استعمال کیا ہے۔اس کے بعد میں اسے genrality پہ پریکٹس کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ ہر ایک فرد کی شکل وصورت سے لے کر اس کے چھوٹے چھوٹے روّیوں کو سنبھالتا ہوں۔سب سے بڑی بات ایک odd روّیے پر یقین رکھنا ہے۔عام طور پر تمام لوگ drawing room culture کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ They show you what they are not. You have to look for an odd chance where they behave and do.

سوال: پروفیسر صاحب کیا علمائے دین کا حکمرانوں کے قریب جانا یا ان کے ساتھ interact کرنا صحیح ہے اور اگر نہیں تو پھر حکمرانوں کو سیدھا راستہ کون بتائے گا۔

جواب:۔ تصوف میں بادشاہوں کے ساتھ ملنے یا ان کے ساتھ تعلقات رکھنے کی گنجائش سہروردیہ شیوخ نے نکالی تھی۔ ویسے بادشاہوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض اوقات وہ تھوڑے بہت دیندار، عبادت گزار اور نیک طبع ہوتے ہیں۔ اگر انہیں عالمانہ بات چیت سننے کا شوق ہو اور وہ حصولِ علم کا بھی رجحان رکھتے ہوں تو ان کے ساتھ ابلاغ کرنے میں شاید کوئی قباحت نہیں ہے۔ مگر عموماً اس میل ملاپ سے علم کی رسوائی ہوتی ہے۔ It is natural اس لئے

Marfat.com

صاحبانِ علم کو اربابِ اختیار سے دور ہی رہنا چاہیے۔ بلکہ اصول بھی شاید یہی ہے۔ آپ اس مسئلے کا ایک اور پہلو دیکھیے، آج کل نواز شریف ہوں یا گیلانی صاحب تو وہ چھوٹے چھوٹے سیاسی فائدے کے لیے ان گلیوں میں بھی گھس جاتے ہیں جہاں کوئی نہیں جاتا۔ کسی گوالے کی بھینس مر گئی تو وہاں فاتحہ پڑھنے چلے جاتے ہیں اور اگر کسی آدمی کی چھت گر گئی تو C.M. صاحب وہاں پہنچے ہوں گے۔ حکمران دن رات ذاتی اشتہا، حبِ جاہ اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ایسے اُوٹ پٹانگ حرکتیں کرتے پھرتے ہیں۔ تو اگر وہ اہلِ علم کے پاس چلے جائیں تو کون سا آسمان ٹوٹ پڑے گا۔ اصولاً تو چاہے کہ وہ زیادہ انکسار کے ساتھ اہلِ علم کے پاس جائیں اگر نہیں جاتے تو بھی جائیں۔ مگر اہلِ علم کا یہ رویّہ نہیں ہونا چاہیے کہ چونکہ وہ نہیں آتے تو علم سکھانے کے لیے ہم ان کے پاس چلے جاتے ہیں۔ میرا تو خیال ہے کہ کسی صاحبِ اقتدار کا انتظار کرنا اہلِ علم کے لیے زہرِ قاتل ہے۔

Question & Answer Session

Yusra Medical College 27June2010

سوال: کیا ایمان کا تعلق نیکی یا بدی سے ہے؟ مسلمان کیلئے جنت یا دوزخ کا فیصلہ نیکی یا بدی کی تعداد پر ہوگا یا ایمان کی وجہ سے؟

جواب: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

یہ جو سوال ہے Technically it has to do nothing with religion ہم دراصل مذہب کو ایک چلنے کا رستہ کہتے ہیں اور اس کو perhaps اس لیے speciality حاصل ہے کہ دنیا میں چلنے کے بہت سے رستے ہیں مگر مذہب اُس رستے کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف جاتا ہے۔ مذہب جب خدا کی طرف جا رہا ہو۔ آج کل کے پسِ منظر میں اگر دیکھیں تو کمل مذاہب میں کہیں خدا کی تلاش مقصودِ نظر یا مطلوب ہی نہیں ہے تو پھر آپ خود سوچیں

Marfat.com

کہ مذہب کس طرف جا رہا ہو گا۔ اگر تمام مذاہب کے لوگ local prejudices یا surroundings کے شکار ہو جائیں اور اصل غرض و غائیت مذہب جو ہے وہ مذہب سے نکل جائے تو پھر یہ ایک formation ہے، ایک institution ہے جو اپنے ہی اندر بغیر کسی head کے طاقت ور ہو رہا ہے۔ مذہب دراصل نام ہے life کی ترجیحات کو مرتب کرنے کا۔ اگر buddhist کو خدا ملتا ہے تو مجھے بڑی خوشی ہو گی، اگر کرسچن کو ملتا ہو گا تو مجھے بڑی خوشی ہو گی، کسی ہندو کو مل جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ وہ کسی دیوتا تک پہنچ جائے۔ مگر مصیبت یہ ہے جو مذہب کا وارث ہے، جو صاحبِ مذہب ہے، جسے آپ اللہ اور خدا کہتے ہیں اس نے اپنے رستے کو مخصوص کر رکھا ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر محمد رسول اللہ ﷺ تک شریعتیں بدلتی چلی آتی ہیں مگر مذہب کا مقصد ایک رہا اور وہ تھا خدا تک پہنچنا۔ اب آپ خود بتایئے ایک شخص پیدا ہوتا ہے، مذہبی گھرانے میں ہوتا ہے، اُس کا ایک مسلک بھی ہے، سلوک بھی ہے، قائدہ بھی ہے، قرینہ بھی ہے مگر اس کے باوجود وہ قبر تک خدا سے شناسا نہیں ہوتا۔ آپ ایسے مذہب کو کیا کہو گے؟ تو فطری طور پر مذہب کی کچھ precincts ہوتی ہیں۔ مذہب کا سب سے بڑا قانون تفکر، غور و فکر اور علم ہے۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ایک blind faith کا تعصب رکھتے ہیں، blind faith کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جیسے آباؤ اجداد نے ہمیں کوئی value دی ہے، اس کو adhere کرنا بڑا کمال سمجھا جاتا ہے۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ طرزِ فکر مردود ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ چونکہ قرآن مجید میں اللہ بار بار اہلِ کفر کو ایک طعنہ دیتا ہے کہ اگر تم سوچتے سمجھتے تو تم اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو ترک کر دیتے، اگر تم غور و فکر رکھتے تو تم اللہ کی شناخت کو پا لیتے۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے آپ سمجھتے ہو کہ جو اللہ اہلِ کفر کو طعنہ دے رہا ہے، وہ آپ کو طعنہ نہیں دے سکتا ہے کہ۔

میراث میں آئی ہے تمہیں مسندِ ارشاد

کیا تمہیں ماں باپ سے اسلام مل گیا تو تم سمجھتے ہو کہ تم وارثِ مذہب بن جاؤ گے۔ کیا سمجھتے ہو کہ صرف ایک لفظ، صرف ایک لفظ کے ایمان سے جس میں خیال کی کوئی قوت نہیں کوئی

Marfat.com

Intellectual committment نہیں ہے۔اس کے بغیر تم اللہ کے بڑے محبوب بندے سمجھے جاؤ گے تو خداوندِ کریم کوئی ناانصافی نہیں کرتا۔ دیکھو پیدائش سے لے کر قبر تک ہم سفر طے کرتے ہیں۔ جب ہم quarantine میں پہنچتے ہیں۔ اُس galaxial highway کو پہنچتے ہیں، جسے آپ قبر کہتے ہیں، بظاہر تو بڑی عجیب وغریب بڑی ڈراؤنی شے لگتی ہے۔ But the fact is کہ it is gateway to the galaxies۔آپ جہنم کی Glaxy کو نکل جاؤ گے یا جنت کی Glaxy کو نکل جاؤ گے، وہاں آپ سے چھوٹا سا سوال کرتے ہیں جیسے پاسپورٹ check ہوتا ہے، وہاں بھی ایک سوال ہوتا ہے کہ **مَنْ رَبُّکَ** ؟ تمہارا رب کون تھا۔ جب یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ **مَنْ رَبُّکَ** جب تک آپ نے properly اللہ پر غور نہیں کیا ہوتا، commitment نہیں کی ہوتی تو آپ کبھی بھی استحکام سے جواب نہیں دے سکتے۔آپ کہتے ہو "میرا رب.... شاید..... **لا اله الاالله** "!۔ اللہ خود کہتا ہے کہ بہت سارے لوگ کہیں گے ہاں سنا تو تھا، ایک کلمہ تو تھا **لا الـه الا الـلـه** ۔سنا ہے کوئی رب تھا، کوئی اللہ تھا، کوئی کائنات کا مالک تھا مگر میں نے زیادہ غور نہیں کیا۔تو اللہ خود جواب دیں گے کہ میرے بندے نے جھوٹ کہا، اس نے کبھی میری طرف رغبت ہی نہیں کی، اس نے کبھی میرا سوچا ہی نہیں، یہ دنیا کے مشاغل میں اس طرح گم رہا ہے کہ اس کو کبھی خیال ہی نہیں آیا کہ ساری زندگی کی ایک High serious priority تھی، وہ کیا تھی؟

خواتین وحضرات! Entire life is meant for the setllement of your general priorities. اتفاق کی بات ہے کہ زندگی کے ہر مرحلے میں priorities جدا جدا ہوتی ہیں۔آپ بچپن سے جب بڑھیں تو کبھی تعلیم آپ کی ترجیح ہوتی ہے، کبھی شادی ترجیح ہوتی ہے، اور کبھی بچے ترجیح ہوتے ہیں۔ آگے بڑھ کے آپ کا استحکام آپ کے political rise آپ کی ترقیاں اور عزت آپ کی ترجیحات ہوتی ہیں۔ The priorities change with pattern of life مگر جب ان local priorities سے ہم ہٹ کے دیکھتے ہیں تو پوری انسانی زندگی کی بھی ایک ترجیح ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے کہا کہ میں نے عقل وشعور اور ہدایت اس لیے بخشی ہے کہ **"اِنَّا ھَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا**

Marfat.com

وَإِمَّا كَفُوراً " الانسان:3 کہ میں نے عقل وشعور، ہدایت وزندگی صرف اس لیے بخشی ہے کہ چاہو تو مجھے مانو، چاہو تو میرا انکار دو۔ آپ نے دیکھا لفظ چاہے میں ''اِمَّا'' میں کوئی physical element نہیں آتا جب آپ ''اِمَّا'' کا لفظ استعمال کرتے ہو تو اس میں کوئی وجود کی لذت نہیں آتی، یہ ایک خیال ہے، ایک تصور ہے، اگر چاہو، اگر سوچو، اگر مانو، تو چاہو تو مجھے مانو، چاہو تو مجھے ترک کردو۔ یہ pure intellectual guess ہیں۔ آپ مذہب کو چھوڑ دیجئے، تمام مذاہب کو چھوڑ دیجئے تو بھی آپ کو ایک فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ زندگی میں ایک فیصلہ کرنا پڑتا ہے اور وہ فیصلہ آج کے دنوں میں بڑے شدید رجحانات میں تبدیل ہو گیا ہے کہ whether we have to be secularist whether we have to be religinist مگر اس سے بھی آگے بڑھ کر ہم نے زندگی اور کائنات کے بارے میں ایک سوچ رکھنی ہوتی ہے کہ ہم اس زندگی اس کائنات اس دنیا کی حاکمیت اعلیٰ کے کسی ایسے سبب کو جانتے ہیں یا جیسے مشرقی اور مغربی جدید ترین تصورات ہیں کہ یہ ہمارے ایک progressive attitutdes ہیں، یہ Neo Darwenian techniques ہیں جس کے ساتھ کائنات شاید بگڑتی بگڑتی ایک استحکام پا گئی اور ہماری زندگیاں بھی اس طرح (کسی ترتیب میں) آ جائیں گی۔ آپ اگر غور کرو تو مغربی دانش کدوں سے آتا ہوا ایک جملہ پوری ویسٹرن ذہانت کو ظاہر کر دیتا ہے کہ we only live once ہم تو بس ایک ہی مرتبہ آئے ہیں، جینا ہے، زندگی ہے، موت ہے، اس کے بعد بھلا بوسیدہ ہڈیوں میں بھی کبھی جان پڑے گی۔ دیکھا اللہ تعالیٰ preguess کرتا ہے قرآن حکیم میں ہر دور کے تفکر کو، خدا پہلے سے جانتا ہے کہ انکار کرنے والے کا تصور کیا ہوگا، کیا سوچ ہوگی۔ تو وہ کہتا ہے کہ یہ اہلِ کفر جو ہیں اور یہاں اہلِ کفر سے مراد وہ اہلِ کفر نہیں جو گلی کوچے میں ریوڑیاں بانٹتے پھرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو رسل ہے، جو وٹ کانسٹائن ہے جو برگساں ہے جو نشطے ہے جو نٹشے ہے جو دنیا کے تصوراتی ماحول کو leadership دیتے ہیں۔ خدا ان کے بارے میں بات کرتا ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ وقت ہمیں زندہ رکھتا ہے اور وقت ہمیں مارتا ہے۔ بھلا مرنے کے بعد ہم جئیں گے؟ بھلا بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑے گی؟ It is very very unscientific, naturally it is absurd ان کے پسِ منظر سے اس موجودہ ماحول کا یہ نکلنا کہ We

Marfat.com

only live once is a very natural outcome of the philosopy of the west. Unlukily, we do believe in the philosopy of west. مگر ہمیں خوف یہ کہتا ہے، صدیوں سے جو ہمارے اعصاب پر اللہ کا ایک بھوت سوار ہے، ہم اس سے بھی ڈریں۔ so you have to make a very clear decision کیا خدا ایک زندہ، حقیقی، متحرک، فعال مالکِ کائنات ہے اور کیا ہم اس کے ماننے والے ہیں؟ اس نفاق کو جو ہمارے دل میں رہتا ہے کہ ماننا اللہ کو ہے اور جاننا تہذیبِ مغرب کو ہے، اعمال اپنے نفس کے مطابق کرنے ہیں۔ کیا ہم یہ کرنا چاہیں گے یا ہم واقعتاً وجودِ الٰہی کو ایک مکمل وجود تسلیم کرتے ہوئے اس پہ یقین رکھیں گے۔ آپ کا کلمہ جو ہے یہ لفظ عمل کو جانے کا نام ہے، ہم سب کلمہ پڑھتے ہیں **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** مگر تمام ایمان literal سے پریکٹیکل کو جانے کا نام ہے۔ If i do believe in a God, if i do believe in a Prophet(PBUH) میں پیغمبرؐ کو پیغمبرؐ کیوں مانتا ہوں؟ کیا اس لیے کہ چودہ سو سال پہلے عرب کے کسی صحرا میں ایک عقل مند انسان نے ایک گروہی فکر کی بنیاد رکھی تھی؟ میں اس لیے نہیں مانتا ہوں۔ میں اس لیے مانتا ہوں کہ میں انہیں کائنات کی ذہین ترین شخصیت کے طور پر جانتا ہوں۔ میں انہیں اس طرح مانتا ہوں کہ انہوں نے اس مشکل ترین، اعصاب شکن مرحلۂ فکر میں میری رہنمائی کی اور مجھے ایک حقیقتِ عظمیٰ کی نشاندھی کی، میں اس لیے مانتا ہوں کہ اُس کے علاوہ میں کسی اور کی زبان وخیال وقول پر اعتبار نہیں کرسکتا۔ کبھی آپ نے حج پہ غور کیا ہے؟ کبھی دیکھا کہ حج کیا ہے؟ کبھی آپ نے دیکھا کہ آپ کتنے سکولوں میں بٹے ہوئے ہیں، کتنے خیالوں میں تقسیم ہیں، مذہب اپنی simplicity کو جاتا ہے۔ جب آپ وہاں جاتے ہو تو آپ کو پتا لگتا ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، کبھی آپ نے غور کیا حج کے معنی پر؟ یہاں آپ پتا نہیں کن گروہوں میں بٹے ہوتے ہیں، کون سے اسکولوں کی چاردیواریوں نے آپ کو گھیرا ہوتا ہے، کتنے تعصبات آپ کے سینوں میں ہوتے ہیں مگر جب آپ کعبہ جاتے ہو حج کو جاتے ہو Religion simplify ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ultimately that simplification indicates کہ یہ اللہ ہے، وہ اس کا رسول ﷺ ہے تیسرا کوئی بندہ اس

Marfat.com

میں شامل نہیں ہوتا، کیونکہ باقی تمام احباب کی عزت وحرمت اللہ اور رسولؐ کے باعث ہے۔ ہمیں باقی تمام لوگ عزیز ہیں، ہمیں خدا کے سارے وہ بندے عزیز ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو عزیز ہیں۔ مگر یہ religion نہیں ہے، religion ادھر ہی جائے گا کہ جیسے آپ کعبہ کو جاتے ہو تو آپ complication سے ہوتے ہوئے ایک انتہائی simplification کو جا رہے ہوتے ہو۔ آپ کو پتا لگتا ہے کہ Religion means only believing in God and religion means only believing in Prophet(PBUH) اللہ آپ کو توفیق دے تو ایمان ایک انتہائی ذہنی فیصلہ ہے، یہ شاید رسمی اعتبار سے پہلے آتا ہے، یہ رسوماتِ دین سے بھی پہلے آتا ہے۔ ایمان جو ہے رسوماتِ دین سے پہلے آتا ہے۔ آپ کی رسومات میں کوئی کمی بیشی رہ سکتی ہے، آپ کی نماز میں کمی پیشی رہ سکتی ہے، آپ روزے ترک کر سکتے ہو، بہت سارے اعمال کم پڑھ جاتے ہیں۔ خواہش تو میری بھی بڑی ہے کہ راتیں تہجد میں گزاروں لیکن میں کر نہیں سکتا ہوں، خیال ہوتا ہے، خواہش ہوتی ہے میں کر نہیں سکتا، کیونکہ خیال اور عمل میں بڑا فاصلہ ہوتا ہے۔ مگر جو خیال مضبوطی سے اپنے تصدیقی لمحات پہ قائم ہو اور جس خیال کو یقین ہو کہ اس میں نظرِ ثانی کی کوئی گنجائش نہیں۔

خواتین وحضرات! یاد رکھیئے آپ کی زندگی میں ہر تصور r e v i s i o n میں اور redecision میں جاتا ہے۔ مگر جب آپ کی intelectual commitment ہوگی، سوچی سمجھی ہوئی ہوگی، علمی ہوگی، دانشورانہ ہوگی تو آپ اسے ہزار مرتبہ revise کرو آپ کی قوتِ ارادی مجروح نہیں ہوگی، کمزور نہیں پڑے گی اور اسی کا نام ایمان ہے By the way politically also i may repeat the words of Quaid-e-Azam اس وقت تک کوئی کام نہ کرو جب تک خوب اچھی طرح سوچ نہ لو، سو مرتبہ سوچ لو مگر جب سوچ لو تو پھر اس پر بار بار نظرِ ثانی نہ کرو۔ thats what آپ بتاؤ وہ اچھا مسلمان تھا یا کوئی اور اچھا مسلمان ہو سکتا ہے۔ جس نے کم از کم خدا کے اس اصول کو اتنی سختی سے تھاما ہوا تھا کہ فیصلہ نہ کرو، سوچو، غور کرو، سو مرتبہ سوچو مگر جب فیصلہ کر لو تو ایک قوم ایک فردِ واحد کی طرح اس فیصلے کے پیچھے کھڑی ہو جائے۔ ایمان کا بعینہ یہی تقاضا ہے، آپ نے ایک پوری زندگی کے مراحل کو طے کرنا

Marfat.com

ہوتا ہے۔خوب اچھی طرح سوچو،اللہ پر احسان کرنا چھوڑ دو اور مسلمانی کے اتنے بڑے دعوے چھوڑ دو،غور کرو،سوچو اگر واقعتاً آپ کو اللہ پہ اعتبار ہے،اللہ کے رسولؐ پہ اعتبار ہے تو پھر آئیں بائیں شائیں سے کام نہیں چلے گا،پھر پوری زندگی اس کے توسط سے گزرے گی،انہیں کے نام سے گزرے گی،انہیں کے نام سے ہماری صبح طلوع ہوگئی،انہیں کے نام سے ہماری شبِ ہجراں طے ہوگی اور شبِ وصال بھی طے ہوگی۔خداوندِ کریم ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اچھے ایمان کے مالک بنیں۔

سوال: **Sir, we have an online question from Canada: what would be most pragmatic ways to lessen the negative impacts of basic human wants of security, human control, approvel and uniqueness on conditioning.**

جواب: Well! technically, this is a match between what man thinks about himself and what is supposed to think by Almighty Alllah. All these things which are given to us or which are mentioned in this particular question, they only mean one simple thing that how can a man get away from his wishful thinking and his daily necessities and his protective attitudes and thoughtfulness about future. This is long distance between a real failth and living faith. The problem is that we have lesser faith in God and have more worries about these things.

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ کہ طولِ عمل سے بچو،طویل امیدوں سے بچو I don't know

Marfat.com

when a child is born to human society ہم کہتے ہیں، ہم اسے ڈاکٹر بنائیں گے، فلاسفر بنائیں گے، دانشور بنائیں گے۔ مجھے اکثر خیال آتا ہے کہ انہوں نے کتنی آسانی سے اپنے تصور میں یک مُشت پچیس سالوں کا احاطہ کرلیا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ جس زندگی میں اگلے لمحے کا کوئی پتا نہیں ہے۔ How is it possible that we should plan so long? لمبی پلاننگ وہ کرتا ہے جس کا خدا پر اعتبار کم ہو۔ and the person who belives in God lives day to day, moment to moment. بہت بڑے صوفیاء کرام میں سے ایک بڑے اعلیٰ درجے کے صوفی نے کہا کہ احتساب یہ نہیں ہے کہ جو آپ لوگ سال کے بعد کرو یا بیس سال کے بعد، احتساب یہ ہے کہ میں اپنے منہ سے ایک جملہ کہہ کے رکتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ میں نے ٹھیک کہا یا غلط کہا۔ پرابلم یہ ہے کہ Whatever the words have been written by my very dear friend in Canada, most probably there are two schemes which are made in this universe, one about a human individual by God and the one the individual makes by himself. The distance between the two schemes. ایک وہ جو لوح محفوظ پہ اللہ نے لکھی ہے اور ایک وہ اسکیم جو میں اپنے گردوپیش سے خود اپنے بارے میں بناتا ہوں۔ جب دونوں تدابیر میں فرق ہو گا تو We suffer through anxiety, depression, chaotic, insomnia and all those modern most possible fanciful diseases written by the western pharmacopeia. یہ سارے کے سارے عجیب وغریب مظاہر ہمیں اردگرد اس لیے نظر آتے ہیں کہ ہمارا جو تصور ہے اپنی ذات اپنے تحفظات کے بارے میں وہ اس حرف سے دور ہے، اس ورق سے دور ہے اور اس مالکِ کائنات کے تحریر شدہ اندازے سے دور ہے۔ جتنا فاصلہ آپ کے خدا اور آپ کے اندازوں میں بڑھے گا اتنا ہی انسان پریشان حال اور دردمند رہے گا۔

Marfat.com

خواتین وحضرات! مجھے ایک بات آپ بتا دیں کہ اگر واقعی آپ کو اللہ پہ اعتبار ہے۔ آپ اللہ کو کوئی اوٹ پٹانگ قوت سمجھتے ہیں، آخر اس نے کوئی دس پندرہ، بلین یا ٹریلین لوگ زمین پر بھیجنے تھے تو آپ کا خیال یہ ہے کہ وہ ایک ٹریلین لوگوں کو نیچے بھیج کر نہ پانی دیتا، نہ خوراک دیتا، نہ اسباب دیتا، نہ گندم اگاتا، نہ چنا اگاتا، یہ ساری چیزیں کیا انسان نے بنائی تھیں اور آپ کو تو آج کی دنیا میں تھوڑی بہت عقل آ گئی، perhaps artificial intelligence نے آپ کو اتنا مغرور کر دیا کہ آپ یہ سمجھنے لگے کہ ہم اپنے آقا و مولا پہ بھی کمند مار دیں گے۔ مگر مجھے کوئی ایسا scientific rule بتا دیجئے کہ اگر اسباب موجود نہ ہوتے، اگر دنیا میں پہلے سے اسباب موجود نہ ہوتے تو آپ جو چھ سات ارب لوگ جو کرہ ارض پر موجود ہیں کیسے زندہ رہتے۔ اگر اللہ نے پانی موجود نہ رکھا ہوتا تو آپ پیاسے نہ مر جاتے اور اگر پانی پینے کے قابل نہ ہوتا تو بھی آپ زندہ مر جاتے۔ اگر آپ نے زمینی کاشت کی تو کیا آپ نے کاشت کرنی سیکھی ہے؟ کیا آدم علیہ السلام کو کسی نے سکھایا ہے۔ میں نے ایک دفعہ Prof. Ian. Edgar (Anthropologist) سے پوچھا کہ یار مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک بچہ برسوں میں سنِ بلوغت کو پہنچتا ہے، آج تک میں نے یہ نہیں دیکھا کہ کوئی ایک آدھا اٹھتے ہی کلمہ پڑھنا شروع کر دے۔ آخر عمر لگتی ہے، سوچنے سمجھنے کی، غور کرنے کی، دانشوری کی عمر ہے۔ جوانی بالکل ہی ایسی ہوتی ہے کہ خدا اور رسولؐ یاد ہی کم آتے ہیں پھر آگے بڑھ کے بال بچوں میں گئے پھر بڑھاپا آیا۔ sans teeth, sans eyes, sans taste, sans every thing دانت گر گئے، کان رہ گئے، گوڈے گٹے سارے رہ گئے پھر اللہ کا خیال آتا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی جب routine of life یہ ہے کہ ہم بڑی دیر کے بعد کہیں رشی منی اشرم اختیار کرتے ہیں۔ یہ پہلے انسان کو کیا ہوا تھا کہ بقول بابائے انتھروپالوجی The first ever Homo sapiens were homo religious یہ اتفاق کیسے ہو گیا؟ انسان حواس پاتے ہی، زندگی پاتے ہی سب سے پہلے خدا کا کیسے سوچ سکتا ہے؟ تو میں نے اس سے کہا یار تمہیں کوئی خیال نہیں آتا کہ کوئی alien interference ہوئی ہو۔ کوئی آسمانوں سے پیغام آیا ہو...... ''دیتے ہی جواب آخر اٹھتے ہی حجاب آخر''، کوئی کسی انسان نے پکارا ہو، کسی انسان کے دل میں ڈالا گیا ہو، کسی تصور

Marfat.com

میں کوئی جھلک آئی ہو، اس کائنات کے مالک کی یا اس نے کوئی ویژن دیکھا یا ہو، کوئی نمائندہ اس کے پاس آیا ہو، کوئی پیغمبر آیا ہو، کوئی فرشتہ آیا ہو، تبھی یہ زندگی آگے بڑھی ہے ورنہ تو It is impossible. کہ پہلے انسان کو سمندر کے یا دریا کے کنارے نہ اتارتا تو نہ پانی نصیب ہوتا نہ مچھلی کھانے کو ہوتی۔ اس لیے تو وہ قسم کھاتا ہے۔ **"وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْن" - التین: 1** اِسی لیے وہ قسم کھاتا ہے کہ اگر یہ ابتدائی اسباب دستیاب نہ ہوتے تو زمین پہ زندگی کی آفزائش ممکن نہ تھی۔ آج بھی سنا ہے انجیر پیٹ کے کینسر کا بھی علاج بنتی ہے، سنی سنائی ہے۔ I don't know but it is one of the best food for the stomach آج بھی سنا ہے کہ اس زمانے میں جو پہلا آدم آیا ہوگا اسے زیتون نہ ملتا انجیر نہ ملتی تو وہ زندگی کوئی MacDolnald کے برگر کے سہارے تو نہیں گزار رہا تھا۔ ابھی تو ابتدائی ترین زندگی تھی اور اس کی نگہداشت کیلئے خداوندِ کریم نے پہلے سے اہتمام کر رکھا تھا۔ اگر آپ غور کرو تو قرآن حکیم کی یہ آیت جو دعویٰ کرتی ہے۔ **"وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْن" - التین: 1** اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ اے لوگو جب تمہارے پاس زندگی بسر کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا، جب تمہارے پاس کوئی خوراک نہیں تھی، کوئی طریقۂ خوراک نہیں تھا، تمہارے پاس بقائے حیات کا کوئی ذریعہ نہیں تھا تو میں وہ خدا ہوں جس نے تمہارے لیے زیتون سے تیل اور انجیر پیدا کی تا کہ تم زندہ رہو اور زندگی کو آگے بڑھاؤ۔

خواتین وحضرات! میرا خیال یہ ہے کہ The only question is that how much we trust in God? ایک صاحب مجھ سے کہہ رہے تھے کہ ہم اللہ پہ بڑا اعتبار کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگے یہ جو آپ تسبیح پڑھتے ہیں مجھے تو یہ بڑی فضول سی لگتی ہے۔ ہمیں تو ویسے ہی اللہ پہ بڑا اعتبار ہے۔ میں نے جواب دیا آپ خوش نصیب ہو، ہم کمزور لوگ ہیں، ہمیں اپنی یاداشت پہ بھروسہ نہیں ہے۔ اس لیے ہم تسبیح کرتے ہیں۔ صبح شام کاروبارِ زندگی میں مصروف، الجھنوں میں مصروف، اللہ بھول جاتا ہے پھر جب اللہ بھول جاتا ہے تو ترجیحات میں نقص پڑ جاتا ہے۔ نہ میں فرشتہ، نہ میرا کوئی بھائی فرشتہ، نہ ہم پیغمبر، ہمارا کوئی rank ہی نہیں ہے۔ نہ تابعین میں، نہ تبع تابعین میں، کوئی لفظ لکھا ہوا تو ہمارے لیے آیا ہی نہیں ہے، سوائے ہمارے پیغمبرِ قدسیؐ کے وہ آنسو جو زمانۂ آخر کے مسلمانوں کے حق میں بہہ ہوئے ہیں، سوائے ان آنسوؤں کے جو

Marfat.com

پندرہ سو برس پہلے ان کی چشم مبارک سے ہمارے لیے بہے ہیں، جب وہ تشریف فرما تھے تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم سے کوئی گستاخی ہوئی۔ فرمایا نہیں تم سے گستاخی نہیں ہوئی میں تو ان مسلمانوں کا سوچ کے رو پڑا ہوں جو تمہارے بہت دیر کے بعد آئیں گے نہ انہوں نے مجھے دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا مگر پھر بھی تمہاری طرح ایمان لائیں گے۔ تو اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ ہمارے طرح ہوں گے؟ فرمایا نہیں کچھ عادتیں ان کی اپنی ہوں گی اور کچھ تمہاری طرح ہوں گی۔ ظاہر ہے اب آبِ شریں اور نانِ جویں والے لوگ تو نہیں رہے، اب تو برگر والے لوگ ہیں، کچھ عادتیں ہماری اپنی ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق بخشی ہے اگر ہم Natural particle of faith کے مالک ہو جائیں۔ نیچرل ،ایک بالکل رواں، متحرک، چشمۂ آبِ شریں کی طرح تو رحمتِ پروردگار سے ہمارے دل یقین اور اخلاص کی دولت سے منور ہو جائیں۔ آپ کو پتا ہے کیا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، ذرا اپنی زندگیوں کا جائزہ لے لو۔ کون سا survival اور کون سی ترقی اور کون سی بزدلی اور کون سی حکومت یہ سب افسانے ہیں۔ ذرا اس حدیث کے مطابق اپنی زندگیوں کا جائزہ لو، فرمایا کہ اللہ نے دوزخ اس پہ حرام کر دی جس کی آنکھ سے اس کیلئے ایک آنسو نکلا۔ اس کیلئے دوزخ کی آگ حرام کر دی کہ جس کی آنکھ سے اللہ کیلئے ایک آنسو نکلا۔

خواتین وحضرات! It's very open offer کہ اپنی زندگی کو پرکھو، جانچو، دیکھو، پتا نہیں کتنی بار ہم کراہے ہوں گے، کتنی بار ہم روئے ہوں گے، کتنی بار ہماری آرزوؤں نے ہمیں بھگایا ہوگا، ہم نے اشکِ رواں کے سیلاب بہائے ہوں گے اپنی خواہشات نفس کی بدولت مگر ایک آنسو جو اللہ کے لیے نکلے وہ آپ کو دوزخ سے نجات دیتا ہے۔ "**وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا** سستی نہ کر ناغم نہ کرنا **وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ**" آل عمران:139 میں عزت وجلال کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ ایمان والو تم ہی غالب ہو اگر ایمان والے ہو۔ سوال یہ ہے اگر ہم غالب نہیں ہیں تو کوئی نہ کوئی نقص تو کہیں ہوگا ناں۔ شاید ہم ایمان والے نہیں ہیں۔ I am sorry to say, i can say the same thing about myself and i want to you to think کہ ہم اگر غالب نہیں ہیں تو یقیناً ہم ایمان والے نہیں ہیں۔ We

Marfat.com

should look back and look at our priorities, sort out our priorities. Life is nothing یہ ثواب زندگی، یہ تخیل، یہ ڈراوے یہ دھمکیاں، آپ کو پتا ہے کہ شیطان کیا کرتا ہے؟ **إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ" - البقرة :169** اور کیا کرتا ہے؟ ڈراتا ہے، ایک طرف ترغیب دیتا ہے، ایک طرف خوف دلاتا ہے، بھوک سے ڈراتا ہے، رتبوں کے چھن جانے سے ڈراتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ پتا نہیں کل کیا ہوگا مگر کل کس کا ہے؟ اگر میں آج اللہ کا ہوں تو کل کس کا ہوں۔ کبھی آپ نے غور کیا اگر آپ کے پاس اللہ موجود ہے اگر آپ کے دل میں خدا کا اخلاص موجود ہے۔ میرا وارث تو کل بھی ہے، میرا وارث تو میرے مرنے کے بعد بھی وہی ہے، میرا مالک وہی ہے۔ why should we succumb by our ugly mundane desires? کہ ہم اس کا اعتبار چھوڑ دیں۔ بات اور کوئی بھی نہیں ہے، بات صرف اعتبارِ ذات خدا ہے۔ may be ہم پکارتے ہیں اسے کہتے ہیں کہ we believe in you مگر غور کرو سوچو کہ کیا ایک دن بھی ایسا گزرا جب میں نے اللہ کی خاطر اللہ کی خوشنودی کی خاطر اسباب کو ترک کیا ہو۔ ایک دن بھی ایسا گزرا، آپ ایک دن ایسا گزار کر دیکھو کہ جب آپ کو حاجت ہو، آپ کو کسی چیز کی شدید ترین خواہش ہو اور آپ اللہ پہ یہ اعتبار کرو کہ اے پروردگار میں نے اپنے اختیارات تیرے حوالے کیے **"لا حول ولا قوت الا باللہ"** تو آپ یقین جانو کہ حضور گرامی مرتبت ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کہا کہ اے اللہ تو میری قوت وخیال اور ارادہ ہے، میں نے سب کچھ تیرے حوالے کیا تو رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جنت اس کے لئے فرض ہوگئی، جنت اس کے لئے فرض ہو گئی۔ یہ جنت اور دوزخ کے ڈراوے بہت معمولی ہوتے ہیں اور اسی طرح ہماری زندگی کی ضروریات کے تمام ڈراوے ہمارے لیے بہت ہی ناقص ہوتے ہیں۔ If we trust in God we certainly flourish on earth & in heavens. May alllah be with us.

سوال: You offen state that make God to your top priority, i am ready to accept it however, in all

your books & videos lectures you have not mentioned how i should do that & what should i do afterwards?

جواب: میرا خیال ہے کہ آپ نے کبھی غور نہیں کیا ہوگا، میری تو تمام گزارشات procedures پہ مبنی ہوتی ہیں کہ How can we make Allah as top priority. بات یہ ہے کہ دماغ سے ایک چیز محو نہیں ہوتی، میں نے جب یہ کہا Allah is my top priorty تو میں نے ذہنی طور پر ایک order دے دیا۔ میں نے اپنے ذہن کو کہہ دیا کہ آج کے بعد اللہ میری ترجیحِ اول ہے مگر پتا مجھے بھی ہے کہ اگر اصحابِ رسول ﷺ کو بائیس برس لگے اپنی top priority مکمل کرنے میں تو مجھے پھر کم از کم چوالیس سال تو لگنے چاہیں ناں۔ تو پوری زندگی ترجیحِ اول کی پرداخت کے لئے ہوتی ہے، مگر ایک آسان سا طریقہ مجھے اللہ نے دے دیا ہے، میں کہتا ہوں کہ اس طریقے سے آپ اپنی ترجیحات کو اگر establish نہیں کر سکتے تو maintain ضرور کر سکتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اگر میں چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا ہوں تو خدا کو صبح شام یاد کر لیتا ہوں **"فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ" ○ الروم:17,18** کہ صبح دوپہر شام اگر اٹھتا بیٹھتا میں، اگر دن رات کے کناروں پر، سورج کے طلوع و غروب پر، اگر میں خداوندِ کریم کو ذہنانہ سہی لفظ ہی اُسے یاد کر لیتا ہوں تو مجھے یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ مجھے غافلین میں شمار نہیں کرے گا۔ دیکھئے ناں! قرآن حکیم میں اللہ فرماتا ہے کہ **"إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا" بنی اسرائیل: 78** صبح کا قرآن ہمارے پاس حاضر کیا جاتا ہے۔ اب اس سے زیادہ خوبصورت بات کیا ہو سکتی ہے کہ صبح کا قرآن اللہ کے پاس حاضر کیا جاتا ہے، نماز کی شکل میں، قرآن کی صورت میں، تسبیحاتِ الٰہیہ کی شکل میں، پھر آپ دوپہر کو آئے سستی کے وقت میں پھر تھوڑا سا آپ نے اللہ کو یاد کیا اور کہا میں نے سستی کے باوجود اے مالکِ کریم تھوڑے سے دانے تو آپ کی یاد کے ڈال ہی دیے ہیں۔ پھر آپ عصر میں آئے جلدی میں پڑے ہوئے تھے، نماز پڑھی، چلتے پھرتے پھر دو دانے تسبیح کے ڈال دیئے۔ تو اصل میں تسبیح "یادِ الٰہی" کو اللہ تعالیٰ نے top

Marfat.com

priority قرار دیا، نماز کو قرآن کو ذکر کرتے ہوئے اپنی یاد کو سب سے بڑی چیز قرار دیا ہے۔
" اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ " کہ اے لوگو! کتاب کی تلاوت کرو، تمہیں اوامر و نہی سے واقفیت ہوگی، کس چیز سے منع کیا میں نے، کس چیز کو میں نے کرنے کو کہا اور **وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ** نماز قائم کرو، یہ تمیں بیحیائی اور منکرات سے روک دے گی **وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ** العنکبوت:45 لیکن اللہ کا ذکر اور اللہ کی یاد تو بہت بڑی بات ہے۔ اس حوالے سے مجھے حضرت امر بن عاصؓ کی ایک دعا یاد آرہی ہے۔ جب وہ وفات پانے لگے تو انہوں نے بڑی عجیب و غریب دعا مانگی تھی۔ بڑی حسبِ حال ہے اسی لیے آپ کو سنا رہا ہوں کہ اے مالک و کریم تم نے ہمیں بہت ساری باتوں کے کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے بہت ساری باتیں ان میں سے نہیں کیں۔ آپ نے بہت ساری باتوں سے ہمیں منع کیا اے مالک کریم ہم نے اس کے باوجود وہ باتیں کیں۔ مگر عذر کوئی نہیں ہے۔ ہم گناہگار ہیں اور تو بخشنے والا ہے۔ یہ ہر انسان کے ساتھ ہوگا، ہر انسان کے ساتھ ہوگا کہ بہت ساری باتیں ہمیں اللہ کرنے کو کہتا ہے، ہم ان میں سے ساری باتیں نہیں کرتے ہیں۔ باقدرِ استطاعت ہم کچھ نہ کچھ کر لیتے ہیں۔ بہت ساری باتوں سے ہمیں منع کرتا ہے مگر ہم نے کبھی hundered percent records establish نہیں کیئے۔ اس لیے کوئی نہ کوئی باتیں رہ جاتی ہیں کہ ہم ممانعت سے کوئی نہ کوئی بہانے ڈھونڈ لاتے ہیں۔ مگر تسبیح ایک ایسی چیز ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا **"فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ"** البقرة:200 جب تم کام کاج ختم کر لو نا تو اللہ کو ایسے یاد کرو جیسے ماں باپ کو یاد کرتے ہو and this is maintainance of that priority کہ میں اللہ کو ایسے یاد کروں، دن میں صبح میں آتے جاتے ہوئے جہاں مجھے تھوڑا سا ٹائم مل جائے میں خدا کو یہ یاد کراتا رہا ہوں کہ اے اللہ میں نے کھانا کھایا، پانی پیا، تیری نعمتیں گنیں، میں نے ہر چیز کی مگر تجھے نہیں بھولا میں اپنی مصروفیاتِ دنیا کے باوجود تجھے نہیں بھولا۔ اور کیا خوبصورت شعر غالب نے کہا ہے کہ

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

Marfat.com

اس کے علاوہ priorty کی maintenance کا کوئی اور طریقہ اور ذریعہ نہیں، **اُتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ** العنکبوت:45 ۔مگر ہماری یاد تو بہت بڑی بات ہے۔

سوال: برائی میں احساس گناہ اور نیکی میں احساس پارسائی دامن گیر رہتا ہے۔تربیتِ نفس کیلئے کوئی عملی طریقہ تجویز کر دیں۔

جواب: دیکھو اس میں فہم و ادراک کی کسوٹی پہ ایک باریک سا فرق ہوتا ہے۔ اگر آپ نیکی کو معمولی سمجھو اور برائی کو بڑا سمجھو تو یہ فرق مٹ سکتا ہے، اگر آپ خطا کے زیادہ conscious ہو جاؤ تو ہماری ہاں یہ فکر دامنگیر ہوتی ہے کہ احساسِ گناہ (guilt) نہ پیدا ہو جائے کیونکہ یہ احساس عقل کو کھا جاتا ہے۔شدید تعصبات عقل کو کھا جاتے ہیں۔کیا آپ جانتے ہیں کہ توبہ کے مطالب کیا ہیں؟ شیخ جنیدؒ اور خواجہ ابوالحاوس المحاسبی ایک محفل میں تشریف فرما تھے۔۔خواجہ ابوالحاوس المحاسبیؒ محاسبہ کے بہت بڑے ولی تھے۔یہ واقعہ خاص طور پہ خواتین کیلئے ہے کہ ماشاءاللہ آپ کے ہاں اتنی درخشندہ مثالیں موجود ہیں۔ایک خاتون نے جنیدؒ کو سوال بھیجا کہ اے شیخ وقت اگر ہم گورنمنٹ کے لیمپ کی روشنی میں کوئی کتاب پڑھ لیں تو جائز ہے کہ نہیں؟ جنیدؒ بڑے حیران ہوئے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ یہ اتنا عجیب وغریب سوال کہ گورنمنٹ کے لیمپوں میں ہم کوئی کتاب پڑھ لیں۔آپ نے پوچھا کہ آپ ہیں کون؟ تو خاتون نے جواب دیا کہ میں ابولاحارث المجاسبیؒ کی بہن ہوں۔جنید نے کہا کہ تیرے لیے ناجائز ہے۔جب تقویٰ کے یہ معیار exhibit ہوں تو میرا خیال کہ جائز و ناجائز بڑے کڑے ہو جاتے ہیں۔

خواتین وحضرات! خدا کو انسان کی جو چیز سب سے زیادہ پسند ہے وہ کمزوری ہے۔انسان کی کمزوری اللہ کو بڑی پسند ہے بشرطیکہ اس کمزوری میں توبہ اور رجوع کا رجحان ہو اور وہ رجحان آپ کو اللہ کی طرف لے جائے۔اللہ کے ہاں یہ سب سے بڑی خوبی ہے۔اللہ کے نزدیک انسانی زندگی کا پورا سفر دو چیزوں پر مشتمل ہیں۔خطا کرنا اور توبہ کرنا، باقی رسم و رواج ہیں۔اصل افسانہءحیات بس یہی ہے۔جیسے وہ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

سنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سنی
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

تو اگر آپ نے ابتدا اور انتہا کی خبر لینی ہو تو simple ہے کہ خطا کرنا، توبہ کرنا اور اللہ کا یقیناً بخش دینا۔ یہ انسان کی زندگی کا مکمل سفر ہے اور میری بھی یہی آرزو ہے کہ آپ اپنے آپ کو نرم رکھو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ نرمی چیزوں کو خوبصورت کر دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جائے وہ بدصورت ہو جاتی ہے۔ اس لیے اپنے آپ کو نرم رکھو، خطاونسیاں کو اپنا شعار سمجھو اور نیکی کو غیر معمولی عمل نہ سمجھو۔ نیکی آپ کی normal human activity ہے آپ غلطی سے اسے نیکی کا نام دے دیتے ہو، نیکی ایک normal human activity ہے۔ اب دیکھو ناں! ایک بیچارہ اندھا کھڑا ہے، پاس سے کوئی نوجوان گزرتا ہے، وہ اسے سڑک کے پار کرا دیتا ہے اور کم از کم ایک سو ایک مرتبہ شام تک دھراتا ہے کہ میں نے نیکی کی ہے۔ کیا یہ نیکی ہے؟ This is just a human service, this is what you should do, this can happen to you if you are blind تو آپ اس کو نیکی نہ سمجھا کرو۔ نیکی ایک روٹین ہے، human expression ہے۔ آپ انسان اس لیے ہو۔ اگر آپ کو اولادِ آدم کہا جائے، انسان کہا جائے تو جتنے اچھے کام آپ سرانجام دیتے ہو وہ نیچرل ہیں۔ اسی طرح جو آپ غلط انجام دیتے ہو ان کو آپ غلطی اور گناہ کہہ سکتے ہو۔ سو نیکی is not important in the eyes of wise people بلکہ کسی بڑے بزرگ نے کہا ہے کہ چھوٹے لوگوں کی نیکیاں بڑے لوگوں کا گناہ ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ چھوٹے دماغ چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر تفاخر کرتے ہیں، چھوٹے سی چھوٹی نیکی کو بہتر سمجھتے ہیں اور اس کو جتلاتے ہیں۔ عجز و انکساری کے ساتھ یہ دعا مانگنے کی بجائے کہ اللہ میاں آپ نے ہمیں اس عمل کی توفیق بخشی، ایسے اعمال اور بڑھا، تاکہ آپ ہم سے راضی ہوں، ہم تو اس سے غرور پالتے ہیں۔ خیر کے طنطنے سے زیادہ dangerous کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنا کہ اللہ نے خیر اور شر دونوں کو فتنہ کہا ہے، دونون کو آزمائش کہا ہے۔ خالی شر کو فتنہ نہیں کہا۔ کیا خوبصورت مصرع ہے اقبال کا .... **"گفتہ کہ خیر او نہ شناسی ہمیں شراست"**

اگر آپ خیر سے شر نہیں نکال سکتے تو یقیناً آپ کی عقل کا زیاں ہے، اگر آپ شر سے خیر نہیں نکال

Marfat.com

سکتے تو بھی آپ کی عقل کوئی بہتر نہیں ہے۔ انسان وہ ہے جو خود غرضی سے تاک میں رہے اور غلطی سے اچھائی ڈھونڈے اور پھر اچھائی سے انکسار ڈھونڈے۔ تو پھر آپ کو کوئی پرابلم پیش نہیں آئے گا۔

سوال: Why do we occasionally get the feelings that our cries and prayers do not reach our God

جواب: کل ہی میں نے ایک حدیث سنائی، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اس آدمی کے بارے تم کیا کہتے ہو کہ جو پریشان حال ہے، جس کے کپڑے گرد آلود ہیں، اس کا چہرہ مٹی مٹی ہو رہا ہے اور وہ پکار رہا ہے میرے مالک! میرے رب! میرے آقا! مگر اس کا کھانا حرام ہے، پیسہ حرام ہے، لباس حرام ہے، اب بتاؤ اگر کثرتِ حرام اتنی ہو تو وہ لفظ جو ہم خدا کے حضور ادا کرتے ہیں، ان میں پاکیزگی کہاں سے آسکتی ہے۔ یہ یاد رکھنا کہ اللہ کے ہاں اگر بڑا حرام ہے تو اس کا جز بھی حرام ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آپ پورا سور کھا جاؤ تو حرام ہے اور اس کی ایک بوٹی لے لو تو حلال ہو گی۔ یہ علیحدہ فقہی conditions ہیں جس میں یہ امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر حرام بھی خالص حرام ہے اور حلال بھی خالص حلال ہے، اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ **"وَ كَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولاً" بنی اسرائیل :11** ہم بڑے عجلت پسند ہیں۔ اگر قبولیت دعا میں ہمیں کوئی پرابلم پیش آتا ہے تو اس کی ایک بنیادی وجہ ہے، وہ میں آج آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اور اگر یہ اصول آپ کی زندگی میں قائم ہو جائے تو آپ کبھی زندگی بھر ایک لمحے کیلئے بھی خدا سے مایوس نہیں ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ جب علمی فضیلتوں کو تقسیم کرتے ہیں تو ہر چھوٹا دانشور چاہتا ہے، اگر اس میں انکسار ہے کہ علمِ مزید کیلئے میں کسی بڑے دانشور کے پاس جاؤں یا میں اس سے بھی بڑے دانشور کے پاس جاؤں حتیٰ کہ کوئی ایسی منزل آجائے کہ مجھے احساس ہو کہ اس سے آگے کوئی علم دنیا میں موجود نہیں ہے۔ تو پھر ظاہر ہے آگے میں خدا سے طلب کروں گا، اس کے در سے ہدایت تلاش کروں گا۔ اصول یہ ہے کہ آپ جب اللہ کو علمِ کل جانتے ہو، خالقِ علم مانتے ہو، خالقِ عقل مانتے ہو تو پھر اس کو یہ استحقاق کیوں نہیں دیتے کہ وہ آپ کیلئے بہتر سوچے، اُسے یہ advantage کیوں نہیں دیتے۔ جب آپ کی بات نہیں مانی جاتی تو آزردگی، تلخی اور بیچارگی

Marfat.com

آپ کے چہرے پہ نمایاں ہو جاتی ہے اور گلہ گزار طبیعت ہے کہ بار بار ایک ہی بات کہے جا رہے ہیں کہ یا اللہ تو سنتا کیوں نہیں، تو سنتا کیوں نہیں مگر اس کا اصول قرآن میں درج ہے۔

وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو اور اس میں تمہارے لیے خیر ہوتی ہے۔

وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ

اور کسی چیز میں تم محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - البقرة:216

اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اگر آپ کو پتا ہو کہ جس چیز سے جس دعا سے آپ محبت رکھتے ہو اس میں آپ کیلئے شر ہے اور جس چیز کا آپ برا منا رہے ہو اس میں آپ کے لیے خیر ہے اور اللہ بہتر جاننے والا ہے تو آپ کو اللہ سے کبھی بھی قبولیت دعا کی آزردگی نہیں ہو گی انشا اللہ تعالیٰ العزیز You must understand کہ جب دعا delay ہو جائے۔ ویسے وہ دعا بڑی جلدی قبول کر لیتا ہے،

آپ کو حضرت عمرؓ فاروق کا ایک قانون بھی بتا دیتا ہوں۔ فرمایا اللہ درود کو ہر حال میں قبول کرتا ہے۔

تو ایسے کیا کرو کہ جب کوئی دعا مانگنی ہو، پہلے بھی درود پڑھ لیا کرو اور آخر میں بھی درود پڑھ لیا کرو۔

تو ظاہر ہے کہ pakage ignore نہیں ہو سکتا۔ آپ درود اِدھر پڑھ کے دعا مانگ لیا کرو پھر ایک درود پڑھ لو، تو فرمایا کہ اس نے ہر حال میں درود قبول کرنا ہوتا ہے، بیچ میں دعا بھی نکل جائے گی۔

سوال: اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ، پاکیزہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: تھوڑی دیر پہلے میں نے حلال اور حرام پر تھوڑی سی گفتگو کی تھی۔ پاکیزگی اور طیب جس معنی میں ہم لیتے ہیں یا سمجھتے ہیں تو وہ چھنی ہوئی چیز جیسے آٹا چھنتا ہے، اس قسم کی کوئی شے نہیں ہے۔

بعض اوقات ہم Lack of understanding کی وجہ سے ہم ان اعمال کو hyperbolic یا مبالغہ آمیز کر دیتے ہیں جو اللہ کے نزدیک معمولی ہوتے ہیں۔ جیسے قرآن حکیم

Marfat.com

میں جب یہ آیت اتری کہ

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ- البقرة:222

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے اور پاک رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

تو اصحابِ رسول کو فکر ہوئی کہ طاہر کیا ہے؟ اگر آپ لفظی طور پر جائیں تو ہم طاہر کو ایک مبالغہ آمیز لفظ سمجھتے ہیں کہ جو ایک بڑا لفظ ہے۔ جس میں بہت بڑی طہارت involve ہوگی۔ شاید اس میں باطن شامل ہو جائے۔ شاید اس میں اخلاق شامل ہو جائے مگر جب رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ متطہرین کون ہوتے ہیں۔ فرمایا جو ڈھیلے کے بعد آب دست لیتے ہیں کیونکہ اس وقت ڈھیلے کا رواج تھا۔ اس کے بعد کسی نے گھر آ کے اپنے آپ کو دھویا، استنجاء کیا پانی کے ساتھ تو یہ طاہر ہو گیا۔ اسی طرح طیب سے مراد بھی کوئی exceptional physical condition نہیں ہے۔ وہ احساس کہ آپ نے ایک اچھی محنت کی اور جو رزق کمایا وہ محنت کے مطابق تھا۔ آپ نے کسی سے کوئی ناجائز مراعات نہیں لیں اور آپ نے اس کا پورا حق ادا کیا۔ جس رزق کو آپ نے کمایا وہ طیب ہے۔

سوال: تحلیلِ نفسی میں ذکر سے افضل کیا کوئی عمل ہے؟

جواب: فکر! دیکھو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآنِ مجید میں qualify کر دیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ دو چیزیں لازم ہیں۔ ابتدائے حال میں جب کوئی آدمی تسبیح وغیرہ کرتا ہے، جیسے عام طور پر ہم میں سے بہت سارے لوگ تسبیحات کرتے ہیں۔ مگر ان کے ساتھ ان کی ذہنی flights نہیں چلتی یا پھر وہ غور و فکر کے عادی نہیں ہوتے تو وہ ایک درجہ استدلال تک نہیں پہنچتے۔ جیسے عام طور پر بہت سے لوگ تسبیحات کرتے ہیں، یہ وظیفہ اس کام کیلئے، یہ وظیفہ اس کام کیلئے تو بسا اوقات وظیفہ وہ کام نہیں کرتا۔ جب وہ کام نہیں ہوتا تو ہم کہتے ہیں کہ یا وظیفہ غلط ہے یا بتانے والا غلط ہے یا شاید پھر اللہ ہی کوئی نہیں ہے۔ تو یہ فکر ساتھ چلتی ہے۔ ذکر کے ساتھ جب تک فکر نہ چلے تو ایک complete harmonious mental state پیدا نہیں ہوتی۔ **الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** - آلِ عمران: **191** بلکہ فکر ہی ذکر کی متحرک ہوتی ہے۔ سب سے پہلے آپ کا خیال،

Marfat.com

آپ کا ایک emotion، ایک اخلاص آپ کو اللہ کی طرف لے جاتا ہے۔ پھر آپ کے خیالات آپ کو اللہ کی طرف لے جاتے ہیں۔ پھر وہ آپ کی زبان تک پہنچ کے ذکر ہو جاتے ہیں،۔ جب آپ ذکر شروع کرتے ہیں تو ذکر کی فضیلتیں واپس آ کے آپ کے خیالات کو مصفیٰ کرتی ہیں اور پھر آپ کے Jene تک جا کے ان کی ترتیب سنوارتی ہیں۔ اس لیے پہلے ہمیں سب سے پہلی بات جو خدا کیلئے ضروری ہے، وہ وہی ہے جو شیطان کے جواب میں اللہ نے کہی ہے کہ اے شیطان مجھے پتا ہے۔ جیسے شیطان نے دعویٰ کیا کہ تو نے اس خبیث کو میرا حریف بنایا، اس کمزور، اس مٹی کے کھنکتے ہوئے گارے کی مخلوق کو میرا حریف بنایا جبکہ میں چمکتے ہوئے شعلوں کی پیداوار تھا، میں نیلی سلگتی ہوئی آگ کے عروج سے پیدا ہوا تھا، میں کتنا مصفّٰی اور پاک تھا اور تو نے اس مٹی والے کو اس **"صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ" - الرحمن: 14** والے کو، اس بدبودار کیچڑ کے جرثومے کو مجھ سے بہتر بنایا۔ تو خداوندِ کریم سے اس نے اجازت مانگی اور کہا کہ دیکھو میں اس کے آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا، دائیں سے آؤں گا، بائیں سے آؤں گا، اوپر سے آؤں گا، نیچے سے آؤں گا، میں ہر حال میں تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا۔ **"فَأَغْوَيْنَاكُم"** میں ان کو پٹری سے اتار دوں گا۔ سیدھے رستے پہ چلتے ہوئے ان کو پگڈنڈیوں پہ ڈال دوں گا۔ ان کو گمراہ کروں گا۔ اللہ نے کہا ہاں تو کرے گا، ایسا کر کے دیکھو بھی لے، مگر ایک بات یاد رکھنا میرا اور بندے کا ایک تعلق ہے۔ تو جو مرضی کر لے تو اس بندے کو کبھی گمراہ نہیں کر سکے گا۔ **"إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ" الصافات: 160** جن کے دلوں میں ایک ذرہ برابر اخلاص بھی میرے لیے موجود ہے۔

خواتین و حضرات! مسلم کی حدیث ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ قیامت کا دن کافی پرآشوب ہوگا۔ ان میں سے کچھ ہمارے بزرگ بچ بھی جائیں گے۔ اسی طرح کچھ بڑی خوبصورت داڑھیاں، سرمئی آنکھیں اور بڑی شاندار پگڑیاں اور جتنے حلّہ وَ زربفت و کمخواب ہیں، فرشتے ان کو لے کے جنت کو جا رہے ہوں گے۔ تو آواز آئے گی.... "اے فرشتگانِ فلک ان کو جہنم میں پھینک دو"۔ بڑا dramatic trauma پیدا ہو جائے گا۔ اس traumatic effect پہ فرشتے کچھ بوکھلا جائیں گے، کہیں گے اے پروردگار ان کے نامہءاعمال کی نیکیاں لکھ لکھ کر شرقاً غرباً ہمارے کاغذ ختم ہو گئے ہیں اور آپ ارشاد فرما رہے ہو کہ ان کو جہنم میں پھینک دو۔ تو کہا میرا اور میرے بندے کا

Marfat.com

ایک معاملہ ہے جسے صرف میں ہی جانتا ہوں۔ اور وہ ہے اخلاص! اگر ایک ذرہ برابر آپ کے دل میں اخلاص ہے تو یقین کرو قیامت تک شیطان اور اس کی ذریت آپ کو کبھی پریشان نہ کر پائے گی۔ آپ یقیناً اپنی منزل عاقبت تک بڑی خوبصورتی سے پہنچیں گے۔ ہاں دعا لازم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پہ اپنا گمان اچھا رکھو۔ ایک ولی اللہ بہت اللہ سے ڈرایا کرتے تھے۔ ہمیں بھی بڑا ڈرایا جاتا ہے اللہ سے، کہ اللہ سے ڈرو، ڈرو، ڈر کے کانپتے رہو۔ وہ بھی ایسے ہی اللہ کے ولی تھے بہت ہی ڈرا کرتے تھے۔ ڈرتے ڈرتے ایک دن مر گئے۔ جب مر گئے تو کسی دوسرے ساتھ کے ولی نے دیکھا۔ بھلا بھئی سناؤ کیا بنیاں؟ (کیا بنا) اس دیس میں کیا ہوا؟ کہا بس اللہ میاں نے بلایا، بڑے غضب کی آنکھ تھی ان کی اور میں ان کے سامنے پیش ہوا۔ اللہ نے کہا تجھے میری ساری صفات میں خوف ہی یاد تھا۔ چلو اب یہاں بھی ڈرتے رہو۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ اے لوگو اللہ پہ اپنا گمان اچھا رکھو اور جس کا گمان اچھا ہوا، اللہ اس کے گمان کے مطابق اس کو نوازے گا۔ پھر فرمایا یہ دعا مانگتے رہا کرو **"اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِی عَلٰی دِیْنِنَا"** اے اللہ اپنے دین پہ ہمارے دل کو سلامت رکھنا، اور یہ دین کیا ہے؟ اللہ پہ گمان کیسا ہونا چاہیے؟ میں تو آج تک حیران ہوں، میں ہزار مرتبہ وہ حدیث پڑھوں تو میرے دل کو تسلی نہیں ہوتی کہ اتنی خوبصورت بات میں نے بڑے سے بڑے دانشور سے نہیں سنی جو عرب کا ایک صحرا نشین بدو کہہ گیا تھا۔ جب وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن حساب کون لے گا؟ فرمایا.... "اللہ خود"۔ وہ ہنسا اور ہنس کے چل دیا۔ جب وہ ہنسا اور چل دیا تو رسول ﷺ کو بڑا تعجب ہوا، اصحاب کو بڑا تعجب ہو، افرمایا اس کو ذرا واپس بلانا۔ جب واپس بلایا تو اس سے پوچھا کہ میاں ہنسنے والی کون سی بات تھی اس میں، یعنی اس میں خوشی والی کیا بات تھی؟ تو اب ذرا اس بدو کا جواب سنیئے، اس نے کہا.... یا رسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا ہے کہ زندگی میں جب کوئی عالی ظرف حساب لیتا ہے تو بڑی نرمی سے لیتا ہے۔ تو پھر اللہ سے بڑا عالی ظرف کون ہوگا۔ تو مجھے یقین ہے کہ میرا کوئی حساب نہیں ہوگا۔

خواتین وحضرات! یہ وہ گمان ہے اللہ کے بارے میں۔ میں تو حیران ہوں کہ میرا خیال ہے کچھ نوازشوں کو اللہ اتنا مہربان تھا، آپ خود سوچو کہ خداوندِ کریم نے کیا کیا؟ آپ اس کے بارے

Marfat.com

میں سنتے رہتے ہیں کہ وہ رحمتوں والا ہے، کرم والا ہے، رحیم ہے، کریم ہے۔ ہمیں کیا پتا وہ کیا ہے؟ ہم نے زندگی میں اس کو دیکھا تھوڑا ہی تھا۔ ہم تو زمین پر حادثات دیکھتے چلے آئے ہیں۔ ہمیں کیا پتا ہوتا کہ وہ کس قسم کا رحمان اور رحیم ہے؟ تو پھر اس نے محمد ﷺ رسول اللہ کو تخلیق کیا۔ پھر وہ طرزِ پیغمبرانہ اور پھر وہ اندازِ رسولِ اکرم ﷺ، پھر وہ محبت اور انس، وہ کرم، وہ نوازش، وہ سلوک جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں لوگوں سے کیا۔ ذرا سوچو تو سہی کتنی محرومیوں سے وہ سایہء رحمت پروردِگار اُٹھا۔ ماں نہیں، باپ نہیں، جس چیز پہ آسرا کرنا چاہا زندگی کے لئے وہی اللہ نے اٹھالی اور اتنی محرومیوں سے اٹھا ہوا ہمارا رسولِ رحمت ﷺ زندگی بھر خدا کے بندوں کیلئے، جانوروں کے لیے، پرندوں کے لئے سایہءرحمتِ پرودِگار رہا۔ اب یہ ثبوت تھا جو اللہ نے کہا کہ رحم کرنے والے اپنی زندگی کی مجبوریوں سے فیصلے نہیں دیتے، جو کرم کرنے والے ہوں وہ یہ گلہ نہیں کرتے کہ اے اللہ ہمیں تو نے کچھ نہیں دیا تھا۔ ہم لوگوں کو کیوں دیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی یہ بات بتاتی ہے کہ ہزار محرومیوں کے باوجود اس شخص کریم نے پوری کائنات کو ایسا حسنِ وجود بخشا ہے، ایسی رحمت بخشی ہے جو تصورِ انسان سے بالا ہے، جو ابنارمل نہیں ہے۔ وہ اتنا نارمل انسان ہے کہ یہ تین چیزیں اکٹھی ہو جاتی ہیں (ان کی ذاتِ اقدس میں) اللہ کی رحمت، اعلیٰ ترین علم اور بہترین خصلتیں، اور روفئیت ورحیمیت، ساری کی ساری اعتدال میں ہیں۔ اس اعتدال کی سب سے بہتر مثال محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

سوال: اگر کوئی خاتون لاعلمی میں ابارشن کرائے اور اسے بعد میں پتا چلے کہ یہ قتل ہے، پھر وہ سچے دل سے توبہ کرلے تو کیا اس کے لیے معافی ہے؟

جواب: سب سے پہلے تو جو انہوں نے لفظ لاعلمی استعمال کیا تو لاعلمی قطعاً قابلِ سزا نہیں ہے۔ بلکہ ساری دنیا کے قوانین میں اور اسلام کے شرعی قوانین میں بھی اگر کوئی فرق ہے تو آپ دیکھیں گے دنیاوی Law ہمیشہ ایک جملہ بولتا ہے کہ Ignorance of law is no excuse ساری دنیا کا قانون اسی جملے پر قائم ہے، but with God and in the law of Islam, ignorance of the law is an excuse. اس سے مراد یہ لیا جاتا ہے کہ آپ لاعلم ہیں، آپ کو پتا ہی نہیں۔ آپ دیکھو اس کے بارے میں قرآن حکیم

Marfat.com

میں لکھا ہے کہ میں نے آج تک کسی قوم کو برباد نہیں کیا، اللہ کہتا ہے میں نے آج تک کسی قوم پر تباہی نہیں بھیجی، جب تک کہ پہلے رسول نہیں بھیج لئے، جب تک ان کو پہلے تعلیم نہیں دے لی، ان کو بتا نہیں دیا کہ صحیح اور غلط کیا ہے۔ اس وقت تک وہ اللہ کے عذاب کے کبھی بھی حقدار نہیں ہوتے۔ اسی لیے اللہ کے نزدیک ignorance is very much excusable میں آپ کو ایک اور بات بتا دوں آپ نے بہت کم یہ مسئلہ سنا ہوگا کہ There are parents who waste their children delibrately with planning ان کو دیئت دینی پڑتی ہے۔ جب کوئی ایسا کرے گا تو وہ بچے کی دیئت دے گا اور سکہ رائج الوقت میں دے گا۔ یہ فقہی مسئلہ ہے کہ If some parents deliberately do not want a child اور وہ ضائع کرتے ہے تو انہیں دیئت دینی پڑتی ہے، سکہ رائج الوقت میں۔ اُن پہ بچے کے قتل کا نہیں دیئت کا حکم ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ توبہ کے بارے میں کوئی بدگمانی نہ کرو۔ جس نے توبہ کی اور ارادہ کیا کہ دوبارہ یہ خطا نہیں کروں گا، چاہے وہ پھر خطا کرے، مگر جس نے سچے دل سے توبہ کی اور ارادہ کیا کہ وہ پھر خطا نہیں کرے گا۔ وہ ماں کے پیٹ سے تازہ جنا گیا۔ اس پر کوئی الزام نہیں ہوتا۔ یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔

سوال: پروفیسر صاحب اس میں یہ بھی ہوتا ہے کہ کتنی عمر کا بچہ ہو پہلے چار ماہ میں یا اُس کے بعد؟

جواب: The only thing is کہ جیسے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چالیس چالیس دن کے وقفوں کے ساتھ جب اس میں روح پیدا ہو جائے تو اس میں recognition ہوتی ہے۔ روح سے پہلے شاید بہت سارے لوگ جو ہیں تازہ تر مسئلے کے مطابق وہ ایک فزیکل وجود کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ایک female egg ایک male sperm کو conceive کر لیتا ہے تو بہر حال وہ زندگی کی ایک شکل (form) ہوتی ہے اور اس پر ہم موت کا حکم نہیں لگا سکتے۔ اس لیے بہتر قانون وہ ہے جو میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے کہ اگر کوئی ایسی کمی بیشی آپ کے ذہن میں ہو تو آپ اس کی دیئت دو۔

سوال: آپ اپنے لیکچر کا آغاز ہمیشہ رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ والی دعا سے ہی کیوں

Marfat.com

کرتے ہیں؟

جواب: اصل میں بات یہ ہے کہ Right from the very beginning i thought i was not worth talking about God ویسے تو ہم بحث ومباحثہ میں بہت ساری باتیں ایسی کرتے تھے it was late in sixty seven کہ میں ایک سراغ میں لگا ہوا تھا، ایک ایسے علم کی تلاش میں تھا کہ جس میں hundred percent truth کی expectation ہو۔ چاہے میں پاؤں یا نہ پاؤں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ میں سوفیصد نہ پاؤں، ستر فیصد پالوں مگر میں ایک ایسے علم کی تلاش میں تھا جس کے متعلق میں کہہ سکوں کہ اس میں سوفیصد سچائی موجود ہے۔ دیکھئے بعض علوم استادوں سے نیچے رہ جاتے ہیں۔ بعض علوم ایسے ہیں جو ختم ہو جاتے ہیں اور پھر کوئی نیا، بڑا استاد آ کر اس میں کوئی نئی توجیہہ اور نئی تاویل کے ذریعے اس کو آگے بڑھا دیتا ہے۔ مگر بعض جگہ استاد ہمیشہ ہی علم کے سائے میں رہتے ہیں اور وہ اس علم کی ultimate hight کو نہیں پہنچ پاتے۔ یہ وہ علوم ہیں جو خدا سے منسلک ہیں۔ no body can ever claim کہ ہم نے اللہ کی اس تعلیم کو مکمل حاصل کرلیا ہے جو وہ ہمیں دینا چاہتا ہے۔ بعض دنیاوی علوم ہیں استاد علم پر حاوی ہوتے ہیں اور خدائی علوم میں علم استادوں پر حاوی ہوتا ہے۔ this is a main difference if you understand تو پھر میں نے سوچا کہ اگر فرض کرو آپ کسی کو پڑھاتے لکھاتے ہیں تو I was not willing to teach, frankly telling you بہت عرصہ سے میری زندگی کا یہ خودغرضانہ سا شعار رہا کہ اپنے لیے زندگی گزارو کافی ہے خود آپ عذاب سے بچو

اگر کج رو ہیں انجم آسمان تیرا ہے یا میرا
مجھے فکر جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا

مگر بعد میں جب پتا نہیں کس سزا کے طور پر مجھے خلق کی مصاحبت بخشی گئی تو پھر میں نے اللہ سے ایک عرض داشت کی کہ اگر ایسا ضروری ہے تو **رَبِّ اَدۡخِلۡنِىۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِىۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا"- بنی اسرائیل :80**

آخری حصے پر میرا بڑا دباؤ تھا کہ اے مالک وکریم پھر مجھے دلیلِ غالب عطا فرما۔

Marfat.com

سوال: پروفیسر صاحب حدیث رسولؐ کا مفہوم ہے کہ پیشن گوئی کرنے والا جہنم میں جائے گا۔ ہم تاریخ میں حضرت نعمت شاہ ولی کو اس ضمن میں کافی معروف دیکھتے ہیں اس طرح آپ بھی گاہے بگاہے پیشن گوئی فرماتے ہیں۔ اس بارے میں وضاحت فرمادیجئے؟

جواب: ایک تو آپ نے quote بڑا غلط کیا ہے، ایسی کوئی حدیث میرے علم میں نہیں ہے۔ ہارون الرشید صاحب یہاں تشریف فرما ہیں، میں اُن سے درخواست کروں گا کہ آج جا کے ڈھونڈیں۔ اصل میں یہ کاہنات اور جنات کی باتوں کے بارے میں ہے کہ جتنے بھی پیغمبرانِ حق ہیں سب نے پیش گوئیاں فرمائیں ہیں۔ حضرت دانیال کے مکاشفات، حضرت یوحنا کے مکاشفات، حضرت اذائیل کے مکاشفات پھر حضرت محمد ﷺ کی کچھ احادیث کو ہم پیش گوئی بھی نہیں بلکہ زندہ معجزات سمجھتے ہیں۔ تو اصل میں authority دیکھنی ہوتی ہے کہ کیا جو پیشن گوئی ہے اللہ کی طرف سے آرہی ہے یا پیشن گوئی کسی شیطانی اکتساب کی وجہ سے آرہی ہے۔ جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بات کہی جو صرف پیشن گوئی کے بارے میں ہی نہیں بلکہ سب سے بڑی بات یعنی شگون کے بارے میں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا شگون لینا اچھا نہیں ہے مگر برا شگون لینا شیطان کی طرف سے ہے، اور اچھا شگون لینا اللہ کی طرف سے ہے۔ تو میں تو کوئی پیشن گوئی نہیں کرتا۔ آج تک میں نے قطعاً کوئی اپنی طرف سے پیشن گوئی کبھی quote نہیں کی، اور نہ ہی میں اسے پیشن گوئی سمجھتا ہوں، بقول سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ''مخبر صادق کی اطلاع سمجھتے ہیں''۔ ہمیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا میں اسے پیش گوئی نہیں کہہ سکتا۔ وہ تو فیصلے ہیں، کائناتی فیصلے ہیں۔ وہ لوح محفوظ کی عبارت (writing) ہے اس میں کوئی تحریف نہیں ہو سکتی۔ بعض لوگ ان کو مانتے ہیں بعض نہیں مانتے ہیں۔ اب دیکھو بہت پہلے کی بات ہے کہ دجال کی پہچان کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ دجال ایک ملک میں داخل ہوگا اور ایک ہاتھ سے اس پر آگ پھینکے گا اور دوسرے ہاتھ سے اس پر روٹی پھینکے گا۔ تو اگر آپ نے افغانستان میں دیکھا ہو تو بعینہ یہ علامات ہمیں ہوتی نظر آتی ہیں۔ میں افغانستان میں (امریکی حملے کے دوران) اس وقت حیرت زدہ رہ گیا جب اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث یوں پوری ہوئی کہ American bombers were bombing also and throwing

Marfat.com

food also at the same time. تو اتنا exactly میں نے حدیث کو پورا ہوتے دیکھا۔ اس کو میں پیش گوئی کیسے کہہ سکتا ہوں؟ ابھی کل کی بات ہے، میں ایک حدیث کے بارے میں بہت فکرمند تھا۔ میں نے دوست احباب سے بات بھی کی، میں نے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ اللہ کے رسول ﷺ کے اس قول مبارک میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟ کیا میں اس حدیث کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھوں؟ میں اس کے بارے میں کچھ مزید مواد ادھر ادھر سے دیکھ رہا تھا۔ وہ حدیث یہ تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''مسلمان جب قسطنطنیہ کی فتح سے فارغ ہوں گے اور انہوں نے ابھی ہتھیار لٹکائے ہوئے ہوں گے تو خبر آئے گی کہ دجال نکل آیا ہے''۔ تو میں سوچتا تھا کہ قسطنطنیہ سے مراد ترکی ہے۔ جیسے پہلے ایک شہر کا نام بولتے تھے تو اس سے مراد ایک ملک ہوتا تھا۔ اس وقت ایک شہر اصفہان کا مطلب ایران تھا۔ اب ہمیں پتا ہے کہ Turky was such a good friend of Israel اُن میں اتنی محبتیں تھیں، سولہ دفاعی معاہدے تھے۔ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ Constantinople تو سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں فتح ہو چکا ہے۔ اب کون سی ایسی چیز ہے جو اللہ کے رسولؐ نے فرمائی ہے؟ حدیث پہ بھی مجھے شبہ نہیں تھا۔ میں نے بہت غور کیا، پھر میں نے اسے pending ڈال دیا کہ چلو وقت آیا تو پتا چل جائے گا۔ مگر جب یہ freedom flotilla کا واقعہ آ گیا تو روزِ روشن کی طرح مجھ پہ عیاں ہو گیا۔ اب میں اس حدیث کو آگے بڑھا سکتا ہوں، interpret کر سکتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ترکی آنے والے وقتوں میں ضرور بدلہ لے گا، اسرائیل کو ضرور مارے گا۔ وہ وقت دور نہیں ہے جب اسرائیل اس کے ہاتھوں سے مرے گا تو اس کا حمایتی اس کا جدِ امجد دجالِ عظیم اس کی حمایت کیلئے Middle East میں داخل ہوگا اور جنگِ عظیم سوم کا آغاز ہو جائے گا۔ یہ نہیں پتا کہ آج ہے کہ کل مگر ہوگا ایسا ہی، اب وہ حدیث بالکل واضح ہو گئی ہے۔ Turky will never forget the insult it has already taken from the Israel سرِ دست ترکوں نے اس سے سولہ معاہدے منسوخ کر دیے ہیں۔ انہوں نے ان بائیس ترکوں کا بدلہ ضرور لینا ہے۔ ترک مرنے والے مسلمان ہیں، وہ ہماری طرح کبھی کسی کے غلام نہیں رہے۔ اس لیے یہ واقعہ بالکل واضح ہو گیا ہے کہ any time any thing can happen between

Marfat.com

ہم پیچھے آنے والے مسلمان ہیں۔ Turkey and Israel in middle east.
اس کے بعد ہماری باری ہے۔

سوال: پروفیسر صاحب آپ نے فرمایا ہے کہ ہم بچے کی پیدائش کے وقت اس کے future کے متعلق کبھی نہ سوچیں، یہ ڈاکٹر بنے گا، انجینئر بنے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنے future کو بہتر بنانے کیلئے سوچنا بند کر دیں۔ کیا اچھی امید بھی رکھنا نیکی نہیں ہے۔؟

جواب: صاحب! آپ بہت زیادہ guess نہ لگایا کریں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔ اب دیکھو ناں! آپ فرض کرو یورپ میں حساب کتاب سے ان کو الٹرا ساؤنڈ میں بتا دیتے ہیں بچی ہے یا بچہ ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس کا نام رکھ دیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں نام نہیں رکھتا ہوں، جب تک بچہ پیدا نہیں ہوگا میں نام نہیں رکھ سکتا۔ because between the cup and lips there are many slips اب جب تک کوئی چیز واضح نہیں ہو جاتی ، بحیثیتِ مسلمان میرا خیال یہ ہے کہ میں اللہ پہ شرط نہیں رکھنا چاہتا۔ میں انتظار کروں گا کہ جب بچہ پیدا ہوئے گا تو میں اس کا نام رکھوں گا۔ میں یہ آپ کو attitude کا فرق بتا رہا تھا۔ مگر کوئی سوچ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر کوئی آدمی پہلے سوچ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں، نہ اللہ کی طرف سے نہ ہماری طرف سے، البتہ اگر آپ انشاء اللہ کہو اور ماشاء اللہ کہو تو پھر اس کی کوئی گارنٹی ہے مگر ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا، بیچارے کا پتا نہیں کہ اسے کھانسی لگی ہوئی ہے، یرقان ہوا پڑا ہے اور آپ اس کی ڈاکٹری کے نقشے بنا رہے ہوں۔ and how do you know the way he will be brought up and he/she will rise up? البتہ اگر کوئی گیارھویں بارھویں جماعت میں آ کر مجھے کہے کہ جی بچے کیلئے ہم نے یہ career چنا ہے تو میں اسے بتا سکتا ہوں because rightly speaking after 10th you might be able to make a decision کہ یہ سائنسز میں جائے گا کہ آرٹس میں، بائیوز میں جائے گا یا انجینئرنگ میں جائے گا۔ اس سے پہلے تو مجھے فضول سی سوچ لگتی ہے۔ وہی بچہ ایک دن ان کے سامنے آ کھڑا ہوگا اور مذاق اڑائے گا کہ آپ جو مرضی کر لو میں نے تو کرنا وہی ہے، میں نے تو سنوکر کھیلنی ہے۔

Marfat.com

سوال:۔ تاریخی شواہد ملتے ہیں کہ وحی میں تعطل کے باعث آپ ﷺ اس قدر رنجیدہ ہوئے کہ آپؐ نے خودکشی کا اردہ باندھ لیا اور اس کے لیے با قاعدہ ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے اس واقعے میں کتنی صداقت موجود ہے؟

جواب: دیکھئے صاحب! خودکشی اسلام نے حرام کی ہے اور اس کے پیچھے philosophy دی ہے۔ مگر اللہ کے رسولؐ کا یہ ارادہ ایک جزباتی سا فیصلہ تھا۔ آپؐ کے وہ الفاظ موجود ہیں، اس سے ایک خودکشی مراد نہیں تھی۔ وہ ایک ایسا تاثر ہے جیسے میرا خیال ہے صبح و شام خواتین تو بہت ہی بولتی ہیں اور مرد بھی کبھی بولتے ہیں، (کسی بہت بڑے صدمے میں آکے) کہ میرا تو جی چاہتا ہے میں مر جاؤں، مگر ان میں سے کبھی کوئی مرا ہے؟ اگر کبھی ایسا ہو تو آپ کو پتا ہے کہ کتنی زندگیاں سنور جائیں مگر ایسا کبھی نہیں ہوا، ایسے کبھی بھی نہیں ہوتا۔ انتہائی اضطراب کی حالت میں جذباتی ہو کر کوئی desperate لفظ بول دینے یا کوئی ارادہ ظاہر کرنے سے خودکشی نہیں ہوتی۔ اصل میں یہودیوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کچھ سوال پوچھے اور اللہ کے رسولؐ نے انہیں تین دن کا وقت دیا۔ تین دن میں جبرائیل امین نہیں آئے۔ اہل کفر میں ایک کاہنہ تھی جو وہاں سے گزرتی تھی، تو اس نے مدینہ کی گلیوں میں بڑا پروپیگنڈا کیا اور بار بار ایک جملہ بولا کہ محمد ﷺ کو اس کے جن نے چھوڑ دیا، محمد ﷺ کو اس کے جن نے چھوڑ دیا۔ وہ گلی کوچے یہ شور مچاتی پھرتی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ کو بہت صدمہ تھا۔ آپؐ کی جو entire approach تھی اور ساری زندگی اللہ کے ساتھ تعلق میں انہیں کبھی ایسی صورتِ حال سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ ان کو یہ شبہ پڑا کہ شاید میری کسی خطا کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی مجھ پہ آ رہی ہے اور مجھ سے یہ نعمت معطل کر دی گئی ہے۔ تو وہاں فقرہ کچھ اس قسم کا تھا کہ ''میرے جی میں آتی تھی کہ میں اس پہاڑ سے اپنے آپ کو نیچے گرا دوں'' (یا) ''اور میرے جی میں آیا''۔ میرا خیال ہے کہ ایک خیال ہی آیا ہوگا جو ارادے تک نہیں پہنچا۔ اس طرح تو لاکھوں لوگ سوچتے ہیں ہمارے جی میں آتا ہے کہ کچھ نہ کچھ کر گزریں مگر ہم کرتے کچھ بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو desperation کا ایک خیال سا آیا کہ اچانک آسمان میں تڑا کا ہوا، حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے اور فرمایا نہ آپ ﷺ سے رسالت چھنی، نہ اللہ آپ ﷺ کے ہاتھ سے گیا۔ صرف اللہ نے یہ کہا ہے کہ جب آپ ﷺ کو کوئی delay ہو جائے، کوئی

Marfat.com

مسئلہ ہو جائے، جب آپ ﷺ کوئی وعدہ کریں تو آپ ﷺ انشاء اللہ کہہ لیا کریں اور اگر بھول جائیں تو جب یاد آئے (پڑھ لیا کریں)۔

خواتین وحضرات:! ایک بات یاد رکھیے اللہ کے رسول ﷺ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ اصول میرے اور آپ کے لیے تھا اور ہماری وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ دکھ پہنچا۔ سچی بات یہ کہ پیغمبر کی ابتلاء امت کے لے ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ایک ارشاد بڑا خوبصورت ہے کہ بعض اوقات پیغمبر سے غلطی اس لیے کروائی جاتی ہے کہ امت کی اس میں بھلائی ہوتی ہے۔ یہ اللہ کے نزدیک غلطی نہیں ہوتی مگر ایک act of Prophet سے چونکہ بہت بڑا اصول نکلنا ہوتا ہے۔ جیسے آپ کہوناں! یونس علیہ سلام کا تو ہمیں پتا ہی کوئی نہیں۔ بس قرآن ہی بتاتا ہے نہ ہم تھے، نہ آپ تھے۔ ایک سانحہ گزرا مچھلی کے پیٹ میں گئے اور **لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ** " - الأنبیاء: 87 مگر ہوا کیا؟ اب دیکھو کتنی بے وقوفی اور حماقت کی بات ہوگی کہ اگر کوئی شخص کہے جی یونس تو بڑی غلطی کر گئے تھے، یونس سے تو یہ ہو گیا مگر حقیقت یہ ہے کہ یونس کی اس حرکت کو جسے اللہ نے خطا سمجھا۔ ہم اسے خطا نہیں کہہ سکتے۔ میں تو کہہ ہی نہیں سکتا۔ مجھے تو یونس کی وجہ سے اتنی بڑی نعمت ملی ہے کہ میں اسے خطا نہیں کہہ سکتا ہوں، ہاں اللہ اسے خطا کہہ سکتا ہے۔ تھوڑا سا فرق ہے کہ وہ اسے خطا کہہ سکتا ہے۔ کسی چیز کو perfect یا imperfect کہہ سکتا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ میں تو یونس سے بہت ہی گئے گزرے درجے پر ہوں۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ شکر ہے اللہ نے یونس سے وہ خطا کروائی کیونکہ اس کی وجہ سے ایک ایسا اندازِ معذرت نکلا، ایسا خوبصورا اندازِ معذرت نکلا کہ جس پر اللہ کی شہادت آ گئی **"وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ** " - الأنبیاء: 88 ہم نے یونس کو نجات دی اور ہم ہر اس مومن کو دیں گے جو اس انداز میں ہم سے معافی مانگے گا۔ تو آپ دیکھو آپ کو وہ خطا لگتی ہے کہ رحمت اور نعمتِ کبیر لگتی ہے۔ It is not possible to object to the prophet's deeds because they are very very well guided persons ان کی خطائیں نہیں ہوتیں مگر امت کیلئے باعثِ رحمت ہوتی ہیں۔

سوال:۔ یہ ایک سوال ہے **Most urgent** کی **caption** کے ساتھ۔ پروفیسر صاحب

Marfat.com

آپ اپنے علم میں حروف مقطعات کو اداراتی شکل کیوں نہیں دے دیتے، کافی آسانی پیدا ہو سکتی ہے اور کیا اس علم کو حاصل کرنے کیلئے تقویٰ شرط ہے؟

جواب:۔ سائنسز کو تقویٰ سے اتنی نسبت نہیں ہوتی I have yet to make it a point with whether i know a scientific knowledge یا یہ میرے تخیل کی پیداوار ہے۔ but since ایک آدمی جب کسی علم کے اصول مرتب کر لیتا ہے، یعنی اس کے rules ہوں، باضابطگی ہو اور ان میں مستثنیات کے ظہور کا کوئی امکان نہ ہو۔ کیونکہ سب سے پہلے کوئی بھی قانون اور کوئی علم ایک theoretical level پہ ہوتا ہے، ایک hypothesis ہوتا ہے، hypothesis کے بعد وہ theory بنتا ہے، theory کے بعد وہ law بنتا ہے۔ تو جس علم کو میں نے hypothetically اخذ کیا وہ اب شاید theoretical limits میں آ گیا ہے۔ مگر میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس law کی آگہی تک پہنچ گیا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں اوّل تو مجھے ضرورت ہی نہیں کہ میں انسانوں کی اول و آخر، دنیا و عاقبت اور ان کی زندگیوں کے بارے میں اتنا جاننے کی کوشش کروں۔ i don't have the wish secondly, purpose of this knowedge was لوگوں کو دیکھا جا سکے کہ ان کے اور اللہ کے درمیان میں main hindrances کیا ہیں۔ اس کو اگر عام کیا جائے تو میرا خیال ہے کہ کم سے کم مجھے ستر کمپیوٹر چاہئیں پھر ایک جدید ترین سافٹ وئیر میں کم سے کم ستر ہزار افراد کا ڈیٹا ڈالنا پڑے گا، تاکہ جو اقسام ان پہ اثر انداز ہوں گی ان کا ادراک کیا جا سکے۔

بلاشبہ یہ علم آپ کو انتہائی سائنسی بنیادوں پر judgements دے سکتا ہے جو کہ finality کی حد تک درست ہوں۔ آپ کو ایک مثال دیتا ہوں، سائیکالوجی کی ایک برانچ ہے جسے Dianetics کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں Dianetics کو کوئی اتنی زیادہ پذیرائی حاصل نہیں البتہ یورپ اور امریکہ میں اس کی کافی مانگ ہے۔ آج کل Dianetics میں پی ایچ ڈی بھی ہو رہی ہے۔ ایک سکالر آ گئے امریکہ سے، تو وہ بتانے لگے کہ Dianetics کے تجرباتی عمل میں ایک آدمی کو کمپیوٹر کے ساتھ hook up کر کے اسے کمپیوٹر پر مختلف عنوان دیے جاتے

Marfat.com

ہیں۔عنوان کچھ ایسے ہوں گے کہ جی شادی کے لفظ پہ اس کی blood movement کیا کہتی ہے؟اسی طرح دوسرے الفاظ جیسے ماں کے لفظ پہ کیا کہتی ہے؟ بچے کے لفظ پہ کیا کہتی ہے؟اقتدار کے لفظ پہ کیا کہتی ہے؟ تو جس چیز پہ وہ زیادہ over concern ہوگا تو مخصوص آلات وغیرہ کے ذریعے وہ کمپیوٹر point out کر دیتا ہے کہ اس بندے کا زیادہ پرابلم یہ ہے اور اس چیز کے بارے میں concerned ہے۔تو ایک لحاظ سے یہ غیبی سا علم سمجھا جائے گا کہ A man is known by whatever obsession of mind he is going through and whatever desire he has to do any thing دورانِ ملاقات میں نے پوچھا کہ تمہارے پاس Dianetics کی کوئی فائل موجود ہے۔اس نے کہا ابھی تک میں نے دو بندوں کی فائلیں تیار کی ہیں۔میں نے کہا کہ فائلیں بند رکھنا اور میں تمہیں اپنی reading دیتا ہوں۔ میں نے اس کو reading دی تو وہ مجھے کہنے لگا کہ this is shocking آپ کی تو reading پوری ہے۔میں نے تو صرف دو پوائنٹ اخذ کیے تھے اور وہ آپ نے شروع میں دے دیئے تھے۔یہ جو علم ہے چاہے اس کو خوفناک کہیں یا اس کو shocking کہیں مگر یہ مکاشفاتی علوم میں سے ہے۔شاید اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نفسی اشکال اس میں ضرور حائل ہوتے ہیں اور جب آپ اپنی خواہش کے لیے اس علم کو ادھر سے ادھر کرنا چاہو گے تو آپ کے نتائج ضرور خراب ہوں گے۔

سوال: پروفیسر صاحب نظر کے بارے میں خاصے لوگوں نے سوال پوچھا ہے کہ کیا نظر لگنا برحق ہے؟اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سارا دماغ 007 چارج پر چلتا ہے اور اگر ایک حصہ یا جزیہ سارا حاصل کر لے تو اُس کی طاقت اور غیر صحت مندانہ رجحان بڑھ جاتا ہے۔تو اک فلیش میں پورے کا پورا چارج آپ کی نظر میں concentrate کرتا ہے اور وہ دوسرے بندے پر جا گرتا ہے۔حسد اور کینہ میں اتنی طاقت ہے کہ یہ مرکزیت دے دیتا ہے آپ کے کسی بھی جذبے کو، نفرت کو محبت کو اور یہ جب آپ کی نظر میں پورے سیلز جو ہیں باقی سیلز اس وقت اس کے بیکار ہوتے ہیں اور ایک سیل اتنا چارج مل جاتا ہے تو آپ کے وژن کے ذریعے وہ دوسرے بندے پہ جا گرتا ہے اور یہ ایک

Marfat.com

Scientific Phenomena ہے۔شاید آنے والے وقتوں میں اس کی بھی کوئی سائنسی توجیہ نکل آئے۔تو نظر کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے بھی فرمایا کہ یہ لگتی ہے so we do believe کہ یہ لگتی ہے۔مگر اس کا علاج بھی ہے۔پہلے کوئی اور طریقہءکار ہوتا تھا مگر پھر یہ دعا آگئی ......" **بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اذْھَبْ حَرَّھَا وَ بَرْدَھَا وَ وَصَبَھَا** " - **حصنِ حصین** اللہ کے نام کے ساتھ کہ اے اللہ اس کو برائی سے گرمی سے اور سردی سے بچا۔تو یہ تین کیفیتیں ہیں جو انسان پہ نظر کے ذریعے طاری ہوتی ہیں یا اس کو بخار چڑھ جائے گا یا اس کو سردی کے ساتھ کپکپی لگے گی یا برائی کی وجہ سے something is going to happen to him جیسے ماتھے پہ چوٹ آگئی یا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔یا کچھ اور حادثہ ہوگیا۔یہ تین صورتیں ہیں جو نظر کی دعا میں بتائی گئی ہیں۔تو بچوں کے لیے یہ عام ہے،اس دعا کو آپ کثرت سے پڑھ سکتے ہو، آپ تمام لوگ اپنے لیے پڑھ سکتے ہو۔اگر آپ حفاظتی طور پر اس کو پہلے پڑھ لیتے ہو تو یقیناً اللہ کے فضل و کرم سے اس کا وہی رزلٹ ہوگا جو virus سے بچنے کیلئے ٹیکے لگوانے پہ ہوتا ہے۔

سوال: **حدیثِ قرطاس اور باغِ فدک کے حوالے سے وضاحت فرمادیں؟**

جواب: لگتا تو یہ ہے کہ یہ ایک معاملہ ہے جو دو مسلمانوں کے گروہوں میں جاری ہے،مگر اس کا حل تو شاید انہوں نے خود ہی کرلیا تھا۔let say کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک فیصلہ کیا،حضرت عمرؓ نے اسے برقرار کیا،حضرت عثمانؓ نے برقرار کیا۔سیدنا ابوبکرؓ نے جو ایک فیصلہ کیا اس میں حضرت علیؓ کو بلا کر ایک بات کہی کہ وارثین میں ابنِ عباسؓ بھی اتنا ہی دعویٰ کر رہے ہیں جتنا آپ کرتے ہیں۔میں بھی یہی کرسکتا ہوں کہ جیسے رسول اللہ ﷺ نے اس کی تولیت آپ کے سپرد کی تھی۔تو by no chance کوئی ایسا سراغ نظر نہیں آتا،حضرت ابوبکر کا فیصلہ یہ تھا کہ میں اس کو چھیڑوں گا ہی نہیں جیسے اس کو رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے چلے آئے ہیں ویسے ہی اس کا خرچ ہوگا۔پھر حضرت علی اور حضرت عباس اس کے تولیت کے انچارج ٹھہرے۔اور یہ ایسے ہی خرچ ہوتا رہا۔ اگر یہ فیصلہ غلط ہوتا تو پھر کسی نہ کسی دور میں آکے اس فیصلے کو تبدیل کیا جاتا۔مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ جب جنابِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس خلافتِ مبارکہ آئی تو انہوں نے بھی اس کو بالکل نہیں چھیڑا اور فیصلہ برقرار رکھا۔اب فرض کرو ہم یہ کہیں کہ جنابِ حضرت علیؓ کو فیصلہ غلط لگتا تھا

Marfat.com

مگر چونکہ ان کا اپنا تھا اس لیے انہوں نے فیصلے کی توثیق کی تو یہ بھی ایک غلط دلیل ہوگی۔ کیونکہ یہ پیچھے چھوڑ جانے والی بات تھی۔ حضرت علیؓ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ " **لا فیٰ اِلا علی لا سیف اِلا ذولفقار** " تو وہ فتاویٰ میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اگر وہ مان بھی لیتے تو اہل بیت کی طرف سے اسے صدقہ کر دیتے تو کوئی نہ کوئی فیصلہ مرتب (convey) ہو جاتا۔ مگر میرے پاس فتاویٰ حضرت علیؓ پڑے ہیں اور ان میں کوئی ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس میں حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں باغِ فدک پہ کوئی ایسا حرف لایا گیا ہو۔ عقیدت کی جہاں تک بات ہے تو ہم اہل بیت کیلئے بہترین احساسات اور excessive feelings رکھتے ہیں۔ ہمیں ان سے زیادہ کون عزیز ہو سکتا ہے۔ ہم تو اُن کے احسان مند ہیں۔ مگر قانون بسا اوقات جذبات کی پروا نہیں کرتا۔ حدیثِ رسول ﷺ ہے کہ جب ایک مسلمان صحابی نے ایک یہودی کے خلاف دعویٰ کیا تو آپ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا، زمین کے ایک ٹکڑے کا، تو صحابی نے بعد میں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں رب کعبہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں سچا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے پتا ہے کہ تم سچے تھے مگر دنیا میں فیصلہ ہم شہادتوں کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ تو میرے خیال میں یہی law مستعمل ہے۔

سوال: یہودی ہمیشہ خدا کی ملعون قوم رہی ہے اور قرآن میں بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔ عملی طور پر بھی پچھلے دو ہزار سال سے اپنے اس dogma کو follow کیا۔ لیکن چند دہائیوں سے خدائی حکمت عملی میں یہ اچانک تبدیلی کیوں؟

جواب: میں آج صبح ہی قران کی آیت پڑھ رہا تھا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے ہم تمہیں دوبارا اکٹھا کریں گے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس بات کو سمجھنے کا ایک انداز تو یہ ہو سکتا ہے کہ میرا اللہ بڑا مہربان ہے اور مجھے ملک دے گا، حکومت دے گا اور دنیا میں غالب کرے گا۔ مگر جو اللہ کی strategy قرآن میں نظر آتی ہے کہ دونوں مرتبہ میں تمہیں اکٹھا کر کے خوب جوتے ماروں گا۔ اب سمجھنے کی بات ہے کہ یہود اسے اس طرف سے لے رہے ہیں مگر قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ جیسے تم زور آور اور بد بخت لوگ ہو، بلکہ ان کے پیغمبر کہہ رہے ہیں " **اَعُوذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُونَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ** " - **البقرۃ: 67** کہ اے اللہ ان جاہلوں سے مجھے بچانا کہ یہ بد بخت بار بار انہی حماقتوں کا ارتکاب

Marfat.com

کرتے ہیں۔تو اللہ ان کو دوبارہ اکٹھا کر رہا ہے۔سینکڑوں یہودی ساری دنیا میں بکھرے ہوئے ہیں اور اتنی دور تک بکھرے ہوئے ہیں کہ ان میں دو دو چار چار کو اللہ کیسے مار سکتا تھا؟ I think according to the Quranic technique they had been gathered and they are being gathered ذرا اکھٹا کر کے اچھی مار پڑے گی اور میرا خیال یہ ہے کہ قوموں کی زندگی میں کوئی سو سال، سوا سو سال زیادہ نہیں ہوتے۔Individual life میں شاید سو سال ایک مکمل زندگی ہے۔مگر قوموں کی زندگی تھوڑی طویل ہوتی ہے۔اس لیے اگر دس پندرہ بیس سال انہوں نے گزار لیے ہیں تو آپ فکر نہ کرو۔ انشاءان کا..........

قریب ہے یارو روزِ محشر
چھپے گا پشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر
لہو پکارے گا آستین کا

سوال: محبت اور مودّت میں کیا فرق ہے؟

جواب : محبت صفاتی ہوتی ہے اور مودّت جسمانی (physical) ہوتی ہے۔اگر آپ قرآن پڑھو تو مودّت کا، وَدّ کا لفظ **" وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ "- البقرة:109** سے آیا ہے اور وَدّ کے لفظ میں جسم شامل ہے۔مگر جب مومین کا ذکر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے **"وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ" - البقرة:165** کہ صفاتی طور پر خیال کے طریقے سے آپس میں جڑنا، اس کو محبت کہتے ہیں۔یعنی صفات کے ذریعے ایک دوسرے کو چاہنا محبت ہے۔چونکہ وَدّ میں جسم ہے، بت ہے، پتھر ہے، وجود ہے، اس لیے وَدُ جو ہے اس میں ایک جسمانی تعلق ایک physical aspect ہمیشہ موجود رہتا ہے۔محبت صفاتی اُنس ہے اور جو وَدّ ہے یہ جسمانی اُنس کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔اللہ کے دو نام جو موجود ہیں اُن میں اسمِ ودود کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ پرانے سارے لوگ میاں بیوی کی لڑائی میں اسمِ ودود بڑا دیتے تھے۔کیونکہ اس میں اک جسمانی اُنس کا بڑھ جانا نیچرل لگتا تھا۔مگر محبت جو اسمِ وھاب کے تحت ہے۔

Marfat.com

سوال: قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، واصف علی واصف اور اشفاق احمد کے روحانی قد کے بارے میں کچھ بتائیں ؟

جواب: خواتین و حضرات اس میں غیبت آ جاتی ہے، میں کیا کروں، اصولاً جس علم کو ہم پریکٹس کرتے ہیں اس کے پیشِ نظر میرا واسطہ مفتی صاحب اور اشفاق صاحب سے رہا۔ اتفاق سے قدرت اللہ شہاب کچھ پہلے گزر گئے but i was there(Lahore) when he was there واصف علی واصف بھی وہاں تھے۔ اب اگر ایک لفظ میں آپ کو بتاؤں تو جو ایک جنرل mysticism ہے وہ ان میں کہیں وجود ہی نہیں رکھتا تھا، جو order of mysticism ہے ان میں شاید بڑا مشکل ہے کہ میں کہوں کہ any amongst of them was a true mystic, there was no sign of it

البتہ میں واصف صاحب کے بارے میں کہوں گا he was a literary aesthete اور ان کا origin خلیل جبران سے تھا۔ انشائیہ کی زبان سے انہوں نے اپنا انداز اختیار کیا تھا۔ اور بڑی خوبصورت اُردو (زبان و بیان کی حد تک) میں بڑے اچھے خیال پیش کیے۔ but did he know about the truth ? about high relationship of mysticism یہ مجھے ان کی کسی تحریر میں نظر نہیں آیا۔ اشفاق صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں خدا کے رستے پر چلنا چاہتا ہوں۔ میں نے بدقسمتی سے ان کو تھوڑا کورا سا جواب دیا۔ میں نے کہا خاں صاحب یہ آپ کے لیے ممکن نہیں ہے۔ انہوں کہا کیوں نہیں ہے؟ تو میں نے کہا one thing you are very possessive and second thing is کہ آپ وجاہت طلب ہیں۔ ان دو چیزوں کے ہوتے ہوئے خدا کی تلاش رستہ نہیں پکڑتی۔ تیسرے مفتی صاحب ہیں، سچ پوچھو تو مفتی صاحب سے میری ابتدائی ملاقات بڑے مزے کی ہوئی۔ میں نے اِن سے سوال کیا کہ آپ نے اپنی کتاب میں غلط واقعات کیوں لکھے ہیں اور آپ نے mystic reference سے کیوں لکھے ہیں؟ کالا شاہ کاکو کا بابا اور اسلام آباد میں سکوٹر والا واقعہ، میں نے اُن سے کہا آپ کو خیال نہیں آیا کہ یہ بڑی غلط statements ہیں اور اس سے تصوف بدنام

Marfat.com

ہوتا ہے۔ تو بقول مفتی صاحب وہاں سے نکل کر اشفاق کے پاس گئے'' یارا ایدے اردگرد کوئی آرا ضرورا ے، اینوں پتہ کس طرح لگ گیا اے''۔ (بولے یار اس کے آس پاس ضرور کوئی آرا ہے، اس کو پتا کیسے چلا)'' پنجابی بڑی خوبصورت اور ٹھیٹھ بولتے تھے۔ جب واپس آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کو پتا کیسے چلا؟ میں نے کہا صوفی کا یہ طریق ہی نہیں، صوفی کوئی دعویٰ نہیں کرتا، وہ بیچارہ پہلے ہی خدا سے ڈرا ہوتا ہے، تم لوگ اس پہ خوامخواہ جھوٹ مسلط کر دیتے ہو۔ وہ تو نہ وعدہ کرتا ہے اور نہ دعویٰ کرتا ہے۔ یہ ملفوظات عوام الناس کے اعتقادات کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں you are creating a sence of euphoria in people اور یہ euphoric tendencies لوگوں میں فضول اُمیدیں پیدا کرتی ہیں۔ یہ کاوش اگر کسی اور انداز سے کی جائے تو شاید ملت کا فائدہ ہو۔ مگر یہ جو ڈھیر لگا کر آپ مجذوبوں اور بابوں کی کہانیاں لکھتے ہیں یہ کم از کم تصوف نہیں ہے It could be any thing It could be a literary style, it could be mystical writings لیکن اس کا تصوف سے کوئی تعلق نہیں۔

خواتین وحضرات! John Donne کو لوگ Mystic کہتے ہیں۔ موصوف کے متعلق مشہور ہے کہ انگریزی میں Mystic poetry فرمائی اور عارفانہ کلام لکھا۔ تو اس کے بارے میں ایک جملہ لکھا ہوا کہ he used to perplex the fair ladies with his metaphysical entities اب مجھے نہیں پتا یہ تقریب بحرِ ملاقات تھی یا کیا تھا لیکن تصوف کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مفتی صاحب کہا کرتے تھے کہ میں اس لیے لکھتا ہوں تاکہ لوگوں کا رجحان اس کی طرف آئے۔ میں نے مفتی صاحب سے کہا کہ دیکھو مفتی صاحب اگر رجحان اس طرف آئے گا تو لوگ خدا تو نہیں ڈھونڈیں گے، لوگ تو مجذوب ڈھونڈیں گے۔ وہ تو ایسے لوگ ڈھونڈتے پھریں گے کہ جن کے ساتھ اس قسم کی کوئی شناخت وابستہ نہیں ہے۔ مفتی صاحب ماشاءاللہ نیّت کے بہت اچھے اور نیک انسان تھے اور تسبیحات کرتے تھے۔ ایک دن مجھے انہوں نے کہا کہ پروفیسر صاحب آپ نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ میں نے پوچھا میں نے کیا گستاخی کی؟ کہنے لگے اچھے بھلے ہم اللہ کی گود میں بیٹھے تھے تم نے ہمیں نوکر بنا دیا ہے۔ ایک دن

Marfat.com

بڑا عجیب سا سوال کیا، کہنے لگے میں دیکھتا ہوں پروفیسر صاحب کہ آپ مجھ پر کچھ زیادہ ہی مہربانی کرتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ اچھا! مفتی صاحب تھے بڑے شکی مزاج۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ادیب ہیں شاید اس وجہ سے۔ انہوں نے کہا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ میرے ساتھ کیوں اتنی شفقت برتتے ہیں، مہربانی کرتے ہیں؟ میں نے کہا دیکھو مفتی صاحب بات یہ ہے کہ ایک واقعہ آپ اپنی کتاب میں غلطی سے سچا لکھ گئے ہو، میں اُس کی وجہ سے آپ کی بڑی قدر کرتا ہوں۔ چونک کے بولے وہ کون سا؟ میں نے کہا آپ کو یاد ہے آپ کی والدہ آپ کو دہلی کے ایک چشتیہ فقیر کے پاس لے کر گئی تھیں۔ اس فقیر نے کہا'' ایہہ ڈنگرا ے، داندا ے ، اینوں کدی عقل نہیں آوے گی مگر اینوں زمانہ آخر وچ آ کے اِک اچھا استاد ملے گا۔ تے میں آکھیا مفتی صاحب ہون تسی نوّے پچانوے دے ہو گئے ہو، میرے سوا توانوں کون ملیا اے''۔ (یہ بالکل چغد اور جانور ہے، اس کو کبھی عقل نہیں آئے گی۔ مگر اسے عمر کے آخری حصے میں ایک اچھا استاد ملے گا۔ تو میں نے کہا مفتی صاحب آپ نوّے پچانوے برس کے ہو گئے ہیں اب میرے علاوہ آپ کو کون ملے گا) میں تو سمجھتا ہوں اس کی پیشن گوئی مجھ تک پہنچ گئی ہے، اس لیے میں آپ کی زیادہ قدر کرتا ہوں۔ as human being they were all nice لیکن but some where we can not side with them جیسے اشفاق احمد صاحب کے بابوں کے تذکرے، اب نارمل اور common tendencies کے ساتھ کوئی بھی شخص اچھا بندہ ہو سکتا ہے، کوئی بھی شخص نیک اور عبادت گزار ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ رستہ اس قدر جاں گُسل ہے اور ایک mystic order اتنا مشکل ہوتا ہے کہ i dont think they ever understood the nature of the mysticism at all میں آپ کو مثال دیتا ہو۔ شروع شروع میں i was fasinated by one word جب میں نے شیخ جنید کا ایک قول پڑھا ،کسی نے پوچھا کہ توحید کیا ہے تو فرمایا قدیم کو حادث سے علیحدہ کرنا توحید ہے۔ میں نے اِن اصحاب سے وہ اقوال نہیں سنے اور نہ ہی سن سکتا ہوں۔ کیونکہ وہ اس اضطراب (tension) میں کبھی گئے ہی نہیں۔ کسی شیخ کی زبان سے جب کوئی جملہ نکلتا ہے تو اتنا آسان نہیں نکلتا۔ اس کو pithical, tense and terse کہتے ہیں۔ یعنی بڑی کوفت سے جیسے بدن سے روح

Marfat.com

نکلتی ہے،صوفی کی زبان سے کوئی جملہ بالکل اسی طرح نکلتا ہے۔وہ ایک معمولی جملہ نہیں ہوتا۔وہ اس کی ہڈ بیتی کی انتہا اور ماہ وسال کی ریاضتوں کی تلخی سموئے ہوتا ہے۔ان لوگوں کے ہاں ایسا جملہ میں نے کہیں نہیں دیکھا۔

البتہ ایک خوبصورت تحریر کوئی بھی لکھ سکتا ہے۔میں نے خلیل جبران کی ایک چھوٹی سی بات پڑھی تھی اور آج تک اِس کی لذت ہی نہیں گئی۔اندازِ ادب میں دنیا کا سب سے خوبصورت ادیب تھا۔اسی طرح Oscar Wild کی مثال ہے،جس نے جمالیاتی ادب Aesthetic literature کی بنیاد رکھی۔اس کا کردار انتہائی مکروہ اور غلیظ تھا اس کے باوجود یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی نگارشات خوبصورت نہیں تھیں۔Oscar Wild نے لکھا

Tread lightly, she is near Under the snow,

Speak gently, she can hear The daisies grow

آہستہ بولو کہ وہ یاسمن کے غنچوں کے کھلنے کی صدا بھی سن لیتی ہے۔اس طرح خلیل جبران نے ایک چھوٹا سا جملہ لکھا اور اتنے مختصر سے جملے میں بڑی بڑی انسانی کیفیات کو قید کر دیا۔وہ لکھتا ہے کہ ''وہ ہیکل کی سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی تھی، دو مردوں کے درمیان اس کا ایک گال زرد اور ایک سرخ تھا''۔ اس نے آپ کے تخیل پہ چھوڑ دیا ،آپ سوچتے رہو کہ وہ کیا صورتحال ہوگی۔تو ایسے جملے میں نے واصف صاحب کے ہاں نہیں دیکھے It was a simple strate aesthetic writing کسی نے واصف صاحب کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا تھا He was a aesthete literary اُن کو اس سے زیادہ میں evaluate نہیں کر سکا۔ خان صاحب کے ساتھ المیہ یہ تھا کہ انہوں نے روزمرہ زندگی اور ٹی وی پہ بابائیت کا ایک پورا دبستان کھول رکھا تھا او کچھ لوگوں کو بابا بنانے پر مُصِر تھے۔میں نے دو ایک کی تحقیق کی مگر ان میں بھی ایسی کوئی بات قطعاً موجود نہیں تھی جس کا وہ تذکرہ کرتے تھے۔ perhaps by any odd circumstances, we do come across a perosn or persons which might exhibit stranger fact aboout life مگر اس کو تصوف نہیں کہا جاسکتا۔البتہ مفتی صاحب کو اتنے دعوے نہیں تھے he was free

Marfat.com

frank man۔ جن دنوں وہ تلاش لکھ رہے تھے میرے پاس آئے، کہنے لگے پروفیسر صاحب اب لکھا نہیں جاتا۔ اُن کا پروسٹیٹ (prostate) بڑا شدید کینسر بن چکا تھا۔ میں نے جواب دیا آپ یہ کتاب مکمل کرو گے۔ الحمد اللہ انہوں ے وہ بھی کی اور اس کے بعد بھی لکھا۔ He was such a man who was all the time learning مجھے یہ خوبی مفتی صاحب میں نظر آئی کہ وہ لمحہء آخر تک کچھ نہ کچھ سیکھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور باقی سب کو بھی غریقِ رحمت کرے۔ بحیثیتِ انسان بندے سے بہر حال گمان کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ But as a human being they were all nice people.

سوال: حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مومن کی فراست کیا ہے مومن کی فراست سے کیوں ڈرنا چاہیے۔ اللہ کے نور سے دیکھنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: دیکھو جی as a rule میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ آپ اعلیٰ ترین کشف و فراست کے مالک ہو سکتے ہیں۔ فراست سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اب نبوت کا چھیالیسواں حصہ بس باقی ہے۔ نبوت کے باقی حصے تو اللہ کے رسولؐ کے ساتھ گئے، وہ خاتم المرسلین بھی تھے اور خاتم النبیین بھی تھے۔ اب وہ ساری چیزیں تو ختم ہو گئیں مگر صدقہء رسولؐ کے طور پر نبوت کی فراست کا ایک حصہ "فراست" کی شکل میں آنے والوں کیلئے رکھ دیا گیا، سچے خواب اور فراست کی شکل میں دے دیا گیا مگر کچھ اور اصول بھی ہیں۔ میرے خیال میں (فراست یہ ہے) بالعموم انسان عقل کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ سائنس کے جدید ترین نظریات کے مطابق انسانی جبلت (instinct) عقل و شعور (intelligence) رکھتی ہے۔ جانور اور انسان اس درجہء استطاعت میں برابر ہیں اور ایک جیسی عقل رکھتے ہیں۔ جب پڑھائی لکھائی اور دانشوری سے بہت زیادہ زینت مل جائے تو یہ intellect بن جاتی ہے جس کو آپ عقلِ سلیم، معقول یا معقولیّت کہتے ہیں۔ جب عقل کسی نقطہء خاص پر ارتکاز (concentrate) کرتی ہے تو یہ intution بن جاتی ہے جسے آپ وجدان کہتے ہیں۔ مگر وجدان کی حد تک تمام انسان برابر

Marfat.com

ہیں یعنی وہ کسی western کو ہوسکتا ہے، کسی eastern کو ہوسکتا ہے، وہ حافظِ شیراز کو ہوسکتا ہے جرمن شاعر گوئٹے کو ہوسکتا ہے۔ تو وجدان بنی نو آدم کا مشترکہ ورثہ ہے۔ مگر اس سے آگے ultimate refinement of the intellectual capacity is known as Ilhaam الہام بندوں کو صرف خدا کے توسط سے حاصل ہوتا ہے۔ الہام کسب نہیں ہے، اس میں ایمان شامل ہوتا ہے۔ یہ الہام ہی وہ فراست ہے کہ جو اللہ کے حضور سے کسی بندے کو عطا کی جاتی ہے۔ الہام کے بہت سارے طریقے ہیں جیسے طشت میں کوئی پتھر ڈال دینا، جیسے کسی خیال کا دل میں اتر آنا، جیسے اچانکیت کا ذہن میں آجانا۔ الہام کے بہت سارے طریقے ہیں مگر اصول ایک ہے۔

خواتین وحضرات! اس اصول کو میں آپ سے آشنا کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ نہ سمجھو کہ الہام کسی فردِ واحد کے لئے مخصوص ہے۔ جو شخص بھی الہامِ خیر کی تلاش کرے گا اس کا اصول بڑا سادہ ہے کہ خداوند کریم نے فرمایا **"وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا"** -الشمس:7 ہم نے نفس انسان کو درست فرمایا۔ **"فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا"** -الشمس:8 ہم نے اس پر فسق وفجور الہام کئے اور تقویٰ کے خیالات الہام کئے۔ **"قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا"**- الشمس:9 جس نے خیر چنی وہ خیر پا گیا اور جس نے برائی کا خیال چنا اس نے برائی پالی۔ تو اگر آپ غور کرو تو دماغ پر خواتین وحضرات most of you being the seince studetns اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی انسان سوچتا نہیں ہے بلکہ سوچوایا جاتا ہے (سوچ میں چناؤ کا اختیار دیا جاتا ہے)۔ انشاءاللہ آنے والے وقتوں میں sciences have to agree to this little point that we do not think. we are only given the thoughts to think, thoughts to choose یہ ایک مسئلہ ہے جس کا تھیسز میں نے بہت پہلے بھی پیش کیا تھا۔ اس میں ابھی شاید کچھ وقت لگے مگر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ہم خود نہیں سوچتے بلکہ خیر وشر کے تصورات ہم پہ الہام کئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص جو قرآن وحدیث کا اچھا عالم ہو، خدا سے ڈرنے والا، خدا سے محبت رکھنے والا ہو اور وہ یہ ہنر ایجاد (skill develop) کرلے کہ الہامِ خیر وشر میں فرق کردے تو وہ

Marfat.com

ایک ایسا فریس، ایک ایسا صاحبِ فراست ہوگا کہ جو زمانے سے منفرد ہو جائے گا۔ so you got to find that instrument کہ جس سے آپ خیر و شر کے خیالات کی تفریق کر کے ان میں سے خیالِ خیر چُن سکو۔ اب ہوتا کیا ہے؟

خواتین و حضرات! شیخ شہاب الدین سہروردی نے بتایا کہ یہ لمحات ہوتے ہیں۔ الہامِ خیر لمحات کی شکل میں آتا ہے۔ الہامِ خیر بجلی کے کوندے کی طرح آتے ہیں، بعد میں تصوف نے اس کا نام تجلیاتِ برقیہ رکھا۔ خیر کا خیال ایک چمک کی طرح دل سے گزرے گا اور گم ہو جائے گا۔ جیسے کسی بڑے تاریک سمندر میں اچانک کوئی مچھلی ابھرے اور تھوڑا سا شور پیدا کر کے پھر گم ہو جائے۔ خیالِ خیر اتنا معمولی (common) تصور نہیں ہے۔ جو خیال خدا کی طرف سے آیا ہو یا جسے ملائکہ کے خیال کا نزول کہتے ہیں وہ آپ کے دل میں اچانک ابھرے گا اور پھر گم ہو جائے گا، آپ ابھی آگاہ بھی نہیں ہوں گے اور وہ گم ہو جائے گا۔ آپ اگر اندھیرے میں مچھلیاں پکڑنے کی ٹیکنیک سیکھ لو اور اپنے خیالات سے خیالِ خیر کو اُچک لو تو پھر آپ کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس کی مثال آپ کو میں دیتا چلوں، بہت بڑے شیخ ابوالفضل خطلیؒ کا واقعہ ہے کہ ان کے ساتھ ان کے مریدِ خاص چل رہے تھے۔ شیخ ننگے پاؤں تھے۔ سردی بڑی سخت تھی۔ چٹانوں سے گزر رہے تھے۔ تو مرید کے دل میں خیال آیا کہ میں اپنا گلوبند پھاڑ کے شیخ کے پاؤں میں رکھ دوں تاکہ اُن کی اذیت کچھ کم ہو جائے۔ دوسرے لمحے خیال آیا کہ شیخ کا مقامِ تزکیہ اور ضبطِ نفس اتنا اعلیٰ ہے کہ وہ میری اس خواہش کو قبول نہیں کریں گے۔ آگے جا کر اس نے پوچھا کہ اے شیخ محترم وسوسے اور الہام میں کیا فرق ہے؟ کہا جو پہلے تھا وہ الہام تھا جو بعد میں ہے وہ وسوسہ ہے۔ تو یہ اچانک ابھرتا ہے اگر آپ کو عادت پڑ گئی تو پھر یہ شکار ہے۔ انسانی عقل خیالِ خیر کا شکار کرتی ہے۔ اگر آپ چوکس نہ ہوئے تو آپ چُوک جائیں گے۔

آپ نے دیکھا نہیں قرآن کیا کہتا ہے کہ جب ان کے دل سے کوئی وسوسۂ شیطان گزرتا ہے تو وہ چونک پڑتے ہیں۔ پہلے یہ حال ہوتا ہے کہ ہم خیالِ خیر سے چونکتے ہیں پھر جب کثرتِ خیالِ خیر ہو جائے تو پھر ہم وسوسۂ خیالِ شیطان سے چونک پڑتے ہیں۔ میرا خیال ہے میں تو ففٹی ففٹی جا رہا ہوں۔ اللہ آپ کو برکت دے تو شاید بہتری ہو جائے may be you

Marfat.com

تو انشاء اللہ تعالیٰ العزیز یہ بڑا آسان سا کام ہے کہ آپ rise up to sixty percent اس خیال کی حفاظت کرو جو خیر کو لے جاتا ہے۔ اور وہ بے رنگ ہوتا ہے۔

سوال: I would like you to comment our pratical strategy to achieve goals for our nation and umma? سر آپ کی باتوں سے لگتا ہے کہ آپ امت مسلمہ کا دوبارہ what should we do ? عروج دیکھ رہے ہیں تو یہ عروج کس نوعیت کا ہوگا۔ سائنسی ترقی ہوگی یا ایک آدھی جنگ کے بعد عروج ہوگا؟

جواب: دیکھو صاحب! i will ask you to wait for another fifteen days کیونکہ جو سیاسی نوعیت کے ہوتے ہیں یہ بعض اوقات اتنے لوکل ہوتے ہیں کہ اس میں دنوں میں فرق پڑتا ہے اور particularly in reference to Pakistan we will have to wait for a few more days, may be fifteen days may be thirty days in which very Important changes might come to this country and its batterment.

اس میں ایک لطیف پہلو یہ ہے کہ عالم اسلام کی حد تک (اہم تبدیلیاں متوقع ہیں)۔ اب علم کی ترسیل اتنی مشکل نہیں رہی کہ میں کہوں ہم یورپ سے پیچھے ہیں یا یورپ ہم سے آگے ہے۔

بات یہ ہے کہ ہم مسلمان صدیوں مہذب رہے، تیرہ سو سال حکومت کی اور اتنے uncultured نہیں رہے۔ جتنا آج کے زمانے میں ظلم وستم ہوتا ہے مسلمانوں کے زمانے میں کبھی نہیں ہوا۔ آج تک ہمارے پاس کوئی ایسا مسلمان بادشاہ نہیں ہے کہ جس نے مفتوح علاقوں پر کوئی ایسی زیادتیاں کی ہوں۔ بڑے مہذب رہے، ماشاء اللہ سپین تک گئے، سسلی فتح کیا۔ یورپ کو انہوں نے کہاں کہاں تاراج نہیں کیا۔ مگر اس قسم کا انسانیت سوز سلوک مسلمانوں نے کبھی روا نہیں رکھا جیسے آج کے مہذب ترین دور میں ہم مغربی اقوام کا دیکھتے ہیں۔ بڑے بڑے جلاد بھی مسلمانوں میں گزرے ہیں جو اسلام سے شاید اتنے مخلص نہیں تھے، جیسے امیر تیمور برلاس ہے۔ اسے لرزۂ جہاں کہتے تھے۔ اس کی انگوٹھی پہ لکھا ہوا تھا" **از ہیبتِ شاہِ جہاں**

Marfat.com

لرزد زمین و آسمان" مگر سچ پوچھو تو ان کو ہم مسلمان نہیں کہتے، کیونکہ وہ نام کے مسلمان تھے۔ مگر جہاں جہاں مسلمان حکمران رہے ہیں اپنے لوگوں کے لئے چاہے کتنے بھی برے رہے ہوں مگر غیر اقوام کے ساتھ مفتوحہ لوگوں کے ساتھ ان کا حسنِ سلوک ہمیشہ مثالی رہا۔ اس کی وجہ سے آپ اسلام میں اتنی progress دیکھتے ہو۔ جہاں تک علم کی حالت کا تعلق ہے کہ تو مسلمانوں کو فتح نے اتنا مغرور کر دیا تھا کہ they understood or they took it for granted کہ اب اللہ ان پر کوئی آفت نہیں لائے گا۔ گویا فتح ہی ہمارے زوال کا باعث بنی۔ اسلامی مملکتوں کے زوال کا باعث فتح تھی۔ شکست ہو ہی نہیں رہی تھی، جدھر جا رہے تھے پھیلاؤ تھا۔ عتیبہ بن مسلم چائنہ گئے ہوئے تھے، محمد ابنِ قاسم دیبل فتح کر کے بیٹھا ہوا تھا۔ جدھر جاتے تھے فتوحات تھیں۔ تو اس سے ایک بہت بڑی چیز سے توجہ ہٹ گئی۔ علم سے توجہ ہٹ گئی، قرآن وحدیث سے توجہ ہٹ گئی، اللہ سے توجہ ہٹ گئی۔ and with coming of new skeptical philosophy of Greek and Roman and all this مسلمان، قرآن سے کافی دور چلے گئے تھے۔ in any way, even then جو کچھ بھی تھا ہم نے آخری عروج بھی کوئی سترہ اٹھارہ سو تک دیکھا ہے۔ پھر بھی مسلمان in totality مغلوب نہیں ہوئے بلکہ کچھ قومیں وہ بالکل غلامی سے بچ نکلیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ جہاں تک علمیت کا تعلق ہے۔ we are equally responding to the whole of the knowledge اور میرا خیال ہے کہ یورپ کے hemisphere میں technological progress ہمیں حیران کن نظر آتی ہے۔ شاید اس کے اسباب ہمارے پاس موجود نہیں ہیں، ہمارے ہاں organizations موجود نہیں ہیں۔۔ مگر سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ غلامی نے ہم سے ایمان چھین لیا ہے۔ ایمانداری چھین لی ہے۔ حمیت چھین لی ہے۔ ہماری شناخت جس چیز کی وجہ سے تھی ہم فروگزاشت کر چکے ہیں۔ میں نوجوان نسل کے لئے پُرامید ہوں اور دعا گو ہوں کہ انشاء اللہ ہماری میراث لوٹ آئے گی۔ یہ نسل آزاد ہے۔ یہ غلام نسل نہیں ہے، یہ آزاد ہے۔ we have seen in 1947, we saw the days of liberty مگر پیچھے سے آتی ہوئی شعوری غلامی کی خصلتیں جوں کی توں برقرار ہیں۔

Marfat.com

ہمارا دانشور (intellectual) بھی غلام تھا۔ اقبال بالکل سو فی صد صحیح کہہ گیا ہے کہ

از غلام لذتِ قرآں مجو!
گرچہ باشی حافظِ قرآں مجو

کہ غلام سے لذتِ قرآن مت طلب کر، چاہے وہ حافظِ قرآن ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ غلامی قرآن کو بھی غلامانہ انداز دے دے گی۔ آج کی نوجوان نسل الحمد اللہ ہمارے اوپر بوجھ نہیں we don't feel inferior ہمارے پاس ٹیلنٹ ہے، عقل ہے، بہترین دماغ ہے۔ پاکستانی دماغ brain breed through it is wonderfully جیسے horse breed through ہوتا ہے اسی طرح ہمارا دماغ through breed brain ہے۔ دنیا کے بہترین دماغوں کا احتصال اس خطے میں پایا جاتا ہے جسے ہم برصغیر کا پاکستانی حصہ کہتے ہیں۔ and i am sure we can master all difficulties in the coming years and we have already gone through it. اور امید ہے کہ اگلے دنوں کی بارات میں شاید دولہا آپ ہی ہوں گے۔

سوال: آپ کے کچھ شاگرد دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ خواب میں آ کر راہنمائی فرماتے ہیں۔ اس دعویٰ میں کس حد تک سچائی ہے؟

جواب: نہیں بالکل ایسا نہیں ہے۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ people do look for guidance اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ہم استاد سے guidence لیں، استاد کو تو پتا بھی نہیں ہوتا۔ میں تو اپنی میٹھی نیند سو رہا ہوتا ہوں۔ اللہ جب کسی کو ہدایت دینا چاہتا ہے یا اللہ اس کو اشارہ دینا چاہتا ہے، ان کا یہ جو نیک گمان میری ذات کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ ان کو ضرور فائدہ دیتا ہے۔ اصل میں جب روح ملائے اعلیٰ کو جاتی ہے تو وہ سب سے پہلے شیاطین کے جہان سے گزرتی ہے۔ شیاطین اسے بہت بہکاتے، ڈراتے ہیں، بڑے پتھر ٹوٹ رہے ہوتے ہیں، پہاڑ گر رہے ہوتے ہیں، ابلتے چشمے اور زلزلے وغیرہ، آخر میں کہیں روح بچ بچا کر اوپر نکل جاتی ہے۔ اوپر جب نکلتی ہے تو ملائکہ کا عالمِ امثال ہے۔ وہاں سے آپ کو symptoms اور اشارہ جات ملتے ہیں۔ فرض کرو اگر آپ کی شناسا صورت نہ ہو، جس میں نے کہا کہ بندے پہ جیسے گمان ہوگا اس

Marfat.com

کے مطابق اس کو صورت شکل دکھائی جائے گی۔ آپ نے کبھی سنا، بڑے واقعات ہیں کہ ہم نے آواز دی، پیر صاحب آ گئے اور پیر صاحب نے آسرا دے دیا۔ جہاز سمندر سے نکال لیا۔ تو اصل میں پیر صاحب بیچارے کو تو پتا بھی نہیں ہوتا۔ ایک صاحب چلے گئے ناں خواجہ مہر علی کے پاس، تو انہوں نے کہا چپ کر یہ باتیں تجھے نہیں سمجھ میں آئیں گی۔ ملائکہ اپنی اصل شکل میں تو آ نہیں سکتے۔ انہوں نے اللہ کے کے حکم سے بندوں کی مدد کرنی ہوتی ہے۔ تو جب وہ آتے ہیں تو بندے کی مرغوب ترین شکل میں آتے ہیں that is the simple story اگر خواب میں بھی انہوں نے کوئی word یا act of wisdom دینا ہے تو وہ اس کی مرغوب ترین شکل میں آئیں گے۔ تا کہ اس کو غیر مانوس نہ لگے، اعتبار حاصل ہو اور وہ اس act of guidance کو پوری طرح وصول کر لے اور قبول کرے۔ یہ اس کا خلاصہ ہے۔

سوال: **پروفیسر صاحب درودِ تاج کے حوالے سے پوچھا گیا ہے کہ اس کی کیا فضیلت ہے اس کی کیا importance ہے آپ کی نظر میں؟**

جواب: میں درودِ تاج کو صرف اس لیے پڑھتا ہوں کیونکہ اس کے لفظ انتہائی خوبصورت مصبح، مقفی اور جنابِ رسالت مآب ﷺ کی شان کے مطابق ہیں۔ بعض لوگوں کو "**نور من نور الله**" پہ بڑا اعتراض ہوتا ہے۔ اگر اللہ کا رسول بھی اللہ کا نور نہیں تو کیا ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ خوبصورت ترین لفظوں میں سمٹا ہوا مختصر ترین درود ہے، اور اچھا ہے، پسندیدہ ہے۔

سوال: **پروفیسر صاحب علم اور توکل کے لیے کون سے اسماء ربانی ہیں؟**

جواب: علم کیلئے دو مختلف اسمائے الہیاء ہیں جو علم اور سائنسی حقائق پر rule کرتے ہیں۔ وہ "**وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَـٰنُ الرَّحِيمُ**" -البقرة:163 جب آپ یہ پڑھتے ہو "**وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَـٰنُ الرَّحِيمُ**" - البقرة:163 جتنی علمی حقیقتیں ہیں اس نام کے سائے میں دی گئی ہیں۔ "**إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ**

Marfat.com

مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ "۔ البقرة:164 تو یہ تمام، آٹھ کام ہیں اور تمام ہی تسخیر علمیہ کے کام ہیں۔ وہ اس اسمِ اعظم کے تحت درج ہیں وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَـٰنُ الرَّحِيمُ "۔ البقرة:163 ۔اس کے علاوہ علیم وحکیم کے اسماء جو ہیں اور سمیع وبصیر کے اسماء جو ہیں۔ یہ علم وحکمت پہ rule کرتے ہیں۔ جیسے یا سمیعُ یا بصیرُ یا حکیم بھی آپ تلاوت کر سکتے ہیں۔ یا لطیفُ یا خبیرُ یا اللہ بھی آپ تلاوت کر سکتے ہیں۔ مختلف اسماء علم کی مختلف catagories کو واضح کرتے ہیں۔ مگر جیسے اللہ نے فرمایا ہے کہ قل رب زدنی علما، رب زدنی علما، رب زدنی علما

سوال: پروفیسر صاحب تین دفعہ زبانی طلاق دینے سے کیا طلاق ہو جاتی ہے یا ایک طلاق تصور ہوتی ہے، شریعت میں طلاق کا کیا طریقہ کار ہے؟

جواب: خواتین وحضرات! امامِ اعظم ابو حنیفہؒ میرے بڑے مرغوب امام ہیں، اس لیے کہ میرا خیال ہے He is very intelligent میں ان کی ذہانت پر بعض اوقات بڑا خوش بھی ہوتا ہوں کہ اللہ مسلمانوں کو ایسا کوئی فقیہ اور دے دیتا تو بڑی گڑبڑ صاف ہی ہو جاتی۔ مثال کے طور پر امام ابو صفیان سوریؒ کے پاس کوئی فتویٰ لے گیا۔ ایک سیڑھی پر چڑھتے ہوئے شخص نے کہا ہے کہ اگر میں سیڑھی سے اتروں تو تمہیں طلاق طلاق طلاق۔ اب وہ بیچارہ سیڑھی پہ ٹنگا ہوا ہے۔ بیوی نیچے چیخیں مار رہی ہے۔ کم بخت نے نیچے تو اترنا ہی ہے، تو جونہی اُترے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ لوگ امام سوریؒ کے پاس چلے گئے اور کہا کہ اس کا کوئی حل بتائیں۔ آپ نے کہا کہ طلاق ہوگئی ہے۔ تو پھر چلتے چلتے وہ امامِ اعظم کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا مجھے دکھا دو۔ گھر آئے دیکھا انہوں نے کہا یہ کون سا مسئلہ ہے، ادھر ایک اور سیڑھی لگاؤ، اس کو کہو سامنے والی سیڑھی سے اتر کر نیچے آ جائے۔ تو فقہ جو ہے ایسی گنجائش نکالتا ہے، ایسی validity نکالتا ہے کہ جو کسی قسم کے نقص کا باعث بھی نہ بنے اور امتِ مسلماں کو بہترین فائدہ بھی مل جائے ۔مگر مجھے حیرانی ہے کہ اس معاملے میں امام بڑی سختی دکھا گئے اور تین طلاقوں کو حتمی قرار دے دیا۔ ہمارے پاس پوری احادیث میں دو حدیثیں ہیں اور دونوں احادیث آپ کو سنا دیتا ہوں۔ اُن کی روشنی میں تین طلاقوں کو final

Marfat.com

قرار دینے والا فیصلہ مجھے کوئی صحیح نظر نہیں آتا۔ایک ہے ابورکانہؓ کی حدیث کہ انہوں نے متعدد مرتبہ اپنی خاتونِ خانہ کو طلاق دی۔وہ روتی پیٹتی آ گئی۔تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوٹا دو۔وہ متعدد مرتبہ خاتون کو دی گئی طلاق جو تھی ، جب وہ حضورؐ کے پاس تشریف لائیں اور روئیں پیٹیں تو حضورؐ نے لوٹا دی اور کچھ بھی نہیں ہوا (اس حدیث کو حدیثِ ابورکانہؓ کہتے ہیں)۔دوسری حدیث بڑی دلچسپ ہے اس کو ہم ابنِ صاحبہؓ کی حدیث کہتے ہیں۔ابن صاحبہؓ حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ کے پاس گئے اور کہا کہ کیا زمانہء خاتم الرسلینؐ میں متعدد طلاقیں ایک نہیں سمجھی جاتی تھیں؟۔ابنِ عباسؓ نے کہا ہاں ایسا ہی تھا۔پھر کہا کہ کیا زمانہء سیدنا ابی بکرؓ میں متعدد طلاقیں ایک نہ سمجھی جاتی تھیں؟۔کہا ہاں ایسا ہی ہے۔پھر پوچھا کیا زمانہء اوائل عمر بن خطابؓ میں متعدد طلاقیں ایک نہ سمجھی جاتی تھیں ؟ کہا ہاں ایسا ہی ہے۔پھر کہا مگر جب لوگ زیادہ طلاقیں دینا شروع ہو گئے۔اور طلاق کو انہوں نے ایک بہانہ سا بنا لیا۔تو عمر بن خطابؓ نے تین طلاقوں کو حتمی قرار دے دیا۔حضرت امامِ اعظم اس وقت پہنچے جب یہ حتمی قانون لاگو تھا۔but this is basically a contract اور اس میں اتنی گنجائش موجود تھی کہ آپ تین دفعہ دی گئی طلاقوں کو ایک طلاق سمجھ سکتے تھے۔کیونکہ ہمارے پاس دو مطلق احادیث موجود ہیں۔

خواتین وحضرات! بات یہ ہے کہ پہلے کوفہ کا امام علیحدہ ہوتا تھا۔بصرٰی کا امام علیحدہ ہوتا تھا۔مدینہ کا علیحدہ ہوتا تھا۔مکہ کا علیحدہ ہوتا تھا۔فاصلے اتنے زیادہ تھے کہ ایک مسلمان دوسری کوئی رائے لے ہی نہیں سکتا تھا۔اس لیے جہاں جہاں کوئی فقیہہ بیٹھا وہاں وہاں وہ فقہ فائنل ہو گیا۔کہیں مالکی فقہ فائنل ہو گیا، کہیں حنفی فائنل ہو گیا، کہیں جعفریہ فائنل ہو گیا۔جہاں جہاں لوگ تھے انہوں نے آپس میں بحث ومباحثے نہیں کیئے ،مشاورت نہیں کی نہ کر سکتے تھے۔فاصلے طویل تھے اور مسائل بہت زیادہ پیدا ہو رہے تھے کیونکہ لوگ بے تحاشا اسلام میں داخل ہو رہے تھے،اس لیے وہ آپس میں مشورہ نہیں کر سکتے تھے۔آج کل ایسا ممکن نہیں ہے۔ today we can know any thing about any body any where on God's earth so now it is very simple کہ میں یہاں بیٹھا ہوا چہار آئمہ اکرام کی رائے اپنے سامنے رکھ لوں۔آئمہء کبار کی رکھ لوں یا آئمہء اہلِ بیت کی رکھوں۔ان ساری آراء کو سامنے رکھ کے

Marfat.com

میں ایک بہتر رائے اور نفیس فیصلے پر پہنچ سکتا ہوں۔ in my opinion Fiqha should under go a second opinion and it should be able now to solve the problems اسی طرح نکاح کے معاملے میں سعودی عرب نے ایک فیصلہ سنایا ہے، it is likeable،اس طرح جامعہ الاظہر نے شادی کے بارے میں ایک decision لیا ہے It is also agian likeable چونکہ because of the kind of the situation میں یہ جانتا ہوں بطور مسلمان ہم نے کوشش کرنی ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے ہم رعایت بھی لیں مگر اللہ کی حدود بھی قائم رکھیں۔ جیسے اعتراض تھا جب حدود اللہ پر، اسمبلی میں بحث وتکرار ہورہی تھی۔ تو میری اس وقت بھی یہی رائے تھی کہ اگر آپ نے حدود اللہ پہ ہی ہاتھ رکھنا ہے، تصرف برتنا ہے تو یہ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ جملہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ تو آپ ایک ultimate conferance کرو۔ اور تمام عالم اسلام سے جملہ مفکرین اسلام بلاؤ۔ یہ اسمبلی کے لوگوں کا کام نہیں جنہوں نے جعلی ڈگریاں پیش کی ہوئی ہیں۔ یہ کتنی عجیب سی بات ہے the criminals are leading the nation جنہوں نے بذات خود جرم کر رکھے ہیں۔ اگر کوئی بیچارہ غریب آدمی پکڑا جائے تو پانچ سے دس سال تک قید میں چلا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف وہ پوری قوم کے ساتھ جعلسازی اور دھوکہ دہی کی واردات فرما رہے تھے۔ اب اگر یہ حدود اللہ کی تعبیر کریں گے تو کوئی نہ کوئی ڈنڈی تو مار ہی جائیں گے، اس کے بعد کوئی جعلی کاغذ بھی بنوالیں گے۔ اس لیے اصول یہ کہ امتِ مسلمہ اگر حدود اللہ پہ کوئی فیصلہ کرنا چاہئے Let all them be together from all countries of the Muslims people, thinkers and philosophers should come. They should sit together, they should discuss the problem and come out with a definite result ابھی کل کی بات ہے میں ایک فیصلہ پڑھ رہا تھا، چند سفارشات تھی جو ایک اسلامک کونسل نے دی۔ they were very funny,very funny اُن کا دین کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ بھئی میں نے اپنی بیوی

Marfat.com

کوخوش کرنا ہے تو میں پورے کا پورا مذہب بدل کر دوں گا۔ اگر کسی خاتون نے اپنے خاوند کو خوش کرنا ہے تو بالکل اسی طرح کی فلاسفی وہ دے رہی ہو گی۔ this is not religion ۔ مجھے ایک فیصلہ کرنا پڑے گا کہ میں نے اللہ کی بات ماننی ہے یا دھوکہ دہی سے یومِ سبت والا واقعہ دہرانا ہے۔ اللہ کے احکامات کی تشریح اپنی مرضی کے مطابق نہیں کی جا سکتی ۔ i have to understand کہ اللہ بھی ناراض نہ ہو اور میں اس رحمتِ پروردگار کے سائے میں اپنے لیے کوئی گنجائشِ رحمت بھی نکال لوں۔ یہ تو جائز ہے مگر جب میں اپنے نفسی اشکال کیلئے قرآن استعمال کرتا ہوں، خدا کی رضا کو استعمال کرتا ہوں۔ تو that becomes a major fault of destruction

سوال: معاشرتی زندگی میں قادیانی حضرات سے کیسے interact کیا جائے؟

جواب: وہ انسان ہیں اور انسان ہونے کے ناطے ہم ان کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ جہاں تک ان کے ساتھ interaction کی بات ہے دیکھو ہم ہندو کے ساتھ کھانا کھا لیتے ہیں بشرطیکہ بیچ میں گوشت نہ ہو، سبزی تو کھا سکتے ہیں، کوئی فرق پڑتا ہے۔ تو وہ چیزیں جو آپ کی اپنی احتیاط کا باعث ہیں، آپ ان کی حفاظت کر سکتے ہو۔ باقی human relationships یا human interaction رکھ سکتے ہو. ہاں شاید میرا اپنا طرزِ عمل ایسا نہ ہو۔ میں جو بات آپ کو بتا رہا ہوں یہ تو ایک مذہبی مشورہ ہے مگر شاید میرا اپنا طرزِ عمل ایسا نہ ہو۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان کے دل میں کسی چیز کا جتنا بڑا تعصب ہوتا ہے، اس کے بہت سارے اعمال اس تعصب کی روشنی میں طے ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک میرا نہیں خیال کہ مجھے اپنے آقا اور رسول ﷺ سے زیادہ کوئی حسین لگتا ہو، ذہین لگتا ہو اور کوئی مصلح اور محترم لگتا ہو۔ میرے نزدیک زمین اور آسمان میں کوئی قدر ایسی نہیں جو اللہ کے سوا میرے رسول ﷺ سے مس بھی کھاتی ہو۔ obviously جو اتنی بڑی عزت اور وقار پہ ہاتھ ڈالے گا، میرے دل میں اس کے لئے اُنس نہیں پیدا ہو سکتا۔ عقلی طور پر مذہبی طور پر اللہ ہمیں منع نہیں کرتا۔ جب ہنود سے منع نہیں کرتا تو اگر کسی احمدی کے ساتھ تھوڑا سا اٹھ بیٹھ لئے تو کیا حرج ہو سکتا ہے۔ factully telling you, there is one more reason کہ تقابل ادیان کے شروع میں جہاں آپ buddhism پڑھتے ہو،

Marfat.com

Jainism پڑھتے ہو، Hamanism پڑھتے ہو، Zoroaster بھی پڑھتے ہو وہاں آپ اس کو بھی پڑھتے ہو۔ obviously, when they have a claim to be the truth تو آپ اس دعوے کی بھی جانچ پڑتال کرتے ہو۔ تو بخدا میں آپ کو صدقِ دل سے کہہ رہا ہوں it was below standard of understanding میرا اپنا خیال یہ ہے کہ بہت کم .I.Q والے لوگ اس کی طرف رغبت پکڑتے ہیں۔ جس لیول پہ آپ ادیان کا مطالعہ کرتے ہو اس مرتبے پہ یہ مذہب نہیں آتا، اس کی حیثیت ہی کوئی نہیں۔ عقل وشعور کی (Intellectual) سطح پہ اسے مذہب کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً میں Colonel Harold کی respected families of Punjab پڑھ رہا تھا۔ میں نے قادیانیوں کے بارے میں ایک chapter دیکھا۔ اس باب میں کرنل صاحب لکھتے ہیں they are the most trustworthy people of the government of England ان کو نہ صرف عہدے دیے جائیں، نوکریاں دی جائیں بلکہ ان کو معاشرے میں عزت وتکریم (respectabilities) دی جائیں تاکہ یہ نمایاں ہوں۔ جب یہ ممتاز ہوں گے تو باقی مسلمان یہ سوچ کر کہ یہ مذہب کی وجہ سے نمایاں ہیں ان کے مذہب کو قبول کریں گے اور ساتھ دیں گے۔ اس قسم کے اور بیشمار باقاعدہ تحریری حوالہ جات موجود ہیں، میں نے وہ letter بھی دیکھا ہے جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ان کے مخصوص تین سو تیرہ لوگ بدری صحابہ کے متقابلین ہیں it looks funy کہ آپ بدری صحابہ کے متقابل تین سو تیرہ کی list دے رہے ہیں اور اس میں آپ لکھ رہے ہیں کہ ان کو عزت دی جائے۔ آپ اس کو کیسے پیغمبر یا فقیر مان سکتے ہیں جو دعا دے رہا ہو کہ سلطنتِ برطانیہ کا سورج کبھی غروب نہ ہو۔ اور وہ اگلے ہی برسوں میں غروب ہو گیا۔ it is verfy funy thing یعنی پیغمبری تو بڑی دور کی بات ہے کوئی درویش بھی سچے دل سے دُعا دے تو سورج بیچارہ خود طلوع ہو جائے۔ چہ جائیکہ آپ جن کو دعا دے رہے ہو ان کا اگلے برس ہی سورج غروب ہو جائے اور برطانیہ سمٹ کر جزائر تک محدود ہو جائے۔ تو Intellectually they do not pose a threat, unless کہ آپ کے دلوں میں کجی آجائے اور آپ دنیاوی مقاصد کو مقدم رکھو۔ میں نے دیکھا ہے کئی لوگ امریکہ اور انگلینڈ جانے کے لئے

Marfat.com

احمدیہ سے منسلک ہو گئے۔ مسلمان اس قسم کی حرکتیں کرنا شروع ہو جائیں تو پھر بڑے فرقے معزز ہو جائیں گے۔

سوال: پروفیسر صاحب حقیقتِ عقیدتِ سادات کیا ہے؟

جواب: حقیقتِ سادات کچھ بھی ہو، میں تو ایک چھوٹی سی بات جانتا ہوں کچھ سادات کو یہ تعلیٰ ضرور نصیب ہے کہ شاید ہم معزز ترین لوگ ہیں۔ ادھر ہم ان سے متفق ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب دنیا کے سارے سبب منقطع ہو جائیں گے میرے نسب کا پھر بھی احترام کیا جائے گا۔ قیامت کے دن بھی اللہ کے رسول کا نسب موثر ترین نسب ہوگا۔ اور اس کا regard کیا جائے گا۔ مگر ساتھ ایک فمائش بھی ہے جو سادات کبھی نہیں پڑھتے۔ قرآن کہتا ہے کہ اہل بیت تمہارے گھروں میں کتاب اللہ اتری ہے، پڑھی جاتی ہے، آیات اترتی ہیں، فرشتے آتے ہیں، تم سے بڑا witness کون ہے؟ اگر تم اس کے بعد غلطی کرو گے تو تمہیں عذاب دوگنا دیا جائے گا۔ میں نے آج تک کسی سید کو یہ بات سناتے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ اپنی طرف جاتے ہیں یہ بات نہیں سناتے۔

خواتین و حضرات! میں آپ کو سیدھی سی بات سنا دوں، ناشکر گزار کبھی اچھا انسان نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اچھا مسلمان ہو۔ اللہ کے رسول کا کتنا بڑا احسان ہے ہم پر کہ ہم ان کی وجہ سے آج حقیقتِ مطلقہ سے آشنا ہیں۔ سیدّ جو کچھ بھی ہو، جیسا بھی ہو، میرے لیے قابلِ احترام ہے کہ میں اس احسان مندی کا اگر کوئی شکریہ ادا کر سکتا ہوں، تو اللہ کے رسولؐ کے حضور میں تو میں نہیں ہوں مگر میں اولادِ رسولؐ کے ساتھ محبت اور خلوص کا اظہار کر کے شاید احسان مندی کا تھوڑا سا بوجھ release کر سکتا ہوں۔ اس لیے مجھے زیب نہیں دیتا کہ میں سادات کی خطائیں اور گناہ گنتا پھروں۔ مجھے فقط اتنا پتا ہے کہ میرے لیے وہ محسن اور انتہائی معزز ہیں۔ اگر وہ خطائیں کرتے ہیں تو اللہ جانے اور وہ جانیں۔

سوال: پروفیسر صاحب آج کل الہدیٰ انٹرنیشنل کا بڑا چرچہ ہے۔ کیا یہ ہمارے اعتقادات سے conflict نہیں ہے اگر ہاں تو کیسے؟

جواب: جہاں تک مجھے علم ہے الہدیٰ جماعت اسلامی کی کوئی ذیلی شاخ ہے (ہارون صاحب

Marfat.com

یہاں بیٹھے ہیں وہ بہتر جانتے ہوں گے)۔اس میں وہی Concepts of dogmatism and rigidity پائے جاتے ہیں۔

خواتین وحضرات! اس میں ایک بات میں بڑی وضاحت سے کرنا چاہتا ہوں کہ ہم قران و حدیث کو کس طرح اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہیں۔بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابنِ ماجہ میں اوپر تلے بارہ احادیث موجود ہیں، اوپر تلے۔بابِ صدقات کا آغاز ہوتا ہے، حضرت سعد بن عبادہ مدینے سے باہر تھے اور ان کی والدہ فوت ہوگئیں۔جب وہ واپس آئے تو ماں کو دفنایا جاچکا تھا۔حضرت سعد رسولِ اکرمؐ کے پاس آئے اور پوچھا یارسول اللہ ﷺ میں حاضر نہ تھا، میری والدہ فوت ہوگئیں ان کو دفنا دیا گیا۔اب اگر میں ان کے لئے کوئی صدقات اور خیرات کروں تو کیا ثواب پہنچے گا؟ فرمایا **نعم**، اتفاق کی بات ہے کہ دوسرا کوئی لفظ ساتھ نہیں ہے۔اور کسی حدیث نے report نہیں کیا۔فرمایا **نعم** ہاں پہنچے گا۔

خواتین وحضرات! ہم کبھی کہتے ہیں بخاری **عصاء الصحیین** ہے، مسلم صحیح ہے بخاری صحیح ہے، ابنِ داؤد تیسرے درجہ استناد پر ہے۔اب مجھے بھی وہ نظر آتا ہے اور شاید الہدیٰ کے استادوں کو بھی نظر آتا ہے، شاید سعودی عرب کے سلفیوں کو بھی نظر آتا ہوگا، شاید نجد کے اہل عبدالوہاب کو بھی نظر آتا ہوگا، دیوبند کے دیوبندیوں کو بھی نظر آتا ہوگا اور بریلویوں کو بھی نظر آتا ہوگا۔سوال یہ کہ ایک عام پڑھنے والے کو جب اتنا واضح نظر آرہا ہے without any confusion۔بارہ حدیثیں مسلسل، متواتر، مشہور، حسن اور صحیح تو پھر اگر کوئی اس میں شک کرے گا لامحالہ وہ اپنے مقاصد کی خاطر کر رہا ہے۔اگر پھر بھی آپ اس میں شک کروگے تو اپنے مقاصد کی خاطر کروگے۔ جہاں تک اللہ اور اس کے رسول کا قول ہے وہ آپ تک پہنچ گیا کہ مُردوں کو مرگئیوں کو ثواب جاتا ہے۔آپ کے خیرات وصدقات کا ثواب جاتا ہے۔اب اگر Al-huda takes a different side and different way of thinking تو چلو آپ ان کو بھی چھوڑ دو۔آپ خود جاؤ۔آپ خود بخاری کا وہ باب پڑھو، آپ کو کس نے کہا ہے کہ اپنی authority of understanding بھی کسی استاد کے حوالے کردو۔کیا آپ کے پاس عقل نہیں ہے، دماغ نہیں ہے، شعور نہیں ہے۔کیا یہ بات سادہ نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ جب

Marfat.com

ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ماں نے حج کی نیت کی تھی اور وہ مر گئی۔ اب اگر میں اس کی جگہ حج کروں تو کیا ثواب اس کو پہنچے گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور وہ مر جاتا اور بعد میں تو ادا کر دیتا تو ادا ہوتا کہ نہ ہوتا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ادا ہو جاتا۔ تو اب آپ خود سوچو کہ مثال اتنی واضح ہے جو رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اگر تمہارا باپ مر جائے اس کا قرض تم پیچھے ادا کر دو تو وہ قرض ادا ہو جاتا ہے۔ اگر تمہاری ماں پر کسی عہد کا قرض ہے اور تم بیٹا ہونے کی حیثیت سے بعد میں حج کر کے ادا کر دو تو ثوب تو اس کو پہنچ جائے گا۔ اتنی کھلی اور واضح مثالوں کے بعد بھی اگر لوگ ثواب وعذاب کا انکار کرتے ہیں تو وہ جانیں اور اللہ جانے۔ الہدیٰ ایک چھوٹا سا سکول ہے۔ جس میں چھوٹے چھوٹے سے teachers ہیں۔ علم بہت آگے اور وسیع ہے اور منزلیں آپ کا انتظار کر رہی ہوتی ہیں۔ پڑھے لکھے ہو ماشاء اللہ تعالیٰ ء العزیز، پندرہ بیس منٹ نکالو۔ اور direct knowledgability کے ذریعے اپنے اعتقادات کو پختہ کر لو۔

Marfat.com

Question & Answer Session

Gujar Khan 30 May 2010

سوال: Bermoda Triangle کے بارے میں کیا جاتا ہے کے وہاں شیطان کا تخت ہے اسی لئے جو چیز وہاں جاتی ہے غائب ہو جاتی ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

آج کل شیطان کا تخت پانی پہ ہے۔ اب وہ پانی میں کس جگہ ہے obviously شیاطین کوئی فرشتوں کی طرح نہیں ہوتے۔ ان کے حفاظتی نظام ہوتے ہیں۔ وہ عموماً بندوں کو approach بھی کرتے ہیں، بندے بھی ان کو approach کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے ٹھکانوں کو کہیں کہیں throw down بھی کیا ہو سکتا ہے تا کہ ادھر کسی آدم زاد کا گزر نہ ہو۔ جیسے اللہ نے اُن کو آدم زاروں کے علاقوں سے نکال دیا ہے۔ تو آ بیل مجھے مار کے مصداق اگر ہم اُن کے علاقوں میں گھسیں گے تو وہ مذاحمت کرنے کی پوری پوری طاقت رکھتے ہیں۔ وہ آپ کو گھونسہ تو نہیں مار سکتے مگر وہ آپ کے دماغ میں اس قدر پیچیدگیاں اور situations پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ کو psychotic بنا دیں گے، neurotic بنا دیں گے۔ many kinds of madnesses can be created by the satanic intrusion. کیونکہ یہ آپ کے خون اور دماغ میں چلتا ہے۔ تو ہو سکتا ہے جب کوئی وہاں جہاز جاتا ہوا اور اس میں کوئی اللہ کا بندہ بھی نہ ہو تو وہ اس پہ اثر انداز ہوتے ہوں۔ جس سے لوگ خودکشی کر جاتے ہوں، مرجاتے ہوں اور one of the quality is کہ وہاں کوئی بندہ نہیں رہتا اور تمام جہاز خالی ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک امکان ہے جس کی شہادت قطعاً ابھی تک نہیں ملی i would say to you, it is just a theoretical thing

Marfat.com

کہ وہاں شیطان کی حکومت ہو۔ which could be possible. بہر حال حدیث سے یہ ثابت ہے کہ شیطان کی حکومت اس وقت پانی پر ہے۔

سوال: کیا اس کا تعلق خروجِ دجال سے بھی ہے؟

جواب: خروجِ دجال سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ شروع سے ہی جب سے کائنات بنی ہے، جب سے اللہ آسمانوں پہ متمکن ہوا تو شیطان زمین پہ قائم ہوا اور پانیوں پہ اس نے حکومت کی اساس رکھی۔

سوال: Can a boy meet and talk to a girl before Nikha?

جواب: نکاح نہ بھی کرنا ہو تو بات چیت تو ہو سکتی ہیں۔ دیکھو ناں عام بات چیت تو فطری سی بات ہے جیسے کاروباری زندگی کے میل جول میں ہوتا ہے۔ اسی طرح زندگی میں اور بہت سارے مواقع اور بہت ساری باتیں ہیں جو ویسے بھی لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان ہو سکتی ہے، یہ کوئی ایسا حادثہ تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو ایک ہی زمین پر بنایا ہے ایک معاشرے میں بنایا ہے۔ institutions میں اکٹھا کیا ہوا ہے مگر شاید آپ جس قسم کی بات چیت کا ذکر کر رہے ہو وہ شاید کوئی مخصوص ہے It's not the same ورنہ تو بندہ جب چاہے کسی خاتون سے بات کر سکتا ہے۔ ائیر پورٹ، ریلوے اسٹیشن، بسوں میں سارے لوگ گفتگو کر لیتے ہیں حتیٰ کہ خواتین بھی باتیں کر لیتی ہیں۔ یہ آج ہی پہ موقوف نہیں ہے بلکہ پرانے زمانے میں، حضور اکرم ﷺ کے زمانے بھی ہمیں بہت اچھی روایات ملتی ہیں کہ Ladies would generally talk without any hindrance. مگر اس اعتماد کے ساتھ کہ ان باتوں میں اس قسم کا کوئی منفی تاثر نہیں ہوتا تھا۔ جیسے آج کل خواتین سے بات چیت کرتے ہوئے ہمارے ذہن میں بڑا ناقص سا impression ہوتا ہے۔ اگر ہم اپنے ذہن کو تھوڑا کشادہ کر لیں، وسیع النظری کا مظاہرہ کریں کہ وہ کوئی عجیب و غریب آسمانی، زمینی یا جناتی مخلوق نہیں ہیں۔ اپنے گھروں والی ہیں، گھروں میں پیدا ہوئی ہیں، گھروں سے اٹھی ہیں اور They are like all common people near all together and we can talk to each other

Marfat.com

normally. مگر آپ اگر ایک ہی زاویۂ نظر رکھیں گے، ایک ہی نظریے سے بات کرنی ہے، تو پھر شاید آپ کے اپنے ذہن کی کمزوری بھی ہے اور بیماری بھی ہے۔ انسان سے کسی وقت بھی کوئی بھی تعلق رکھا جا سکتا ہے۔ normally it is not always کیونکہ ازل سے عورت اور مرد کا جو حجاب ہے اس میں ایک حکمت پوشیدہ ہے۔ اچھی طرح یاد ہے رکھیں کہ عورت اور مرد کا حجاب افزائش نسل کے لیے ہے، نسل آدم کو بڑھانے کرنے کے لیے ہے۔ مگر وہ آپ کے لیے ایک قانونی تقاضے کے ساتھ مشروط کر دیا گیا جسے آپ نکاح کہتے ہیں۔ بلکہ حضور گرامی ءمرتبت ﷺ نے بھی اتنی اجازت دی کہ مرد کو اجازت ہے کہ وہ اپنی بیوی کو دیکھ لے۔ یہ نہ ہو کہ اس نے کسی بہت بڑی موٹی تازی خاتون کا تصور پالا ہو اور اسے ایک سوکھی سڑی لڑکی مل جائے، اور وہ ماں باپ سے لڑنا شروع کر دے کہ میرے تصور کا آئینہ ہی توڑ دیا آپ نے۔ اس طرح دیکھ لینا جائز ہے مگر وہ مقصد اور ہے۔ لیکن کسی شخص سے بات چیت کرنا اور بات ہے۔ You can talk to any body anywhere he could be male or Female under circumstances of necessity. مگر جب نکاح کی بات آئی تو I would say yes نکاح سے پہلے بھی آپ بات چیت کر سکتے ہو، شاید بات چیت ہی نکاح تک پہنچتی ہے۔

سوال: Can they go for marriage without taking their parents into confidence?

جواب: دراصل نکاح کی دو بنیادی شرائط ہیں۔ بلکہ صرف ایک اصل ہے اور دوسری شرط ہے۔ اصل یہ ہے کہ میاں بیوی کا راضی ہونا اور شرط یہ ہے کہ دو گواہان کا ہونا جو اعلان سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تیسری کوئی Particular condition نکاح کے لیے نہیں ہوتی۔ عام حالات میں ماں باپ کو ولی مقرر کیا گیا ہوتا ہے۔ اصول زمانہ بھی یہی ہے قانون بھی یہی ہے، اور اسی لیے خداوندِ کریم نے والدین پہ بھی واضح کیا ہے کہ اپنی اولاد کے حریف مت بنو۔ جہاں وہ شادی کرنا چاہیں وہاں کرو۔ بہت سارا المیہ ہماری خاندانی روایات میں بھی ہے، ہم سختی بھی کرتے ہیں، جہالت کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ This is the only right which God has

Marfat.com

given to woman and she maintained this right in presense of Prophet. جب ایک لڑکی کی چھوٹی عمر میں شادی ہوگئی، جب وہ بڑی ہوئی اور بالغ ہوئی تو اس نے شادی سے انکار کر دیا۔ تو اس کا خاندان اسے لے کر حضورؐ کے پاس گیا اور کہا کہ اس کے خاندان والوں نے اس کی شادی طے کی تھی، اب وہ انکار کر رہی ہے۔ تین مرتبہ اللہ کے رسولؐ نے اس لڑکی سے ارشاد فرمایا کہ اگر تو شادی کر لے تو اچھا ہے، تو اس لڑکی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا اختیار ہے کہ میں انکار کر دوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ اس نے کہا کہ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔ ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ، جب یہ ہوا تو اللہ کے رسولؐ نے کہا یہ نکاح نہیں ہوگا اور نکاح فسخ قرار دے دیا۔ آج کے زمانے میں بھی ہم اللہ کے رسولؐ کی روایات پر نہیں چلتے۔ ہم تو اپنی دیوانگیوں پر چلتے ہیں، اپنی روایتوں پر چلتے ہیں، ہم تو پتا نہیں کیا کیا رسومات پال کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر شفاف اور فطری رجحانات ہوں تو شاید دوبارہ ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ ہم سنتِ رسولؐ اور نیاتِ رسولؐ کو پلٹ جائیں۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمیں شادی کرنا کیوں مشکل لگتا ہے؟ کیونکہ ہم تو شادی کرتے ہی نہیں ہیں، ہم پتا نہیں کیا کرتے پھرتے ہیں۔ یہ جلوس، جشن اور ناچ گانے، یہ جو ہم نے شادی بیاہ کے ساتھ طربیہ کیفیتیں لگا رکھی ہیں، ان پر دس بیس لاکھ روپیہ خرچ آجاتا ہے اور دوسری مرتبہ شادی کرنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوتا۔

سوال: کیا آپ کبھی حروفِ مقطعات کا علم کسی کو سکھائیں گے؟

جواب: معاف کیجئے گا میں تو ہر وقت ہی سکھانے کو تیار رہتا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے اتنا سارا علم کہاں سے سیکھ لیا؟ ابنِ عباسؓ کو اللہ کے رسولؐ کی دعا بھی شامل تھی۔ فرمایا سوال سے، میں سوال بہت کرتا تھا، فرمایا ابنِ عباسؓ نے میں سوال بہت کرتا تھا۔ اور جب تک مجھے سوال کا جواب نہیں مل جاتا تھا میں سوال کرتا رہتا تھا۔ اگر کوئی ایسا سوال کرنے والا ہوگا اور مسلسل سوال کرے گا تو میں بھی بتاتا رہوں گا، جو مجھے پتا ہے۔ جہاں رک گیا وہاں بس رک گیا۔

سوال: سوال ہے کہ عرصہ پندرہ سال گزر گئے، وردر پر بوسے لیتے ملاقاتیں کرتے مگر فیض نصیب نہ ہوا، مانا کمی میرے اندر ہے مگر کہاں ہے؟ وہ نظر جو میرا اندر بدل دے شدت سے اس نظر

Marfat.com

کی تلاش میں ہوں۔ آج آپ کے در پر حاضر ہوا ہوں کیا میرے نصیب میں وہ نظر ہے اور کب؟

جواب:: میرا نہیں خیال کہ ان کو نظر نصیب نہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ نظر کے نتائج جوان کے ذہن میں ہیں وہ نصیب نہیں ہیں۔ اگر اتنی اچھی اور مخلصانہ سوچ ہو تو یقیناً وہ خدا کے اچھے بندے ہیں۔ مگر ان کو پتا نہیں ہے کہ آدمی کو نظر مل جائے تو ہوتا کیا ہے؟ ان کو یہ نہیں پتا کہ نظر کے نتائج کیا ہوتے ہیں؟ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ولیِ ہند یا ہندالولی تھے۔ ہم نے دیکھا کہ شروع میں یہ ہوا جس کو آپ نظر کہتے ہیں۔ وہ ایک باغ میں نوکر تھے، مالی تھے۔ خواجہ ابوالحسنؒ کا وہاں سے گزر ہوا۔ معصوم بچے کو دیکھا، پسند آیا، کہا کھانے کو کچھ ہے؟ پسند کیوں آئے؟ دوڑ کے گئے کچھ پھل اتارے، خوب اچھی طرح صاف کیے، پلیٹ دھوئی اس میں رکھا اور حضرتِ خواجہ کی نذر کیے۔ اللہ کے اس بندے کو یہ طریقہ بڑا پسند آیا، بچے کی صورت بڑی پسند آئی، آداب بڑے اچھے لگے تو آپؒ نے ایک دانہ چبا کے بچے کے منہ میں رکھا اور دعا دی، یہ تھا نظر کا آغاز۔ پھر ہوا کیا؟ خواجہ نے بارہ سال گردش کاٹی، سفر و حضر میں گئے، علم کی تلاش کی، بارہ سال کے بعد واپس آئے اور ہندالولی بن گئے۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ ہمیں ہو کیا جاتا ہے نظر کے بعد؟ بالکل سادہ سی بات یہ ہوتی ہے کہ شبِ قدر کو جب اللہ تعالیٰ نظر کرتا ہے آسمانِ اول پر تو جن لوگوں میں خاصیت پائی جاتی ہے یا جن لوگوں کو اس قابل سمجھا جاتا ہے، ان کو Boost up کیا جاتا ہے۔ بہت سارے لوگ جو بیکار (dull) بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بہت ساری لیاقتوں کے باوجود ان کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں تو شبِ قدر کو جبرئیل امیں ان کو مَس کرتے ہیں۔ اس مَسِ جبرائیل سے ان کے اندر وہ خفتہ صلاحیتیں دوبارہ تروتازہ ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی نے دیکھنا ہو کہ اس نے شبِ قدر پائی کہ نہیں پائی؟ شبِ قدر اتنی اہم نہیں ہوتی جتنے اس کے بعد کے دن اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ جب آپ شبِ قدر پا لیتے ہو تو اس کے بعد آپ کی نیکیوں کی توفیق بڑھ جاتی ہے۔ آپ کے اچھے اعمال بڑھ جاتے ہیں۔ آپ کی درستگیِ فکر بڑھ جاتی ہے۔ آپ کے بہت سارے غلط کام ختم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ شبِ قدر کی خاصیت ہے کہ آپ کے اندر جو غالباً جو غلیظ قسم کے morbid hormones ہوتے ہیں وہ ٹوٹ جاتے ہیں، ہلکے ہلکے آنسو بہتے ہیں، بڑی ہلکی ہلکی ہوا چلتی ہے، magnetic currents چلتی ہیں اور پھر آپ کے بدن کا ایک ایک

Marfat.com

رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے جیسے magnetic قریب کرنے سے ہوتا ہے۔ پھر آپ کی آنکھوں سے ایسے آنسو بہتے ہیں جو آنسو ہوتے ہی نہیں، وہ تو لگتا ہے کسی ہارمون (hormone) کی تطہیر ہو رہی ہے۔ مگر جب آپ فارغ ہوتے ہیں تو لگتا ہے آپ دھوئے گئے ہو، تازہ ہو گئے ہو۔ آپ کی نیک اعمال کی توفیق بڑھ جاتی ہے۔ آپ کے ذہن کی سوچیں بدل جاتی ہیں۔ یہ ہوتی ہے نظر اور یہ ہوتا ہے مَسِّ جبرائیلؑ۔ مگر ہمارے ہاں بدقسمتی سے نظر کا بڑا غلط مطلب لیا جاتا ہے۔ پہاڑوں میں ناچ کود، ملنگیت، تلنگیت، سارا کچھ۔ ہم لوگ سمجھتے یہ ہیں کہ نظر کے بعد کچھ مافوق الفطرت واقعات رونماء ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں بہت سے تصوف کے سلاسل طاقت کے تصورات (power concepts) کے تحت پروان چڑھے ہیں۔ سارے کے سارے تصوف کے سلاسل آج کل اسی نظریے سے روحانیات کی حقانیت ثابت کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے ذہن میں شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں۔ میرا یقین ہے آپ کے دل کا خوف، آپ کے دل کے خوف کا ایک ذرہ کم ہو جائے اور آپ کے حزن وملال کم ہو جائیں تو آپ کو یقیناً نظر بھی نصیب ہوگی اور قدر بھی نصیب ہوگی۔

سوال: یہ ایک سوال ہے جی کہ کیا پاکستان ہمیشہ لٹیرے سیاستدانوں اور بدعنوان، مفاد پرست بیوروکریسی کے تابع رہے گا؟

جواب: اس کا جواب میرے خیال سے آپ سب کو پتا ہے کہ کوئی چیز مستقل نہیں رہتی، **"وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ"**۔ آل عمران : 140 کوئی چیز دائم نہیں ہوتی، دن بدلتے رہتے ہیں۔ قوموں کے دن ذرا زیادہ لمبائی رکھتے ہیں۔ اگر ایک فرد کا دن ایک مہینے کا ہوتا ہے تو قوم کا ایک سال، دو سال یا دس سال کا ہوگا۔ امید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ العزیز مملکتِ خدا دادِ پاکستان میں بھی وہ وقت ضرور آئے گا کہ صاحبِ ایمان، اچھی فطرت والے لوگ برسرِ اقتدار آئیں گے اور وہ وقت زیادہ دور نہیں، بہت جلد آئیں گے may be in the next election اور انشاءاللہ Pakistan will start improve in the sence of responsbility and political career

سوال: قبر کے عذاب سے بہت خوف آتا ہے اس سے کس طرح بچا جا سکتا ہے اور جو لوگ دریا

Marfat.com

اور سمندر میں ڈوب جاتے ہیں ان پر قبر کا عذاب کیسے ہوگا؟

جواب: قبر کے عذاب سے بچنا تو بڑا ہی سادہ ہے۔ آپ کے لیے دعائیں موجود ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَذَابِ الْقَبْرِ

آپ یہ دعا مانگتے رہو، اللہ ہر دعا قبول کرنے والا ہے۔ اسی طرح مرنے سے ڈرنے والے کو دعا ہے کہ

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْقَمَرَاتِ الْمَوْت وَ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ

اس کا مطلب ہے کہ جس چیز کے لئے دعا موجود ہے اس کیفیت سے بچاؤ ممکن ہے اور اگر آپ وہ دعا پڑھتے رہیں جیسے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ وَّقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ وَّ قِنَا عَذَابَ الْمِیزَان

اگر آپ یہ دعائیں مانگتے ہیں تو آپ کو تسلی ہونی چاہیے کہ یہ دعائیں کسی بھی قیمت پر رد نہیں کی جائیں گی۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے تھے کہ جس کو یقین کرنا ہو کہ اس کی دعا قبول ہوئی، تو وہ پہلے بھی درود پڑھ لے اور آخر میں بھی درود پڑھ لے۔ خداوندِ کریم کی عادتِ شریفہ ہے کہ ہر حال میں وہ درود قبول کرتا ہے، اور یہ امر محال ہے کہ دونوں طرف سے درود قبول کرے اور بیچ میں سے دعا چھوڑ جائے۔ تو اس میں آپ کی فائل رواروی پوری ہو جائے گی اور آپ کی دعا بھی قبول ہو جائے گی۔ البتہ جہاں تک خوف کا تعلق ہے تو اللہ خدا نے کہہ دیا ہے کہ

" اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب "- الرعد:28 کہ تمہیں دلوں کا اطمینان میری یاد کے بغیر نہیں مل سکتا۔ تو آپ خدا کی یاد دل میں رکھو، تسلی رکھو، دعا مانگتے رہو اور انشاءاللہ وہ آپ کے دل و دماغ کو محفوظ کرے گا۔

سوال: یہ Question ہے کہ عام طور پر سائنسی تحقیقات کے حاصلات کو قرآن کے تخلیقی اصولوں میں منضبط کیا جاتا ہے کیا قرآن کے تخلیقی قوانین کو مدنظر رکھ کر تحقیق کے اصول وضوابط نہیں بنائے جاسکتے؟

جواب: وہ وقت گزر گیا۔ یہ بات آپ کی ٹھیک ہے مگر وہ وقت گزر گیا۔ وقت تب تھا جب

Marfat.com

سائنس کی ابتداء ہو رہی تھی، لوگ ترقی کر رہے تھے۔ میرا شروع سے خیال یہ ہے کہ آپ اچھے مسلمان ہوتے، اور آپ کو خدا کی باتوں پر یقین ہوتا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ جو اس وقت بنیادی سائنسی تحقیقات کے اعلیٰ ترین اصول ہیں وہ آج سے پندرہ سو برس پہلے ہم شروع کر چکے ہوتے۔ مثال کے طور پر، ہم شروع ہی اس بات سے کرتے (اللہ پر یقین کے بعد) کہ کائنات میں تمام سیارگان ہیں، ہر چیز حرکت کر رہی ہے اور کوئی stationary Star نہیں ہے۔ مثلاً ہم شروع کرتے ہیں اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام حیات پانی سے پیدا کی ہے۔ ہم شروع ہی اس بات سے کرتے ہیں کہ پہاڑ زمین کے ساتھ اڑتالیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھاگ رہے ہیں۔ ہم شروع اس بات سے کرتے ہیں کہ زمین کناروں سے گھٹتی چلی آ رہی ہے۔ اگر ہم اچھے مسلمان ہوتے اور اللہ کی باتوں پر یقین کرتے تو آج جس جگہ سائنس پہنچی ہے ہم تیرہ سو برس پہلے اس کا آغاز اس جگہ سے کر رہے ہوتے تو آپ کو اندازہ ہوتا کہ we should have been walking on the moon now. اگر مسلمان نے قرآن پہ اعتبار کیا ہوتا تو شروع ہی وہاں سے کرتا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے بڑے بڑے لوگوں کو دانا سمجھا، اور بڑے بڑے علماء کو پتا نہیں کیا کیا سمجھا، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ان کی علمی فضیلتیں ان کو دھوکہ دے گئیں اور انہوں نے قرآنِ حکیم کی بجائے غیروں کی باتوں کو توجہ طلب سمجھا اور دوسرے خیالات کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے قرآن کی تاویل کر دی اور اس طرح ہماری تعلیمات پست رہ گئیں، اور غیر اقوام نے اپنے قوانین منضبط کر لیے۔ اب آخرِ کائنات زندگی کہاں تک جاتی ہے، آپ کو اس کی سائنس مرتب کرنے کے لیے پھر قرآن کی ضرورت ہے۔

سوال: یہ سوال ڈاکٹر ھود بھائی کے ریفرنس سے ہے، پوچھتے ہیں کہ ڈاکٹر ھود بھائی کا کہنا ہے اسلام کا سائنس سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ اس کے لیے آپ کو اسلامی سائنس کی بنیاد رکھنی پڑے گی؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔

جواب: میرا تو خیال یہ ہے کہ ان کی بات ہی نہیں سننی چاہیے۔ وہ ایک سیدھا سادھا سا فزکس کا بندہ ہے۔ پتا نہیں کس ایجنڈے پہ آیا ہے اور کس ایجنڈے سے کام کر رہا ہے۔ اغلب امکان یہ ہے کہ اس کو پتا ہی کچھ نہیں ہے۔ اس نے شاید توجہ سے کبھی قرآن پڑھا ہی نہیں ہے اگر پڑھا ہے تو

Marfat.com

انہی ویسٹرن کی طرح۔ میں ان ویسٹرن کے طرزِ فکر کا حال آپ کو سنا دیتا ہوں، اہل مغرب جب کوئی مذہب قبول کرتے ہیں تو بغیر کسی دلیل کے قبول کرتے ہیں۔ یوں سمجھ لو There is no justification for them to accept christianity in spite of always technically scientific laws around them.

ان کے پاس کسی اپنے مذہب کو قبول کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، جب وہ مذہب کو قبول کرتے ہیں تو بغیر کسی دلیل کے کرتے ہیں اور جب مذہب کا انکار کرتے ہیں تو بھی بغیر کسی دلیل کے کرتے ہیں۔ جب ان کی نیت اسلام کو رد کرنے کی ہو تو وہ کوئی scientific law نہیں استعمال کرتے ،وہ یک جنبشِ قلم کر دیتے ہیں، وہ آنکھیں بند کر کے out of emotions انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ پوری یورپی اقوام کا ایک مرض بن گیا ہے اور اس طرح وہ ہمیں جگہ جگہ ذہنی اذیت سے دوچار کرتے ہیں۔ مثلاً وہ کارٹون کیوں چھاپ رہے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ کے بھی چھاپتے رہے ہیں۔ بلکہ بدترین جگہوں پر حضرت عیسیٰؑ کا نام استعمال کرتے ہیں۔ ان کو پتا ہی نہیں لگتا کہ ہم کس ہستی سے مخاطب ہیں اور طرزِ تخاطب کیا ہونا چاہیئے۔ میں نے ایک مرتبہ ہود بھائی کو کہا تھا، بالمشافہ تو نہیں مگر میں نے ایک بار کہا تھا کہ تم سائنسدان ہو، تم کہتے ہو اسلام میں سائنسدان ہی کوئی نہیں ہے۔ تم کیا کر کے آئے ہو؟ یا تو واشگاف الفاظ میں کہو کہ میں مسلمان نہیں ہوں اور اگر مسلمان ہو تو تم بھی تو سائنسدان ہو، بجائے مسلمانوں کو طعنہ دینے کے کچھ کر کے دکھاؤ کہ میں مسلمان ہوں، میں نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ورنہ اس بارے میں یہ اتنی فضول باتیں کیوں؟ جیسے میں فزکس پہ لیکچر نہیں دے سکتا، میں حساب کتاب نہیں کر سکتا، میں اس کا ماہر نہیں ہوں، اور اس موضوع پہ لیکچر نہیں دے سکتا، اسی طرح ایک ماہرِ طبیات بھی اسلام پہ لیکچر نہیں دے سکتا۔ اگر ہم اپنی اپنی حدود میں رہیں تو شاید ہمارے حق میں اچھا ہو۔ یہ ایک احمقانہ اندازِ فکر نہیں تو اور کیا ہے کہ موصوف فزکس میں P.H.D. ہیں اور ٹانگ مذہب میں مار رہے ہیں۔ اس قسم کی حرکات سے یہ لوگ کوئی بہتری نہیں پیدا کر سکتے۔

سوال: عموماً لوگ نماز پر بہت ضرور دیتے ہیں لیکن اس کے لئے معاملات پر توجہ نہیں دیتے خصوصاً سائنسی تعلیم کے حصول میں اور سائنسی ترقی کے حصول میں۔

Marfat.com

جواب: سائنسی تعلیم یا ترقی کا تعلق تو براہ راست علم سے ہوتا ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ نے جتنی حصولِ علم کی تلقین کی ہے شاید اتنی عبادات کے لیے بھی نہیں کی۔ ابھی کل ہی میں ایک حدیث سنا رہا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میں تمہیں نماز، روزہ اور تمہارے بہت سارے اچھے کاموں سے بہتر کام نہ بتاؤں، جس کا اجر اِن سے کہیں زیادہ ہے۔ تمہارے روزوں سے اور نمازوں سے اس کا اثر کہیں زیادہ ہیں۔ تمہیں ثواب میں سب سے بڑی چیز نہ بتاؤں، تو اصحاب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بتایئے، تو فرمایا وہ آپس میں محبت رکھنا ہے۔ نماز اور روزے سے بھی بڑی چیز یہ ہے کہ انسان آپس میں اُنس رکھیں، محبت رکھیں، ایک دوسرے کا احترام کریں۔ انسانی رشتوں کی اُنسیت ان دعاؤں اور خالی عملیت سے بہت بڑا کام ہے۔

سوال: سوال ہے کہ نماز پڑھتے ہیں مگر باہر نکلتے ہوئے لائن نہیں بناتے اور وضو کرتے ہیں مگر باقی معاملات میں صفائی کا خیال نہیں کرتے درست کیا ہے؟

جواب: درست تو وہی ہے جو آپ نے لکھا ہے مگر شاید انسان میں ترتیب کے خلاف بھی جدوجہد موجود ہے۔ اگر دروازے کشادہ ہوں تو شاید قطار بندی کی ضرورت نہیں، اس کی ضرورت وہاں پڑے گی جہاں jam pack ہو جائے۔ لائن ہر وقت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہاں لائن میں لگنا پڑے گا جہاں دو آدمی اکھٹے نہ نکل سکیں۔ اگر مسجد کے دروازے اتنے کشادہ ہیں کہ سارے لوگ باہر نکل سکتے ہیں تو کوئی مسئلہ تو نہیں ہے۔ باقی وضو کرتے ہیں اور معاملات میں صفائی نہیں رکھتے تو یہ الٹا دیکھنا چاہیے کہ کمال کی بات ہے کہ اتنے سُست اور نالائق ہیں کہ کسی معاملے میں صفائی نہیں رکھتے مگر وضو کرتے ہوئے کر گئے۔ اس کو الٹا دیکھیں گے تو آپ تھوڑا سا ان کو معاف کر دیں گے۔

سوال: یہ ایک سوال انگلینڈ سے آیا ہے کہ توہین آمیز خاکوں سے ہمارا خون کھولتا ہے ہم U.K میں جو طالبعلم ہیں I.T. Experts نہیں ہیں وہ کیا روّیہ اپنائیں؟

جواب: میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس وہ روّیہ موجود ہے کہ جب اصحابِ رسول ﷺ میں طاقت نہیں تھی اور ان پہ بے تحاشا ظلم وستم ہو رہے تھے۔ آپ کو صرف ذہنی کوفت برداشت کرنی ہے ان پہ جسمانی مظالم بھی ہو رہے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے صبر وتحمل سے تمام اثر کو قبول

Marfat.com

کیا۔اس صورتِ حال میں قرآنِ حکیم کی ایک آیت آپ کے سامنے رہنی چاہیے۔ **وَلَا تَهِنُوا** کہ ہماری یاد میں سستی نہ کرنا، ہمارے بارے میں تغافل نہ برتنا، **وَلَا تَحْزَنُوا** اور غم نہ کرنا افسوس کا شکار نہ ہو جانا، اس سے تمہاری اہلیت متاثر ہو گی۔حزن و ملال کسی مسئلے کا حل نہیں اور غم کے مراحل سے گزر گئے تو ہمیں عزت وجلال کی قسم ہے کہ **"وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ "** **-آل عمران: 139** تم ہی غالب ہو اگر تم ایمان والے ہو۔تو اے میرے بڑے عزیز دوست جو آپ وہاں موجود ہو، یہ دیکھنے کی ضرور کوشش کرنا کہ تم مومن ہو کہ نہیں ہو کیونکہ یہ وعدہ مومنین کو پہنچتا ہے، صاحبِ اخلاص مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔یورپ جس قسم کی حرکتیں کر رہا ہے یہ انفرادی شرارت کے روّیے ہیں۔کہ ان کی قوم کو تو اس بات کا کوئی ہوش ہی نہیں ہے۔جیسے ڈاکٹر آرم سٹرانگ نے کہا ہے کہ وہ جان بوجھ کر قرآن نہیں پڑھتے، وہ سارے متقابل مذاہب کو پڑھتے ہیں لیکن خوف کے مارے قرآن کو نہیں پڑھتے۔ان کے دل و دماغ پر یہ آسیب چھایا ہوا ہے کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے پڑھنے سے شاید ہمارا دین بدل جائے گا۔میں نے جیسے ابھی آپ سے پہلے بھی عرض کیا کہ یہ ویسٹرن کا ایک بہت ہی عجیب روّیہ ہے کہ جب وہ کسی مذہب کو قبول کرتے ہیں تو کسی قسم کی reasoning نہیں طلب کرتے، نہ عقل کی بات سنتے ہیں، اور عجیب و غریب مذاہب کو مان لیتے ہیں۔اس طرح بغیر کسی دلیل کے مذہب کا انکار کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا کیا برا منانا؟ ایک اور بھی روّیہ اللہ نے بتایا ہے کہ اگر اس قسم کے حالات سے واسطہ پڑے تو سلام کرو، رخصت ہو جاؤ اور اللہ سے فتح، نصرت اور تائید مانگو۔انشاء اللہ آپ کی قوم کو مسلمانوں کو یہ اللہ کا وعدہ بھی ہے۔آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہمیں اور آپ کو کتنی محبت ہو گی رسول اللہ ﷺ سے، سب سے زیادہ محبت تو اپنے رسولؐ سے اللہ کو ہے۔اور وہ جو صاحبِ قدرت ہے، صاحبِ طاقت ہے، جو پل بھر میں دنیا کو فنا کر سکتا ہے، ملک اجاڑ سکتا ہے، بستیاں الٹی اور اوندھی کر دیتا ہے۔اس نے بہت ساری پہلی اقوام کو عبرت کا نشان بنایا، ان کو بھی عبرت کا نشان بنا سکتا ہے۔تو اگر کوئی رکاوٹ پڑی ہوئی ہے تو اس میں شاید حکمتِ الہیاء یہ ہے کہ ان میں ایک اگر شر سے سوچتا ہے تو شاید کچھ بہتر بھی سوچتے ہوں گے۔ہمیں فی الحال اپنے اس کرب و بلا سے گزرنے کے لیے جنابِ رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کی محبت کو اپنے دل میں سموئے رکھنا ہے۔اگر وہ یہ کوشش کر

Marfat.com

رہے ہیں کہ ان خاکوں سے آقا اور رسول ﷺ کی محبت ہمارے سینوں سے ختم ہو جائے تو ہمیں یہ ضد ہے کہ ہم اس محبت کو اپنی قبر تک پالے رکھیں گے۔

سوال: کیا ایک صوفی اپنے سے پہلے صوفی یا مرشد کی زندگی کو مدِ نظر رکھ کر راہِ حق پر چلتا ہے یا وہ اپنی ذات میں جدا ہوتا ہے اور ماضی سے لاتعلق ہوتا ہے؟

جواب: اقبالؒ نے ایک دفعہ کہا تھا کہ: "Every mystic has an individual victory over time and space "

اس نے کہا تھا کہ ہر وہ شخص جو خدا کی طرف چلتا ہے وہ انفرادی طور پر زمان و مکان پر فتح پاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ماحول کے خلاف، ان کی شدتوں کے خلاف، بحرانوں کے خلاف وہ ایک ایسا رستہ اپناتا ہے جو عمومیت کا نہیں ہوتا اور وہ پھر اس رستے پر چلتے ہوئے خدا کے حضور پہنچتا ہے۔ دیکھئے بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اگر ایک آدمی اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے تو ایک صوفی اللہ کی اس بات پر عمل کر رہا ہوتا ہے **"وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى"- النازعات: 40** تو وہ اپنے نفس اور ہوا کی مخالفت میں اپنے آپ کو استوار کر رہا ہوتا ہے اور ان عادت کو اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اسے اللہ کے نزدیک لے جائیں۔ مرشد کی زندگی عبادت کی زندگی نہیں ہوتی۔ اسے تو اگر کسی استاد سے کوئی اُنس ہوتا ہے تو ان اصولوں اور ان باتوں کی وجہ سے جس نے اس کی زندگی کی رہنمائی کی ہوتی ہے۔ پھر وہ استاد کی عادت کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی کوشش کرتا ہے ورنہ مقصد میں اور نتائج میں ہر فرد اپنے اللہ کے ساتھ تنہا ہوتا ہے، اپنے مقام میں، خیال میں تنہا ہوتا ہے۔ جیسے سید ہجویریؒ جب خراساں کی پہاڑیوں سے گزرے تو فرمایا میں نے سینکڑوں صوفیاء دیکھے جو خوش نظر تھے، کچھ خوش وقت تھے، کچھ خوش خیال تھے۔ یہ مختلف مراحل ہیں فکر و عمل کے۔ تمام، تمام تمام تصوف شہرِ علمیہ ہے، علم کا سفر ہے۔ تصوف کوئی الٹی چھلانگیں مارنے کا سفر نہیں ہے، جمناسٹک نہیں ہے۔ تمام تصوف سفر ِ علمیہ ہے، ایک منزل اور ایک مقام سے گزر کر آگے بڑھنے کا یہ تمام تر سفر خدا کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس کو ہم Journy of out growth کہتے ہیں۔ ایک کیفیتِ ذات سے دوسری کو جاتا ہے، ایک غم کو بھلا کر دوسرے غم کو قبول کرنے کا نام ہے۔ سب سے بڑی خواہش یہ ہونی ہے

Marfat.com

کہ ہم اللہ کی قربت کے لیئے وہ تمام خامیاں الیے اور رکاوٹیں دور کر لیں جو ہمیں اللہ کے پاس جانے سے روکتی ہیں، یہ کاوشیں کچھ کامیاب ہوتی ہیں اور کچھ نہیں ہوتیں مگر اگر آپ تحصیلِ علم میں ہو تو خدا کی مہربانی ہمیشہ آپ پر نازل ہوتی رہتی ہے۔

سوال: What is the role of Imran khan in the current and future politics of Paksitan

جواب: بڑا دلچسپ سوال ہے میں بھی یہ سوچ رہا ہوں آج کل کہ

What is possible in the role of Imran Khan probably when we think about his career as a politician personality جو۔ یہ آج کل جس طرح ہم ایک بہت بڑے بحران میں ہیں crisis ہمارے ارد گرد ہیں we can only say he is a honest man and we can say he is courageous, he is bold, he can super power his ideas. اس کا اپنا ایک ویژن ہے، وہ ایک محبِ وطن اور نظریاتی انسان ہے۔ مگر سچ پوچھو تو اس سے ایک سوال کرنے کا میں بھی حق رکھتا ہوں۔ آپ نے ایک تحریک چلائی اس کا نام آپ نے تحریکِ انصاف رکھا، تو بھائی جب چیف جسٹس بحال ہوئے تو آپ کی تحریک خاتمے تک پہنچ گئی ہے۔ So now better change the objectives آپ اسے کہہ بھی رہے کہ آپ نے تحریک چلائی، انصاف کی جدوجہد کی، لوگوں نے ساتھ دیا، آپ کا ساتھ نہیں دیا چیف جسٹس کا ساتھ دیا، آپ نے بحران کا ساتھ دیا اور ماشاء اللہ تعالیٰ العزیز ہم نے ایک مقصد حاصل کر لیا۔ ہم نے عدلیہ کی بحالی کیلئے جو قدم اٹھایا تھا اس میں کامیاب ہو گئے۔ جب آپ کامیاب ہو گئے تو اس تحریکِ انصاف کا مزید جواز نہیں بنتا وہ I have already suggested to him تحریکِ انصاف کی بجائے اب آپ پاکستان انصاف پارٹی کی بنیاد رکھو، تاکہ لوگوں کو واضح ہو جائے کہ اب آپ تحریک نہیں ہو بلکہ ایک مکمل شعوری فیصلے کے ساتھ قوم کو ایک موقف دینے والے ہو۔ اور مستقبل میں آپ اس کا منشور طے کریں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ کچھ دنوں میں جب وہ اس طرف پلٹیں گے تو اس کی نوعیت

Marfat.com

بدل جائے گی، تحریک انصاف کی نوعیت بدل جائے گی اور ایک مکمل نظام، ایک مربوط قسم کا سیاسی لائحہ عمل تیار ہو جائے گا۔ آپ کے سامنے ہے کہ کوئی انسان عقلِ کل نہیں ہوتا اور کوئی انسان تمام مسائل سے اکیلا نہیں نمٹ سکتا۔ ہمیں اپنے احباب میں، دوستوں میں اشتراکِ عمل رکھنا چاہیے۔

یہ غلط بات ہے A single leader is not permissionable in Islam کیونکہ پیغمبر ﷺ تو گزر گئے، اب ہم مسلمان ایک شوریٰ نظام سے آگے بڑھ سکتے ہیں اور ہمارے شوریٰ نظام میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم لوگ ذہانتوں کی توہین نہ کریں۔ اگر ہمارے پاس اچھے، قابل لوگ، سمجھدار لوگ موجود ہوں جو ہمارے سسٹم کو آگے بڑھا سکتے ہیں تو بغیر کسی حسد، کینہ اور بغض کے ہم ان کے اہلیت اور لیاقت کو تسلیم کریں اور ہم اپنی جدوجہد میں اپنے دوستوں اور احباب کو ساتھ لے کر چلیں۔ اگر کسی معاملے میں آپ کو نہیں پتا Suppose i problem, with I.T.am not an I.T. specialist and i have a تو ہمیں چاہیے کہ اپنے I.T. کے دوستوں کو کہیں کہ تم آگے بڑھ کر قیادت سنبھالو۔ جب کسی معاملے میں ہمیں کسی علم کا نہیں پتا یا علم کم ہے تو We should allow people, we should allow our friends. اور مراتب کے فرق نہیں صرف عزت کے اعتبار سے تھوڑا بہت فرق ہو سکتا ہے، مگر وہ مراتب کا فرق نہ ہو۔ حدیثِ رسول ﷺ ہے اگر دو بھیڑیے بکریوں کے کسی گلے میں پھینک دیے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا انسان کی دو خواہشات نقصان کرتی ہیں۔ وہ انسان کی مال اور مرتبے کی خواہش ہے۔ اگر ہم ایک ایسا classless معاشرہ تخلیق کرلیں، وہ پیسے کے لحاظ سے نہیں ہو سکتا، دماغ کے لحاظ سے نہیں ہو سکتا۔ ایسا معاشرہ ایک لحاظ سے ضرور ہو سکتا ہے کہ عزت، محبت، حرمت، ایک دوسرے کا اشتراکِ عمل، اخلاص ایک اور دوسرے کا احترام، برابری اس صورت میں ہو سکتی ہے۔ اس میں Classlessness آسکتی ہے۔ البتہ اللہ کے دین میں نہیں آسکتی۔ اس میں گنجائش ہی نہیں ہے کیونکہ اللہ عقلِ کُل ہے، مکمل دماغ ہے۔ اگر ایک brain کسی اور طرف کا ہے اور دوسرا کسی اور طرف کا ہے تو وہاں بھی classless نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے تفاوت پہ چیزیں تخلیق کی ہیں، تفریق کی ہے۔ انفرادی حیثیت میں یہ جو ایک نمونے کے لوگ ہوتے ہیں، یہ کبھی بھی

Marfat.com

انقلاب نہیں لا سکتے۔ دیکھیں ناں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ عجیب و غریب لوگ رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی نوعیت اور نیت ایک اور طرز کی ہے، اور عمرؓ کو دیکھیں تو بالکل دوسری انتہا پر نظر آتے ہیں۔ علیؓ بالکل اور ہیں اور عثمانؓ بالکل کچھ اور ہیں، ابنِ مسعودؓ اور ہیں ابنِ عباسؓ اور ہیں۔ تو کسی معاشرے میں اصل لطف یہ ہوتا ہے کہ ان کا نصبُ العین ایک ہو اور طبع جدا جدا ہوں، فطرت الگ الگ ہو اور اندازِ زندگی اپنا اپنا ہو۔ وہ ایک ایسی multi genius society ہے جس نے آگے جا کر ساری کائنات کو بدل دیا، ساری دنیا کو بدل دیا تو We don't want a single class attitude. ایک پگڑی نہیں چاہیے، ایک قسم کی مونچھ نہیں چاہیے، ایک قسم کی شکل نہیں چاہیے، ایک قسم کے ہاتھ پیر نہیں چاہئیں بلکہ ایک قسم کی سوچ پر اتفاق چاہیے۔ اگر کسی کی مونچھ چھوٹی بڑی ہو تو خیر ہے۔

سوال: Is there any hope of improvment in current problem of pakistan related to good governance load shedding and inflation?

جواب: لوڈشیڈنگ کے بارے میں تو آپ جانتے ہی ہو ایک بڑی عجیب سی بات جسے ہمارے ایک بڑے specialist scientist نے کہا ہے ہمارے پاس اتنا کوئلہ موجود ہے کہ اگر ہم 50,000 میگا کلوواٹ بھی بجلی پیدا کریں تو ہم آٹھ سو برس تک بجلی میں خودکفیل ہو سکتے ہیں۔ یہ کسی عام بندے کا بیان ہوتا تو شاید بحران پڑ جاتا مگر یہ ڈاکٹر ثمر مبارک مند کی بات ہے کہ ہم آٹھ سو برس تک 50,000 میگا کلوواٹ بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔ اتنی تو ہماری ضرورت ہی نہیں ہے۔ تو بات یہ ہے کہ ہمیں تو وہ لوگ چاہئیں جو اسے سنبھال کر سکیں، دیکھ بھال کر سکیں اور ہم آٹھ سو برس تک کم از کم بجلی کے بحران سے بے نیاز ہو جائیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہمارا تنظیمی ڈھانچہ قابلِ رشک نہیں، نہ ہی ہماری آرگنائزیشن قابلِ ذکر ہے۔ لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہو گا کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔

خواتین و حضرات! حکومتیں کس لیے بنتی ہیں؟ یہ بتانے کے لیے کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ آپ کا خیال یہ ہے کہ حکومتیں اس لیے بنتی ہیں کہ وہ آپ کو بار بار کہیں کہ ہمارے پاس پانی

Marfat.com

نہیں ہے، ہمارے پاس resouses نہیں ہیں۔آپ روٹی مانگو تو کہیں گے کہ جی وسائل ہی نہیں ہیں، آپ کوئی دھات مانگ لو تو کہیں گے کہ ہمارے پاس پہاڑ نہیں ہیں، آپ کوئی غلہ مانگو تو کہیں جی زمین نہیں ہے۔ This is a very stupid attitude of all the governments. ادھر دیکھو آپ کے پاس دنیا کی سب سے بڑی معاشی طاقت جاپان کی مثال موجود ہے۔اس کے پاس کیا ہے؟ کیا وہاں گندم بڑی اُگتی ہے، چاول بڑے اُگتے ہیں، دھاتیں بڑی ہیں؟ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ساری دنیا سے scrape اٹھا رہا ہے، کیا کیا کچھ کر رہا ہے، انہوں نے اپنی مانیٹری پالیسیاں ایسی بنا رکھی ہیں کہ ماشاءاللہ It is one of the most leading countries. آپ چین کی مثال لیجئے۔ہماری سولہ کروڑ آبادی ہے جبکہ چین کی ایک ارب سے زیادہ آبادی ہے۔آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کہاں پہنچ گیا اور ہم کہاں کھڑے ہیں۔وسائل کی جہاں تک بات ہے، گزشتہ دنوں پاکستان کے قدرتی وسائل کی جو لسٹ آئی تھی اس کے مطابق ہمارے ملک کے وسائل ہمارے لوگوں کے لیے کافی ہیں مگر There is no way to employ to arrange and to use them in the favour of the people. آپ کوشش کرو، دعا کرو اور ایک احسان کرو کہ آپ کسی ایسے شخص کو منتخب نہ کرو جو نااہل ہو۔قیادت کا انتخاب برادری کی بنیاد پر نہ کرو بلکہ صلاحیت اور اہلیت کی بنیاد پہ کرو۔آپ کوشش کر کے دیکھو کہ انشاءاللہ کبھی نہ کبھی کوئی کارآمد بندہ آپ ڈھونڈ لو گے۔ مجھے امید ہے کہ آنے والے وقتوں میں آپ کم از کم ان پھندوں (traps) سے بچ کر ملک وملت کے لیے سوچو گے، لوکل ذمہ داریوں سے ہٹ کر اپنی ملکی ذمہ داری کا احساس کرو گے۔انشاءاللہ انقلاب آپ کے در پر دستک دے رہا ہے مگر یاد رکھیئے revolution دستک نہیں دے رہا بلکہ evolution دستک دے رہا ہے۔ You have to understand and change. You don't have to burn yourself into the fire - "understand and change".

سوال: کیا شیطان کا کوئی مادی وجود ہے اگر ہے تو اسکی کیا صورت ہے؟

جواب: خواتین وحضرات! شیطان جن ہے، ابلیس جنات میں سے ہے۔فرشتہ نہیں تھا

Marfat.com

مگر اللہ کی بڑی مہربانی تھی کہ اللہ نے اسے کھلی چھٹی دی، اس کو آگے آنے دیا، آگے بڑھ کر وہ اتنا عبادت گزار نکلا کہ وہ افضل الملائکہ ہوا اور پھر اس کی عبادات فرشتوں سے بھی بڑھ گئیں۔ایک بات آپ سے کہوں کہ اب بھی جو شیطان، جنات اور ملائکہ کے تصورات ہیں، یہ اس طرح کے نہیں ہیں جس طرح آپ سمجھتے ہیں یا آپ کے ذہن میں ہیں۔درا صل اللہ تعالیٰ تخلیق کر رہا تھا۔ میں بھی اگر خالق ہوتا تو ایسے ہی کرتا۔دیکھو میں ایک چیز بناتا ہوں، جب میں کوئی چیز بنا رہا ہوں، تخلیق کر رہا ہوں تو خالق اور تخلیق کے رتبے میں ایک بہت بڑا فرق پڑ جاتا ہے، بہت بڑا فرق یہ پڑ جاتا ہے کہ جیسے آج آپ کے بڑے بڑے سائنسدان Robots بنا رہے ہیں۔ان کے نام رکھیں گے 3 plus, A2, T15، ادھر آسمانوں پہ بھی جو تخلیقات جاری تھیں اس میں مختلف Robtic creations ہو رہی تھیں مختلف elemental تخلیقات، کسی میں یہ عنصر استعمال کیا گیا کسی میں وہ۔کسی کو گیشئیس والیوم (Gaseous volumes) سے کسی کو انرجی (energy) سے تخلیق کیا گیا۔جنات کو انرجی کی بیس (base) دی گئی۔شیاطین کو وولیٹائل گیسز (volatile Gases) کی بیس دی گئی۔تھوڑا سا اگر آپ غور کرو تو انسان اس پیٹرن (pettren) کو کاپی کر رہا ہے بلکہ سارو گیٹ (surrogates) بنالئے ہیں، اوریجنل کاپیاں (original copies) بنالیں۔اب کمپیوٹر ایسے بنائے جا رہے ہیں جن کو انسان بڑی جدید ترین شکل دے رہا ہے۔آپ نئی نئی تخلیقات کر رہے ہو، ساتھ ہی ساتھ ان کے نام بھی رکھ رہے ہو۔ ہوا یہ کہ یہ ساری کی ساری تخلیقات یہ روبوٹک کریئشن (Robtic creations) جب اللہ تعالیٰ بنا رہا تھا تو ان کی صفات بھی اس کو پتا تھیں، ساری عادات بھی پتا تھیں، ان کے قوانین بھی مرتب کر رہا تھا۔مگر اس کے ساتھ اس کو خیال آیا..... یار! میں کسی Robo کو آرٹیفیشل انٹیلی جینس (artificial intelligence) بھی تو دوں۔دیکھو خدا کی اور آپ کی صنعت میں ایک فرق ہے، یہ اللہ کی تاریں (اپنی کلائی کی شریانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) پڑی ہوئی ہیں اور آپ کو فی الحال کوئی ایسا میٹریل نہیں ملا ہے کہ جس میں یہ ڈال سکیں۔تو یہ سارے سسٹم کو آپ کبھی بھی کہیں بھی اُس روبوٹک کریٹیویٹی (Robotic creativity) سے جدا نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو بنایا تو اس نے یہ فیصلہ کیا کہ یار

Marfat.com

ایک ایسی مخلوق بناؤں جس میں جبر سے رجسٹر (register) نہ کراؤں ایک چوائس رجسٹر (choice register) کروں کہ اگر یہ چاہیں تو مجھے مانیں، چاہیں تو نہ مانیں "**إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً**" - الانسان:3 تو اگر دیکھا جائے تو ہمیں آرٹیفیشل انٹیلی جینس (artificial intelligence) دے دی گئی۔ آج کل سائنسدان ڈرتا ہوا یہ صلاحیت نہیں دیتا، اس کا خیال یہ ہے کہ اگر میں نے یہ صلاحیت کمپیوٹر کو دے دی تو سب سے پہلے یہ مجھے ہی مار دے گا۔ ظاہر ہے سب سے زیادہ بے انصاف انسان ہی ہے۔ اس کو آپ کنفیوژن تو نہیں دے سکتے، جب آپ کسی روبو (Robo) کے اندر بنیادی پروسیسنگ چپ (processing chip) ڈالو گے تو اس میں آپ basic instruction feed تو ضرور کرو گے۔ آج یہ جو آپ کہتے ہیں کہ آپ کے جینز (genes) میں سب کچھ لکھا ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو پرنٹ آپ کے اندر بیسک جین (basic gene) کا ہے جسے آپ روح کہتے ہو، اس کے اندر آپ کی ساری پروگرامنگ موجود ہے، تمام پروگرامنگ موجود ہے اور intelligence artificial بھی موجود ہے اور اس کی وجہ سے آپ فیصلہ کرنے کا اختیار بھی رکھتے ہو۔ اب جو جنات وغیرہ ہیں They are not supirrior, obviously in the list of all these robotic creations man is the best, man is the best. کیونکہ اس کی simulation اس کی قوتِ خیال اور اس کا تمام تر جو سٹرکچر (structure) ہے وہ باقی تمام creative forces سے بہتر ہے۔ اسی لیے ہمارا انجام ایک ایسے سسٹم کے لیے بنایا گیا ہے جو کائنات میں سب سے منفرد ہے۔ جیسے اس زمین کے لیے فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں مگر آپ کا مقام اس سے بھی بڑا ہے جو یوٹوپیا (utopia) اللہ نے تخلیق کیا ہے جو جنت بنائی ہے دراصل آپ اس مقام کے محافظ ہیں۔ آپ نے وہاں جا کر اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرنی ہے only the only test is کہ آپ مصائب سے آلام سے مسائل سے گزرتے ہوئے آپ کا basic processing chip کہیں forgetfulness کا شکار نہ ہو جائے۔ یہ اصل مقصد ہوتا ہے ورنہ شیطان اور فرشتوں کی بندے کے مقابلے میں کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

سوال: سوال ہے کہ ہمیں رسول اکرمؐ نے احسان کرنے کا حکم دیا کہ لوگوں پر احسان کرو۔ اور پڑھا بھی یہی ہے مگر میں نے ایک جگہ حضرت علیؓ کا بھی ایک ارشاد پڑھا ہے کہ جس پر احسان کرو اس کے شر سے بچو۔

جواب: خواتین و حضرات بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات لوگ موقع کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سب سے بدترین لوگ وہ ہیں جو احسان فراموش ہوتے ہیں مگر اس کی ایک وجہ ہوتی ہے، ایک آدمی کینہ و بغض اور احساسِ کمتری کا شکار ہو تو وہ کسی کا احسان مانتا نہیں۔ وہ جب کسی سے کام لے گا، خدمت لے کے یہ سمجھے گا کہ میں نے حیلے بہانے سے اسے اپنی ہمدردی پر آمادہ کر لیا ہے اور میں نے اس اعتماد کو exploit کرنا ہے۔ اگر آپ اطراف پہ نگاہ ڈالو تو بہت ساری جو خیرات ہے وہ جبر کی طرح ہوتی ہے۔ کوئی شکل ایسی بُری بنا کر آتا ہے کہ آپ خیرات دینے پر مجبور ہو، کوئی آواز اتنی مکروح نکالتا ہے کہ آپ خیرات دینے پر مجبور ہو، کوئی ایسے آہ و فغاں میں لگا ہوتا ہے تو یہ سارے پیسے نکلوانے کے بہانے ہیں۔ جو مانگ رہا ہے، جو بیٹھا ہوا ہے۔ He is professionally a very clever man, he is exploiting either fear or guilt or any thing in you to get or extract money from you. ظاہر ہے ایسے کسی شخص پہ احسان کرنا ہو تو اس کے شر سے بچنا پڑے گا۔ کیوں بچنا پڑے گا؟ اس لیے کہ اگر اس نے آپ کی کمزوری دیکھ لی تو بار بار اس کا فائدہ اٹھائے گا۔ اگر اس نے آپ کی کمزوری بھانپ لی تو وہیں بار بار حملہ کرے گا۔ اس نے خوف دیکھ لیا تو اور ڈرائے گا آپ کے اندر غمزدہ طبعیت دیکھ لی تو آپ کو بار بار پریشان کرے گا۔ یہ بڑے گہرے مطالب والی بات ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہ نے کہی مگر احسان کرنے کا مطلب کچھ اور ہے۔ احسان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں کے صلے کی خاطر نہیں بلکہ خدا کے لیے لوگوں سے ہمدردی برتو اور صلہ بھی اسی سے طلب کرو۔ آپ کو کبھی پریشانی اور پرابلم نہیں آئے گی۔

سوال: What is historical back ground of the shia sunni conflict and what's the possible root cause of this conflict.

Marfat.com

جواب: It is very long debate اگر ہم اگلے سیشن میں شروع ہی اسی سے کر دیں تو کوئی حرج تو نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ موضوع بہت بڑے تاریخی اسباق میں سے ہے۔ اور آپ کا کھانا بھی قریب آ رہا ہے تو یہ نہ ہو کہ کھانے پہ شیعہ، سنی فساد ہو جائے۔ It is very long historical discussion دیکھو جی اس کے لئے ہمیں پندرہ سو سال کے تاریخی صفحات پھرولنے پڑیں گے۔ مگر ایک بات میں آپ کو ضرور بتا دیتا ہوں کہ جب اسلام میں کمزوری آئی، جب لوگوں نے نیچے اترنا شروع کر دیا، جب اللہ اور اس کے رسولؐ کی بجائے ہماری محبتوں کی centricity indivuals کو پلٹ گئی، جب افراد میں پلٹ گئیں تو ہم گروہوں میں بٹ گئے۔ ہم میں سے کوئی سنی ہو گئے، کوئی شیعہ ہو گئے۔ اب بھی جب علم زیادہ ہو گا تو ہم اللہ کو جائیں گے ، رسول اللہ ﷺ کو جائیں گے۔ جب علم کم ہو گا تو ہم افراد پر مرتکز ہو جائیں گے۔ میرے لئے میرا خیال یہ ہے کہ اصحابِ رسولؐ سے یکساں طور پر رہنمائی لی جا سکتی ہے۔ اگر میں ایک بات یہ سیکھتا ہوں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہ ایمان بیم و رجاء کے درمیان ہے۔ تو میں اس سے بھی کہیں قیمتی سبق حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے سیکھتا ہوں کہ میں نے خدا کو اپنے ارادوں کی شکست سے پہچانا۔ میں نے اپنی زندگی میں جو سب سے بڑا اصول برتا وہ حضرت عمر فاروقؓ کا ہے کہ ہم دھوکا نہیں دیتے مگر دھوکے کی ہر قسم پہچانتے ہیں۔ تو وہ تو ایک ایک فرد ایسا ہے اور ایسے ایسے نادر اصول ہمیں دے گئے ہیں کہ ہم زندگی گزار سکتے ہیں۔ میں کیسے ان میں گروہی تفریق پیدا کر سکتا ہوں۔ وہ اللہ کے پیارے تھے ، اللہ کے محبوب تھے ۔ ایک کے بارے میں خدا کہتا ہے ثانی اثنین اور صاحبِ فی الغار، ایک کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے کہ اے پیغمبر یہ جو تیرے ساتھ جو غار میں تیرا دوست اور ساتھی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس سے کہو کہ تو مت ڈر اور دوسرے صاحب ہیں جن کے بارے میں کہا گیا **اَلْحَقُّ یَنْتِقِ عَلٰی لِسَانِ عُمَرْ** کہ حق جو ہے کبھی کبھی حضرت عمرؓ کی زبان کا ساتھ دیتا ہے۔ جناب علی المرتضیٰؓ کے بارے میں رسول اللہؐ خیبر میں فرما رہے ہیں کہ آج علم اس کے ہاتھ میں دوں گا جسے اللہ اور رسولؐ سے بڑی محبت ہے اور جس سے اللہ اور رسولؐ کو بڑی محبت ہے۔ یار کیا ہو گیا ہے ہماری عقلوں کو کہ ہم ان لوگوں میں تفریق کرتے پھرتے ہیں۔ کیا ہم عثمانؓ سے کسی کو لڑائیں گے، علیؓ سے کسی کو لڑائیں گے۔

Marfat.com

اصحابِ رسولؐ میں ہم اس قسم کے اختلافات ڈھونڈیں، یہ جسارت ناممکنات میں سے ہے ۔فرق ہماری نیتوں میں ہے، ہمارے اخلاص میں ہے ۔ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو سناتا ہوں کہ جب جنابِ ابوبکر صدیقؓ اور جنابِ علی المرتضیٰؓ مسجدِ نبوی کے دروازے پہ آئے اور حضورؐ وفات پا چکے تھے۔آپ دونوں کی آمد بیک وقت ہوئی، تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے وہاں بڑا لمبا قصیدہ پڑھا کہ اے ابو بکر صدیقؓ آپ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھی ،آپ ثانی اثنین، آپ صاحبِ فی الغار، آپ کے بارے میں حضورؐ فرماتے رہے کہ میں اور ابو بکرؓ، عمرؓ..... ! آپ آگے بڑھیں۔ جنابِ ابوبکر صدیقؓ نے جب یہ سنا تو کہا نہ بابا یہ تو کوئی فضیلت ہی نہیں ہے۔ پھر انہوں نے ایک قصیدہ شروع کیا..... علیؓ آپ بابِ علم، آپ شیرِ خدا، میں آپ کے ہوتے ہوئے قدم کیسے بڑھا سکتا ہوں۔خاصا وقت گزر گیا پہلے آپ اور پہلے آپ میں۔آخر فیصلہ ہوا یار دونوں اکٹھے قدم بڑھاتے ہیں، اس طرح تو کوئی بھی نہیں داخل ہو پائے گا۔کیونکہ کوئی بھی انکسار میں پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔تو دونون نے بالآخر ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے قدم بڑھائے اور روضۂ رسولؐ میں داخل ہو گئے ۔مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ہم ان میں کیسے تفریق کر سکتے ہیں۔ Through out the islamic period حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں، حضرت عمرؓ کے زمانے میں چیف جسٹس کا عہدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ کے پاس تھا۔وہی عالم اسلام کے چیف جسٹس تھے۔جب خلفاء باہر جاتے تھے تو حضرت علیؓ ہی قائم مقام خلیفہ ہوا کرتے تھے۔عقل حیران ہوتی ہے، ہم کہاں سے ان اختلافات کو ہوا دیتے ہیں۔ یہ تو ایک انتہائی انفرادی سوچ اور شخصی رویہ ہے۔ I don't think this is wise enough to create such a gap between these people. ہم اپنی عقل بھی ضائع کریں گے، اخلاق بھی ضائع کریں گے اور علم بھی ضائع کرتے ہیں۔

سوال: **سر لوگ کہتے ہیں اللہ کی یہ مرضی ہے اللہ کی وہ مرضی ہے۔سر یہ لوگ اللہ کی مرضی کو جان کیسے لیتے ہیں؟**

جواب: مجبوریوں سے۔ جب ہم اپنی مرضی کر چکتے ہیں اور جب کام نہیں ہوتا تو پھر اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔

Marfat.com

سوال: لیکن سرَ یہ کیسے clear ہوتا ہے کہ اللہ کی یہ مرضی تھی؟

جواب: دیکھو بات یہ کہ بندے کی عادت ہے کہ اللہ کی مرضی کو سب سے آخر میں جاتا ہے۔وہ پہلے اپنے کام کرتا ہے، اسباب پوری طرح تلاش کرتا ہے، ڈھونڈتا ہے، ان کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ فیل ہو جاتا ہے تو پھر اس کو کسی ایک super natural power کا خیال آتا ہے۔ مگر آج کل لوگ اللہ کی مرضی نہیں گنتے ہیں۔آج کل لوگ دوسری طرف چل پڑے ہیں۔سحر ہو گیا، جادو ہو گیا، عمل ہو گیا، کسی نے کام باندھ دیا، کسی نے نظر بندی کر دی۔اب اللہ اور پیچھے چلا گیا ہے۔جوں جوں جہالت بڑھتی ہے نا، تو خدا لوگوں کے دل و دماغ سے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے ۔اس لیے اللہ کی مرضی صبر اور توکل کے باعث ہے اور اس کو راضی برضا ہونا کہتے ہیں ، readiness کہتے ہیں۔شکسپئر (Shakespeare) نے دو جملے ایسے کہے ہیں کہ کبھی ان کی بڑی تعریف کی جاتی تھی ۔ اُن میں سے ایک تو Rigtness is all ہے۔اور ایک ہے Readiness is all۔مگر مسلمانوں کے مقدر میں تو ازل سے یہ دونوں سچائیاں نا قابلِ تردید اسباق کے طور پر موجود ہیں۔ہم تو ہمیشہ سے کہتے چلے آئے ہیں کہ Rightness is all اور Readiness is all ۔اس میں Rightness is all کا مطلب یہ ہے کہ حق ہی غالب ہوتا ہے۔اسی طرح Readiness is all کا مطلب ہے کہ ہمیشہ تیار رہو۔ قسمت اور مقدر کے ساتھ معاملہ فہمی کے لیے ہمیشہ تیار رہو۔تو یہ اسی وقت ہوتا ہے جب ہمارے اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔no way out is left، جیسے موت پہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ ترین ڈاکٹر جب بندے کی وفات نہ روک سکے اور جب وہ مر جائے تو آپ نے دیکھا ہے کہ جو بھی لوگ جمع ہوتے ہیں، کہتے ہیں کہ اللہ کی مرضی یہی تھی۔گویا اس سے پہلے ہماری مرضی چل رہی تھی۔ He was trying to save the person, he did his best, he failed. اب اللہ کی مرضی ہے۔

سوال: کیا خدا کو جاننا اور تسلیم کرنا ضروری ہے؟ کیا اللہ کے بغیر زندگی نہیں گزر سکتی؟

جواب: well تھوڑی سی انسان کو بتانے کی ضرورت ہوگی کہ اللہ کے بغیر زندگی گزر سکتی ہے مگر اللہ کی مہربانی سے۔ایک بات ذہن میں رکھیئے کہ اگر اللہ آپ کو منوانا چاہے کہ میرے بغیر تمہاری

Marfat.com

زندگی نہیں گزر سکتی تو یقیناً اس کے پاس بڑے ایسے جواز ہیں ۔ یہ کوئی پتا نہیں ہوتا کہ ایک local instance پہ اور محدود پیمانے پہ اگر آپ کو اللہ کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ آج نہیں ہے تو کل پڑ جائے ۔ علت و معلول سے قطع نظر اللہ کی ذات انسانی زندگی میں ترجیح اولیٰ کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہم تسلی کر لیں وہ ہے یا نہیں ۔ اگر ہے تو اس کے بغیر زندگی گزارنی ہے یا اس کے ساتھ گزارنی ہے ۔ مگر مجھے تو یہ بڑا ہولناک سا تصور لگتا ہے کہ ہم خدا کو تسلیم کرنے کے بعد سوچیں کہ اس کے بغیر بھی زندگی گزر سکتی ہے ۔ میں دہریے کو یہ بات نہیں کہہ سکتا ۔ He has the right to deny God and live on his own. مگر کیا خدا کو ماننے والا خدا کو مان کر بھی یہ تصور کر سکتا ہے کہ اس کے بغیر زندگی گزر سکتی ہے کیونکہ خدا صرف نام نہیں ہے ۔ وہ ایک مستقل اور عقلی و عملی مداخلت ہے ۔ آپ کی زندگی میں ایک alien مداخلت ہے ۔ وہ پہلا سانس دیتا ہے ، وہ آخری سانس دیتا ہے ، وہ رزق دیتا ہے ، علم دیتا ہے ، وہ عزت دیتا ہے ، اخلاص دیتا ہے ، اونچائی اور پستی وہی دیتا ہے ، بچے وہ دیتا ہے ، بیوی وہ دیتا ہے ۔ اللہ زمین پر جسے سب سے اچھا تحفہ دینا چاہے اسے اچھی بیوی دے دیتا ہے ، یعنی ایک اچھی بیوی میں بھی مداخلت کر رہا ہے ۔ وہ آگے جا کر آپ کی عزت اور توہین میں بھی مداخلت کر رہا ہوتا ہے ۔ کسی کو وہ وزیر اعظم بنا کر پھانسی پہ لٹکا دیتا ہے ، کسی کو زمین پر معمولی سے حجرے میں تھوڑی سی جگہ پہ رکھ کر سارے زمانے کی عزت دے دیتا ہے ۔ وہ تو ہر جگہ مداخلت کر رہا ہے ۔ اس کے بعد بھی کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اس کو مان کے اس سے توجہ ہٹا لیں ۔ ہاں جو نہیں مانتے It's all easy for them, it's all good ہمارا اُن سے کوئی گلہ نہیں ہے ۔ If they can , if they can persist on their faith they are the most welcome people but i wonder if they can.

Marfat.com

Question & Answer Session
Gujar Khan 13 June 2010

سوال: کیا اہلِ بیت میں سے پانچ مقتدر ہستیوں کو "پنج تن پاک" کے لقب سے پکارا جا سکتا ہے؟

جواب:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

اُمّی مسالک میں یہ ہے کہ ان کو خطا اور نسیان سے پاک نہیں کہا جاسکتا اور یہ ہے کہ خطا اور نسیان کے مرتکب ہیں مگر نیک لوگ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سب سے بڑے معزز اور اچھے لوگ ہیں۔ تو صرف ایک فرق ہے جو ان دو مسالک میں ہے۔ وہ ان کو ہر قسم کے خطا و نسیان سے پاک سمجھتے ہیں اور شاید باقی مسلمان نہیں سمجھتے۔ البتہ ان کو پاک کہنے میں اس لیے کوئی حرج نہیں کہ اب تو ہمارے گلی محلہ میں بڑے پاکیزہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کو ہم صبح و شام مرشد پاک، مولانا پاک کہتے ہیں۔ میرے خیال میں پاک تو اب زیادہ اچھا لفظ ہی نہیں رہا۔ اس لیے کوئی ایسا problem نہیں بنتا۔ یہ تو اس سے بڑے رتبے کے لوگ ہیں، بڑی اونچائیوں کی رفعتوں کے مالک ہیں یہ لوگ، اور ان کو اگر ایسا خطاب کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: آپ جانتے ہیں کہ عام روزمرہ زندگی میں بعض اوقات ایک جائز کام کے لئے بھی رشوت دینی پڑتی ہے، ایسی صورتحال کے تناظر میں اگر رشوت کا سہارا لیکر کام نکال لیا جائے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

جواب: کمزوریٔ ایمان کی بات ہے اسے جائز تو نہیں کہیں گے it is your weakness کہ اگر آپ میں ہمت نہیں رہی ہے، اگر آپ میں طاقت نہیں ہے یہ آپ کے اضطرابِ جان کی بات ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَالدَّمَ

Marfat.com

وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلاَ عَادٍ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ " - البقرة:173 کہ یہ حرام ہیں حرامِ مطلق ہیں، سوّر حرام ہے حرامِ مطلق ہے، مردار حرام ہے مگر اگر جان اضطراب میں ہے تو پھر اگر تم نے تھوڑا سا بقدرِ ضرورت کھالیا تو **فلا إِثْمَ عَلَيْهِ** تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اسی طرح ہم نے اس انسان کی اضطرابی کیفیت دیکھنی ہوتی ہے، اگر میں ایماندار بن کر ٹوٹ پھوٹ جاؤں یا تھوڑے سے مکر کا سہارا لیکر سلامت بچ جاؤں تو وہ چیز بہتر ہے۔ اللہ کا حکم بھی یہی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نفس کو ہلاکت میں مت ڈالو اگر آپ اتنی ہلاکت میں چلے گئے ہو کہ آپ کا جائز کام بغیر رشوت دیے نہیں ہوتا تو پھر آپ یا تو خودکشی کرلو یا باہر جا کے دیوانے ہو جاؤ یا لڑنا شروع کر دو۔ اس کے برعکس آپ سمجھتے ہو کہ اس معمولی سی حرکت سے آپ کو تھوڑا سا فائدہ ہو سکتا ہے اور جان بھی اضطراب سے بچ سکتی ہے۔ but that can not be called Halaal, that depends on any individuals personal conviction, patience and tolerance

سوال: پروفیسر صاحب مولانا مودودی سمیت دیگر داعیانِ حق کے بارے میں آپ سے ایک بار سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ندی نالوں کی کیا بات کرتے ہو دریا کی بات کرو۔ سوال ہوا کہ دریا؟ آپ نے کہا ہاں ابوالاعلیٰ مودودی ایک دریا تھے، اپنے عہد کے ایک شائستہ ترین آدمی تھے، کیا اب بھی آپ کا یہی خیال ہے؟

جواب: میرا نہیں خیال میں نے زندگی میں کبھی اس طرح کہا ہے۔ میرا اپنا یقین ہے کہ he was hardly matriculate, he worked, he wrote very well مجھے برا سمجھ لیا جائے، بداخلاق سمجھ لیا جائے مگر میں اِن کو اُن علماء میں سے نہیں گنتا جو فیصلہ کن حد تک علمی تحقیق میں نمایاں تھے۔ because of his normal education مگر چونکہ طرزِ تحریر بڑی خوبصورت تھی اور اپنی تحریک سے مخلص تھے اس لئے وہ ایک بڑی جماعت کو ترتیب دینے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر بہت سارے مسائل میں جو fatal مسائل ہیں جہاں ایمان اور دین کا فیصلہ ہوتا ہے شاید ان کی رائے سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ میں جب یہ کہتا ہوں دریا کون تھے تو میرا نہیں خیال میں شاید بخاریؒ اور مسلمؒ کو بھی دریا کہہ سکتا ہوں اور ان علماء کو

Marfat.com

بھی جو دین و دنیا میں بظاہر بہت انقلابی تبدیلیوں کا باعث ہوئے۔ اگر برصغیر میں آؤں تو میں شاید معین الدینؒ کو دریا کہہ سکتا ہوں یا نظام الدینؒ کو مگر بڑی مشکل بات ہے کیونکہ برصغیر میں کوئی عالم مجھے ایسا نظر نہیں آتا جو اللہ کے دین کیلئے دریا کی طرح بہا ہو اور دریا کی طرح اس نے فوائد پہنچائے ہوں۔

سوال: مستقبل کے بارے میں اچھی امید رکھنا انسان کی فطرت ہے۔ کیا ہمیں آرزوئیں پالنی چاہئیں اگر ہاں تو کس حد تک؟

جواب: اصل میں سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرنا مشکل ہے کہ ہم آرزوئیں پیدا کرنا کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے، اور پھر بہت ساری ہماری خواہشات ہماری آزمائشوں کا حصہ ہوتی ہیں جو اللہ نے ہر صورت ہمارے قلب و نظر پر وارد کرنی ہوتی ہیں۔ اسی لیے پروردگار عالم نے کہیں لفظ میں کہا" **تِلكَ أَمَانِيُّهُم "-البقرة:111** یہ تمہاری خواہشات ہیں آرزوئیں ہیں مگر آرزو میں سب سے بہترین طرز فکر اللہ کے رسولؐ کی ہے کہ طولِ عمل سے بچا کرو، اُن امیدوں سے جو طویل ہوں امیدوں کو اگر آپ مختصر کر دیں تو آپ دین میں ہو، اگر وہ اتنی طویل ہوگئی تو آپ کو تھکا تھکا کے مار دے گی۔ If wishes were horses then fool would better ride اس لیے آپ اپنی امیدوں کو چھوٹا کرلو مختصر کرلو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں تنبیہ کی کہ ان کا وقفہ مختصر کرلو۔ Suppose, i need a thing and i would say ok, if i get it in a week its ok, if don't get it in a week forget it. امید جتنی آپ مختصر کرلو گے اتنی جلدی آپ اس عذاب سے نجات پالو گے۔ میرے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ کی یہ بات بہت زیادہ خوبصورت ہے کہ طویل امیدوں کو ترک کرو ان سے بچو۔ ابھی میں دیکھتا ہوں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے لوگ اس کے آکسفورڈ جانے کی تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ بچے ابھی میٹرک نہیں کر پاتے اور لوگ اس کیلئے پی ایچ ڈی کے مضامین چُن رہے ہوتے ہیں۔ مجھے یہ بات بڑی احمقانہ نظر آتی ہے۔ Frankly telling you this is what teases you, this makes you sad all your life. آپ لوگ اچھے بھلے جانتے ہو ہمیں اگلے دن کا پتا نہیں کہ کل کیا ہوگا۔ incidental, accidental,

Marfat.com

عمر کے لحاظ سے ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا تو ہم اتنی لمبی امید کیوں پالیں جو ہماری گرفت سے بھی باہر ہو اور زمان و مکان کی بے پناہ وسعتوں میں بکھری پڑی ہو۔ تو بہترین حل یہ ہے کہ امیدیں ضرور ہوں مگر جزوی، مختصر، پوری ہونے والی یا بالکل ختم ہو جانے والی۔

سوال: حضرت خضر علیہ السلام کون تھے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اب بھی زندہ ہیں اور اللہ کے حکم سے پانی پر ان کی حکومت ہے؟

جواب: حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہود کے پیغمبروں میں سے تھے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اولیا اللہ تعالیٰ العزیز میں سے تھے اور رجال غائب میں سے تھے۔ کیونکہ رجالِ غائب کے تصور کو حدیث support کرتی ہے۔ تو چونکہ خضر کا نام بعد میں دیا گیا ہے اس لئے یہ کوئی بھی ہو سکتے ہیں جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہء اقدس میں حضرت آصف بن برخیہؒ تھے۔ کوئی پتا نہیں انہی کو حضرؑ کہتے ہوں، کوئی کہا نہیں جا سکتا مگر کچھ لوگ ضرور ایسے موجود ہیں جن کی زندگیاں طویل ہیں۔ جیسے حضرت برناباس ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہیں، جیسے اصحابِ کہف ہیں جو اپنے وقت پر اٹھیں گے اور وفات پائیں گے۔ کچھ لوگوں کو اللہ طویل وقت کے لئے نیند دے دیتا ہے۔ آپ نے قرآنِ کریم میں ایک آیتِ کریمہ پڑھی ہو گی کہ ہم نے فلاں قوم کے باشندوں کو موت دی اور کسی وقت پھر ان کو زندگی دیں گے۔ اسی طرح یاجوج ماجوج آئیں گے۔ تو بہت ساری مخلوقات ایسی ہیں جو مرے پڑے ہیں یا سوئے پڑے ہیں۔ جیسے hybernation میں frog پڑا ہوتا ہے اور چھ مہینے کے بعد اٹھ جاتا ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ رجالِ غائب زندہ ہیں اور زمانہء آخر تک رہیں گے اور کچھ لوگ مستقل زندہ ہیں وہ بھی رہیں گے۔ وہ ہمیں نکل کر مدد بھی دیتے ہیں جیسے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ جب کوئی رستہ بھول جائے پریشان ہو تو بخاری اور مسلم میں ہے کہ یہ کہے کہ......
"اعِینُونِی یَا عِبَادَ اللہ" اے اللہ کے بندو میری مدد کو پہنچو، تو ملائکہ اور رجال غائب میں سے جو ہوں گے وہ ان کی مدد کو پہنچتے ہیں اور رستہ دکھاتے ہیں۔ اسی طرح یہ سارا مسئلہ ہے کہ خضر علیہ السلام ان لوگوں میں بڑی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، علمی رہنمائی کا کام سرانجام دیتے ہیں، اور کہنے کی بات ہے کہ بہجۃ الاسرار میں ہے ایک دفعہ شیخ عبدالقادر جیلانی مسند پہ درس دے رہے

Marfat.com

تھے کہ اچانک اُٹھے اور اُٹھ کے کہا کہ اے اسرائیلی اِس محمدی کی بات سن جا، تو لوگ بڑے حیران ہوئے کہ شیخ کو اچانک ہوا کیا ہے۔ جب وقت گزر گیا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ نے کس کو کہا تھا؟ کہا خضر علیہ السلام گزر رہے تھے میں نے چاہا کچھ تنبیہ ء غافلین ہو جائے۔ یعنی آپ کے رسول ﷺ کی اُمت میں ایسے بڑے بڑے لوگ موجود تھے کہ کہا خضر علیہ السلام گزر رہے تھے تو میں نے کہا اس محمدی کی بات سن جا بزانا زنہ رکھ علم پہ، تو (اہلِ نظر میں) یہ چپکلش چلتی رہتی ہے۔

سوال: بیشتر علماء کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ مغرب دارلکفر ہے اور ہم دارالسلام میں رہ رہے ہیں، میرا سوال یہ ہے کہ دارالسلام سے درالکفر میں جانا اور permanent risidency کی خواہش رکھنا کہاں تک جائز ہے؟

جواب: well دارُ الکفر تو میرا نہیں خیال علماء کا یہ فتویٰ درست ہے۔ اصل میں اسے دارُ الحرب کہتے ہیں، یہ لفظ دارُ الکفر نہیں ہے، کیونکہ سارے یورپ میں بہت سارے یہاں تک کہ سب سے بڑا جو دارالکفر ہے وہاں بھی پندرہ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ جس اصطلاح کی طرف آپ کا اشارہ ہے اس کو دارالحرب کہتے ہیں، یعنی وہ ملک جس سے ہماری جنگ جاری ہو۔ اگر دارلامن ہمارا ملک ہے تو ہمارے خلاف انڈیا دارالحرب ہے۔ اسی طرح باقی مملکتیں جن سے ہم حالتِ جنگ میں ہوں گے ان کو دارالحرب کہا جا سکتا ہے۔ مگر دارالحرب میں یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ ہم وہاں قیام پذیر نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اوائل میں (تیرویں صدی میں) مسلمان جب عرب سے نکل سے کر Nothern Somatera اور Malaysian Borneo (انڈونیشیا) کی آبادیوں میں آئے، حالانکہ اُس وقت یہ کافروں کی سرزمین تھی، آپ یوں سمجھیے کہ دارُ الحرب میں آئے اور بجائے اس کے کہ وہ نہ نکلتے یا وہ جگہ چھوڑ کے چلے جاتے، سارے کا سارا انڈونیشیا مسلمان ہو گیا۔ تو اس لیے اسلام میں اس قسم کی کوئی ممانعت نہیں آئی۔ بلکہ دور دراز کے علاقوں میں جانے والے جو ہمارے مسلمان ہیں وہی باعث ہوئے کہ اسلام دس لاکھ مربع میل پر پھیل گیا اور یہ سب کچھ انہیں کی وجہ سے ممکن ہوا۔

سوال: ہمارے ہاں 'پرویز' نام رکھنے کا بڑا trend ہے مثلاً پرویز کیانی، پرویز مشرف، حتیٰ کہ ہمارے ایک کمشنر صاحب کا نامِ نامی خسرو پرویز ہے۔ اس بارے میں آپ کی رائے

Marfat.com

کیا ہے؟

جواب: اصل میں بات یہ ہے کہ یہ نام کمونیٹی اور برادری کے لحاظ سے آتے ہیں جیسے ایرانی النسل لوگوں میں یہ نام رکھنے کا رجحان زیادہ ہے، Kayanees میں یہ نام زیادہ پائے جاتے ہیں جیسے آپ کے جنرل صاحب کا نام بھی اشفاق پرویز ہے، چونکہ اُن کا تعلق کیانی قبیلے سے ہے اس لئے شاید اُن کے نام کے ساتھ آتا ہے، اسی طرح غلام احمد پرویز نام کے ایک عالم گزرے ہیں۔ اُن کا نام پرویز کے نام کی وجہ سے پرویز ہو گیا یا ایسی کئی دیگر وجوہات ہو سکتی ہیں۔ تو لفظ پرویز بذاتِ خود خراب نہیں ہے، پرویز کا مطلب ہے پروں والا یا اڑان والا جب خسرو پرویز رکھا جائے گا تو پتا نہیں لوگوں کو کچھ عقیدت ہو گی خسرو پرویز سے یا نسبی طور پر یا خاندانی سلاسل میں سے ہوں گے۔ Why do they want to keep that in case of also. شاید میرا اپنا خیال ہے کہ خسرو پرویز کے اپنے والدان تمام توہمات میں ان احادیث پہ یقین نہ رکھتا ہو تو جان بوجھ کر اس نے خسرو پرویز نام رکھا ہو۔ یہ بتانے کے لئے کہ میں ایک مسلمان تو ہوں مگر ان چیزوں پہ یقین نہیں رکھتا، ایسے ہی ہے جیسے ہمارے ملک سے باہر بہت سے لوگ یزید نام رکھتے ہیں اور بلکہ یزید کے بعد بھی یہ نام بڑا آیا ہے، یزید کا، تو ایک نام کی عزت ایک فرد کی وجہ سے خطرے میں نہیں پڑے گی، وہ تو ایک فرد ہے۔ اب غلطی سے کئی لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اسمِ گرامی محمدؐ رکھ لیا ہو گا اور اچھے نہیں ہوں گے، تو ہم اس نام کو نہیں چھوڑ سکتے۔

سوال: اسمِ گرامی محمدؐ رکھنے کی فضیلت تو ایک حدیثِ مبارک سے ثابت ہے؟

جواب: اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں، فرض کرو اگر نام محمد ﷺ رکھ لیں اور لوگ اچھے نہ نکلیں۔ آپ دور کیوں جاتے ہو، آپ اپنے میانوالی کی بات کرو، محمد خاں ڈاکو کی تو پھر بڑی مصیبت پڑ جاتی ہے ناں۔ اب یہ نہیں کہ اس نے یہ نام کیوں رکھا مگر میں کہوں گا کہ اپنے نام کی برکت کی وجہ سے وہ بھی عمرِ آخر میں ایک شریفانہ زندگی گزار رہا ہے۔

سوال: جب ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سب کو ناراضگی سے بچائے اور اللہ کی ناراضگی کا سب سے بڑا اور خطرناک

Marfat.com

عالم یہ ہوتا ہے کہ خدا کہتا ہے تم مجھے بھول گئے میں تمیں بھول گیا۔ تو خدا کی یاد سے محو ہو جانا سب سے بڑا عذاب سب سے بڑی تکلیف ہے۔ اور یہ بہت ساری قوتوں اور قوموں کو جب آپ ترقی یافتہ دیکھتے ہیں، ان کو کھاتا پیتا دیکھتے ہیں۔ تو یہ اللہ کے نزدیک محو ہو چکے ہیں یا ختم ہو چکے ہیں۔ خدا نے ان کو بھلا دیا اور خدا نہ کرے آپ اللہ کو بھولیں۔ باقی تکالیف کا جو اللہ کا معیار ہے وہ اللہ نے قرآن میں لکھا ہوا ہے فرمایا۔

"مَّا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ"-النساء :147

ہمیں کیا پڑی ہے کہ کسی کو عذاب دیں تکلیف دیں

" إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ "-النساء :147

اگر تم ہمیں یاد کرنے والے ہو اور ایمان رکھتے ہو ہم پر تو ہمیں کیا پڑی ہے کہ کسی کو عذاب دیں۔

"وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِراً عَلِيماً"-النساء :147

اللہ تو یاد قبول کرنے والا ہے علم والا ہے۔

تو یہ ایک بڑی key قسم کی آیت ہے جسے کہتے ہیں کہ key solution والی آیت ہے کہ ہمیں کیا پڑی ہے کسی کو تکلیف دیں اگر تم ہمیں یاد کرنے والے ہو ایمان رکھنے والے ہو تو ہمیں کوئی مطلب ہی نہیں ہے کہ تمہیں تکلیف دیں۔

خواتین وحضرات! اس آیت کو سمجھئے اور اللہ کی یاد جاری رکھیئے اور اسے آپ مت بھلایئے وہ آپ کو نہیں بھلائے گا۔ چھوٹی موٹی آزمائش اور عذاب میں ایک فرق ہوتا ہے۔ عذاب ٹھہرنے والا، غلیظ تر اور اس سے نجات ممکن نہیں ہوتی اور تکلیف وقتی اور ایک آنے جانے والی چیز ہے۔ " **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعون** "جب دل پہ کوفت بڑھ جائے تکلیف بڑھ جائے تو مختصراً اللہ تعالیٰ سے یہ اقرار کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بڑی آیات بخشی ہیں۔ تکالیف کو ٹالنے کیلئے ایک تو یہ ہے کہ " **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعون. وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمَوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعون "-البقرة:155,156** ۔ کہ جب کسی پر چھوٹے

Marfat.com

موٹے خوف کی غم کی، مال کے نقصان کی، جان کی کوئی آفت آجائے تو ہماری طرف سے خوشخبری دو۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے لفظ استعمال کیا ہے کہ **وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ O الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ** کہ جب کوئی اس قسم کی تکلیف آئے تو ہماری طرف سے اپنے خوشخبری دو کہ جنہوں نے صبر کیا اور یہ کہ **قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** کہ ہر تکلیف اللہ کی طرف سے ہے اور اسی کی طرف پلٹ جائے گی تو پھر آپ کی تکلیف بھی چلی جائے گی آپ کا دکھ بھی رفع ہوگا اور مشکل سے آسانی پیدا ہو جائے گی۔ دوسری بات جو اللہ نے کہی حضرت یونس بن متی کی زبان میں کہ جب وہ گبھرا کے چلا اور اس نے سوچا کہ ہم اس پر زمین تنگ نہ کریں گے تو ہم نے اس پر زمین تنگ کر دی "**فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ**"-**الأنبياء: 87** جب ہم نے یونس کو ظلمات میں گھیرا تو اس نے بڑی سادگی سے ہمیں کہا کہ اے اللہ تو پاک ہے تجھ میں کوئی خطا نہیں میری بنیاد میں خطا ہے، میں خطا کر سکتا ہوں، میں نے کی ہے۔ بڑی سادگی سے اللہ کے رسول نے کہا" **إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ** " مجھے میری خطا سے برات بخش۔ اللہ نے کہا اُس نے اِس خوبصورت انداز میں مجھ سے برات مانگی، آزادی مانگی، اتنے سادہ طریقے سے مانگی کہ نہ صرف یہ کہ ہم نے اُسے اُس کربِ عظیم سے نجات دی، مچھلی کے پیٹ سے بلکہ وعدہ فرمایا " **وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ** " کہ اگر ہر مومن تنگی میں، مشکل میں، مصیبت میں، ہم سے اِس طرح نجات مانگے گا تو ہم اُسے نجات دیں گے۔ اب اتنے بڑے وعدہ کے بعد کون ہے جو تکلیف میں رہنا پسند کرتا ہے۔ کیوں نہیں آپ " **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**" پڑھ لیتے، کیوں نہیں آپ آیتِ کریمہ پڑھ لیتے۔

خواتین وحضرات! مگر یہ جو آپ نے طریقہ ڈھونڈا ہے آیتِ کریمہ کا، وہ کچھ زیادہ صحیح نہیں ہے۔ ایک دن مجلس بلانے، محلے والے اکٹھے کرنے اور روڑیاں، گیٹیاں اکٹھی کرنا اور سوا لاکھ مرتبہ پڑھنا اور اگلے دن خدا کو بھلا دینا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں، آپ سو دفعہ پڑھ لو، روز پڑھو۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے رسولؐ کو سب سے اچھا کون سا عمل لگتا تھا؟ فرمایا تھوڑا مگر متواتر۔ اگر آپ تیس مرتبہ بھی روزانہ پڑھ لو، آیتِ کریمہ کو، خلوصِ دل سے تو بھی آپ کے لئے بہتر ہے۔ ایک بار سوا لاکھ مرتبہ پڑھ کے بھلا دینے سے بات نہیں بنتی۔

Marfat.com

سوال: واشنگٹن سے ایک دوست پوچھنا چاہتے ہیں کہ تین افعال جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں وہ کون سے ہیں؟ ایک اور online سوال آیا ہے لاہور سے کہ

I wanted to ask when are you going to deliver your lecture on differences between men and women relatioships as per your promise which you made last year in your annual session in lahore.

جواب: یہ جو پہلے تین افعال والی بات ہے، مختلف احادیث میں مختلف مواقع کی نوعیت سے مختلف احکامات بدل جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی نے اگر جنگ کے عالم میں پوچھا تو تین اور باتیں ہوں گی اور امن میں پوچھا تو تین اور باتیں ہوں گی۔ مگر ہمارے پاس کم از کم دو باتوں کی وضاحت بڑی صاف ستھری موجود ہے کہ اللہ کو سب سے زیادہ اچھی بات یہ لگتی ہے کہ حسنِ اخلاق! حسنِ اخلاق! حسنِ اخلاق! اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑی حسنِ اخلاق کی صفت یہ ہے کہ جب تجھے سخت غصہ آئے تو نرمی اختیار کرو۔ دوسرا (حسنِ اخلاق) ہے کہ کھانا کھلانا اور انشاء اللہ ایک اخلاق تو ہم آج برتنے کی کوشش کریں گے اور آپ کو کھانا ضرور کھلائیں گے۔ باقی مختلف نوعیت کی جو دوسری صفات ہیں جیسے آپ (خواتین) کو صدقات کا حکم خصوصاً دیا گیا اور یہ تسبیح بھی دی گئی **سَبُّوح " قُدُّوس "رَبُّنَا و ربُّ الْمَلائِكَةِ وَ الرُّوحِ** کہا گیا کہ تم میں سے بہت سی شکایات کی وجہ سے، بے صبری کی وجہ سے،، عجلت کی وجہ سے جہنم میں دیکھی گئی ہیں۔ وہ بہت روئیں اور انہوں نے کہا کہ پھر ہمارا بنے گا کیا؟ تو فرمایا صدقات دیا کرو تو پھر صدقات میں ایک تسبیح بھی بتائی اللہ کے رسولؐ نے خواتین کو **سَبُّوح " قُدُّوس "رَبُّنَا و ربُّ الْمَلائِكَةِ وَ الرُّوحِ.**

اب اُدھر جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے میں بڑی کوشش کر رہا ہوں کہ کسی طریقے سے ایسا اچھا forum مل جائے جس میں مرد اور عورت کے یا over all human relationship پہ بات ہو سکے۔ یہ ایک نفسیاتی وعمرانی سا لیکچر ہوگا، اس میں زیادہ تر مسائل انسانی رویوں اور عملی زندگی کے حوالے سے جنم لیتے ہیں۔ اگر اللہ نے مجھے توفیق دی تو میں یہ لیکچر

Marfat.com

ضرور دوں گا اگرچہ اس میں امکان موجود ہے کہ بہت سارے انڈے، بوتلیں اور جوتیاں پڑ سکتی ہیں، دونوں اطراف سے، مگر یہ میں دوں گا ضرور۔

سوال: حضور اکرم ﷺ کے ناموں میں سے چار نام اوّل، آخر، ظاہر اور باطن ہیں۔یہ چاروں نام اللہ کے خاص ناموں میں سے ہیں۔کیا نبیؐ کے ناموں کو اللہ کے ناموں کے ساتھ شمار کیا جاسکتا ہے؟

جواب: دیکھیں جب اللہ کے رسول ﷺ کے ناموں میں جب یہ نام آئیں گے تو مخلوقات کی نسبت سے آئیں گے۔اللہ کا نام جب اوّل لیا جائے گا تو اس سے مراد مطلق اوّل ہے۔جب رسولؐ کے نام کے ساتھ اوّل آئے گا تو اس کا مطلب اللہ کے بعد اوّل آئے گا۔ایسے جیسے قرآن حکیم میں آپ نے دیکھا کہ فرمایا گیا میرے رسولؐ اپنی امت کی فلاح و بہبود کے بڑے حریص ہیں اور ساتھ فرمایا کہ یہ رؤف الرحیم ہیں۔یہ جو لفظ رؤف الرحیم ہے یہ اللہ کے بعد جملہ مخلوقات میں سب سے زیادہ رؤف الرحیم رسول اللہ ﷺ ہیں۔اس لیے آپ نام استعمال کر سکتے ہیں۔ جیسے حضورؐ کی ایک حدیث بھی موجود ہے کہ " **اَوّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ** " کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور تخلیق کیا۔تو یہ اُس (نام) کی نسبت اور range بدل جائے گی۔ جب ہم مطلق اوّل و آخر مراد لیں گے تو اس میں صرف اللہ ہی کی ذاتِ مبارکہ آئے گی" **ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ** "۔**الحدید:3** یہ اللہ کی چار مخصوص صفاتِ عالیہ ہیں جو بندوں کو convert نہیں ہو سکتیں جب تک کہ اللہ اس میں اجازت نہ دے۔

سوال: حضرت سلیمٰن علیہ سلام کو بہت ساری چیزوں پر اختیار دیا گیا تھا، وہ اپنی محفل میں تختِ بلقیس کے لئے دوسروں سے سوال کیوں کرتے ہیں؟ ایک اور سوال ہے کہ پاکپتن میں بابا فرید کے دربار میں جو بہشتی دروازہ ہے اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ تختِ سلیمٰنؑ ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: بات یہ ہے کہ جو تختِ سلیمٰن تھا وہ تو حضرت سلیمٰن علیہ السلام کا تھا ہی نہیں۔یہ دراصل ملکہ سباء کا تھا، بلقیس تو اُس کا نام ہمیں یاد ہے مگر اُس کا اصل نام کیا ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔وہاں سورج کی پرستش ہوتی تھی اور غالباً کسی جدید ناموں سے ملتے جلتے نام کے تحت

Marfat.com

ان کے ہاں fertility کی رسومات ادا ہوتی تھیں۔ زرخیزی کی رسومات کو عام طور پہ ملکہ ہی کی زیرِ صدارت سرانجام دی جاتی تھیں۔ تو ملکہ سباء کا جو Temple of the sun تھا اس میں زرخیزی کی رسومات کی سربراہ ملکہ ہوتی تھی۔ خواتین و حضرات! وہ وسیع و عریض رقبے پہ محیط ایک انتہائی متمدن ریاست تھی، جسے اب بھی "مملکتِ سباء" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اُس وقت کے سباعین اب بھی بہت مشہور ہیں اور یہ اس وقت کی مہذب ترین قوم تھی۔ ملکہ کے دیگر ساز و سامان کی طرح اُس کا تخت بھی بڑا خوبصورت اور عجیب و غریب ساخت کا بنا ہوا تھا۔ حضرت سلیمٰنؑ کو تخت پر قبضہ مقصود نہیں تھا۔ بلکہ مراد یہ تھی کہ اس تخت کو لا کر ملکہ کو قائل کیا جائے کہ اگر کوئی شخص تین ہزار میل کی دوری سے، میں وثوق سے تو نہیں کہہ سکتا وہاں دوری کتنی تھی، ملک یمن میں اور پروشلم میں، مگر اتنی زیادہ دوری سے پلک جھپکنے میں اگر کوئی شخص تخت منگوا سکتا ہے تو یقیناً وہ اُس وقت کی ملکہ سے بڑا انسان ہے۔ اسی لیے جب اس کے سرہانے خط رکھا گیا تو بھی یہی حکمت تھی۔ باوجود ہزاروں محافظوں کے وہ خط جب ملکہ کو اپنے بستر پہ ملا جس پر لکھا ہوا تھا جیسے قرآن میں ہے کہ ...."إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ"- النمل:30 خط میں یہی لکھا ہوا تھا کہ یہ مکتوب سلیمٰنؑ کی طرف سے ہے۔ تو ملکہ حیران ہی نہیں ہوئی بلکہ سمجھدار اتنی تھی کہ اگلے دن اس نے جب اپنے عمائدین کو بلایا تو خاص طور پر یہ واقعہ اس کے ذہن میں تھا۔ اُس نے کہا.... "یہ جو کوئی بھی ہے (اس نے حضرت سلیمٰنؑ کو دیکھا تو نہیں تھا) مگر جو کوئی بھی ہے اتنا بڑا بادشاہ ہے کہ تمام محافظوں کے باوجود وہ خط میرے بستر پر ڈال سکتا ہے۔ تو اس نے اپنے سرداروں کو کہا۔۔۔ کہ دیکھو یہ جو کوئی بھی ہے بڑا بادشاہ ہے۔ تم نے کہا تو ہے کہ ہم لڑیں گے مگر جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُس کو اجاڑ کر ویران کر دیتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ عظیم الشان بادشاہ، جہاں کا بھی ہے، جب تم پر حملہ کرے تو تمہیں تہہ و بالا کر دے۔ اس کے ساتھ صلح کی بات چیت کرنا لازم ہے"۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ سلام نے اپنے اُن صاحبان کا شکریہ ادا کیا جو تخت لائے تھے۔ اور اگر آپ اگلی آیت پڑھیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ باوجود قوت و حرمت کے جو حضرت سلیمان علیہ سلام میں تھی اُنہوں نے جنات سے مدد نہیں لی، انسانی غیرت کی وجہ سے، بلکہ حضرت

Marfat.com

آصف بن برخیہ کو وہ تخت لانے کا حکم دیا۔ اور اس صفتِ پروردگار کا (جو اللہ نے انہیں بخشی تھی اس کا) انہوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا **"فَإِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِيْم "- النمل: 40** ۔ کہ بے شک میرا رب غنی ہے اور کریم ہے جس نے مجھ پر اتنی رحمتیں نازل فرمائیں ہیں۔

اب یہ جو دوسرا سوال پوچھا گیا ہے بہشتی دروازے والا! آپ کی فہم و فراست، آپ کا دل آپ کا دماغ اور آپ کی محبت و عقیدت سب مل جُل کر یہ فیصلہ کرتے ہیں۔ جو بندہ بہشتی دروازے سے گزرتے ہوئے شک میں پڑ جائے اُس کو تو یقیناً بہشت نہیں مل سکتی۔ اگر اس کے پاس اتنے سارے سوال ہوں گے تو وہ تو بہشت نہیں پائے گا۔ سب سے پہلے تو ہمیں اس قول کی صداقت کے لئے ہر صورت historical reference میں پوچھنا پڑے گا، آیا کہ اس عزیز اور محترم ہستی نے یہ کہا جو اس دروازے سے گزر جائے وہ جنتی ہوگا۔ پھر ہمیں اس قول کی صداقت کو اسی طرح پرکھنا پڑے گا جس طرح روایت اور درایت پہ کسی حدیث کو رکھتے ہیں۔ مجھے یہ نہیں پتا کہ اس قول میں صداقت کتنی ہے؟ کہاں سے مشہور ہوا؟ کس نے کہا؟ اگر ہمیں اس کی صداقت ملے گی تو پھر اس کی باقی باتوں پر ہم غور کریں گے۔ اس سے زیادہ میں نہیں کہہ سکتا۔

سوال:۔ **سَر یہ ایک سوال بیرون ملک سے ہے، یہ کہتے ہیں آپ اپنے ہر لیکچر اور پرائیویٹ میٹنگ میں women کو بہت degrade کرتے ہیں اور مرد حضرات کو آپ بہت مظلوم ظاہر کرتے ہیں اس سے بہت مایوسی ہوتی ہے ایسا کیوں ہے؟**

جواب:۔ میں نے ابھی بہشتی دروازے کے بارے میں کہا ہے کہ ثبوت مہیا کر دیں اس قول کے، اور محترمہ نسیم خاتون نے جو بات کی ہے اس کے لئے انہیں ثبوت مہیا کرنا چاہیے۔ میرا تو خیال یہ ہے کہ میں تو اپنے رسولؐ کی کم از کم ایک حدیث پہ ضرور کاربند ہوں۔ بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ میں نے خارجی سنت نہیں رکھی ہوئی۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے کہ میں سنتِ رسولؐ کے مطابق عورتوں کی بے حد و حساب قدر کرتا ہوں۔ بلکہ اکثر میں نے واقعہ بھی سنایا ہے کہ میرے رسولؐ کا تو لہجہ انداز ہی بدل جاتا ہے جب خواتین کا ذکر ہو۔ جب اُم المومنین حضرت صفیہ حوض سے گریں تو آپؐ نے فرمایا انجشہ سنبھال کے آبگینے ہیں کہیں ٹوٹ نہ جائیں۔ میرا تو خیال یہ ہے کہ غلامانِ رسولؐ کی طرح میں بھی آبگینوں کا بڑا خیال کرتا ہوں۔ اب پتا نہیں اس

Marfat.com

خاتون محترم کو کہاں سے گمان ہوا۔اس طرح کی تفریق کا میں تو قائل ہی نہیں ہوں ۔ ہاں ایک بات ضرور ہے اور وہ استاد کی حیثیت سے ہے۔خواتین بعض اوقات مسائل کو دھراتی اتنا زیادہ ہیں کہ مجبوراً مجھے کہنا پڑتا ہے اگر مزید دھرایا تو جو میری دعا ہے قبول نہیں ہوگی ۔میرا خیال ہے کہ بعض مرد بھی ایسے کرتے ہیں۔ we are all very much alike, i must say in a way almost in emotional set up اور بہت ساری باتوں میں خواتین و حضرات ایک طرح سے ضرور behave بھی کرتے ہیں۔بہر حال ایک تھکا ہوا استاد کبھی تنگ آ کر کوئی غیر مناسب بات بھی کر جاتا ہوگا،اس کیلئے میں محترمہ نسیم خاتون سے معافی کا طلبگار ہوں۔

سوال:۔ پروفیسر صاحب یہ ایک کتاب مجھے ARY کے ایک اعلیٰ عہدیدار نے بھیجی گئی ہے۔اس کتاب میں قائداعظمؒ کی شخصیت کے بارے میں بہت negative باتیں کی گئی ہیں۔جیسا کہ قائداعظمؒ مسلمان نہیں تھے۔قیام پاکستان کے وقت جو لاکھوں مسلمان قتل ہوئے۔ان کے قاتل قائداعظمؒ تھے اس کے علاوہ بھی بہت کچھ لکھا گیا ہے اور ہر بات reference سے کی گئی ہے۔یہ کتاب آپ کی عنایت کر رہا ہوں براہ مہربانی یہ کتاب پڑھ کر ان کا جواب دیا جائے تاکہ ہماری قوم حقیقت سے آگاہ ہو سکے۔اور اس مصنف کی طرف سے challange بھی کیا گیا ہے اس کتاب کا نام ہے ''تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی''

جواب:۔ دیکھئے یہ بات انہوں نے بہت اچھی کی کہ ہمیں حقیقت کا پتہ لگ سکے۔تو سچی بات ہے کہ حقیقت تو ہمیں پتا ہے، حقیقت تو پاکستان ہے۔قائداعظمؒ نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کا نتیجہ تو ہمارے سامنے ہے، اس کا نتیجہ پاکستان ہے، اس کا نتیجہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت ور اسلامی مملکت ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان اسی قائداعظمؒ کے اس اسلامی ملک میں ایٹمی طاقت کے مالک بنے۔یہ سب اسی کا کمال ہے، اب اس کی نیت پر شک وشبہ کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔دراصل میں نور محمد صاحب کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔مجھے تو وہ بات یاد ہے جو کسی غیر نے قائداعظمؒ کے بارے میں کہی تھی۔ جب lord wavell نے اسے کہا۔ "If one Indian can be a Lieutenant Governor of India why can't

Marfat.com

"another be" جب قائداعظمؒ کو بلایا اور رشوت دینے کی کوشش کی کہ اگر تم پاکستان پہ اپنے مؤقف سے دستبردار ہو جاؤ تو پھر اگر ایک انڈین لیفٹیننٹ برصغیر کا گورنر بن سکتا ہے تو دوسرا کیوں نہیں بن سکتا۔ جب اس نے قائداعظمؒ کو واضح الفاظ میں رشوت دی تو قائداعظمؒ نے ہیٹ اٹھایا اور تیزی سے گیٹ کی طرف چلے۔ lord wavell کہتا ہے کہ میں پیچھے بھاگا اور کہا مسٹر جناح! مسٹر جناح! مگر اس نے کوئی بات نہ سنی، جب وہ دروازے تک آیا تو اس نے کہا My lord i am not here to sell my nation. آئندہ اگر مجھ سے کوئی بات کرنی ہو تو میرے گھر میں آ کر کرنا، میں پاکستان کے بارے میں تمہاری کوئی بات قبول نہیں کروں گا۔ تو اس نے پتا ہے کیا جملہ بولا؟ اس کتاب کے مصنف نے تو پتا نہیں کیا لکھا ہو گا۔ اس نے کہا My God he is a very stubborn man . اس نے اعتراف کیا کہ اس شخص کو خریدنا مشکل ہے، اس شخص کو اپنے مؤقف سے ہٹانا مشکل ہے، اس نے جو cause پکڑی ہے اس سے اِدھر اُدھر کرنا بڑا مشکل ہے۔ اور میرے پاس قائداعظمؒ کا اعتراف موجود ہے کہ انہوں نے کہا میری صرف ایک خواہش ہے جب میں اللہ کے حضور جاؤں تو مجھے اللہ یہ کہہ دے کہ well done Mr. Jinnah اس سے بڑا مسلمان یہ تو نہیں ہو سکتا جس نے کتاب لکھی ہے۔ جس شخص کی زندگی کی صرف ایک خواہش تھی کہ جب وہ اللہ کے حضور جائے، اپنا کام پورا کرنے بعد، پاکستان بنانے کے بعد، تو اللہ اسے کہہ دیا کہ well done Mr. Jinnah کہ مسٹر جناح تو نے بہت اچھا کام کیا۔ اللہ تو ضرور کہے گا مگر ہم سب پاکستان مل کر یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ He was the most honest, dedicated and best of the people we got in Pakistan and well done Mr. Jinnah

سوال: سَر اگلا سوال میں امریکہ سے ہمارے دوست نے درخواست کی ہے کہ دل کو خالص اللہ کی محبت کے لئے پاکیزہ کرنے کی تسبیح عنائیت فرما دیں۔

جواب: اذکار تو سارے ہی خوبصورت ہوتے ہیں۔ اللہ کا کون سا نام ہے جو حسن و جمال میں کسی کیفیت میں کم ہو، اور تو اور مجھے تو سب سے بڑا حسن اسمِ وھاب میں لگتا ہے۔ آپ غور

Marfat.com

تو کرو قیامت کا دن ہے اور فرشتے تخت الٰہی کو تھامے ہوئے ہیں اور آواز آتی ہے ۔ **"لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ "-غافر:16** بتاؤ بڑے بڑے دعویدارو، بتاؤ تو سہی آج ملک کس کا ہے؟ جب ایک مالک حقیقی اترے گا افلاک سے اور پکار کے کہے گا **"لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار "-غافر:16**

اسی کا تو ہے، واحد اور قہار اللہ کا، یقین کرو مجھے تو وہ نقشہ یاد آجاتا ہے۔ مجھے تو سب سے خوبصورت یہ لگتا ہے کہ جب وہ آسمانوں میں طلوع ہوگا **وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا** اور زمین تمہارے رب کے نور سے چمک جائے گی، اور وہ آواز دے گا کہ اے فرعونو، ہامانو، نمردو.... **"لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ "** بتاؤ ناں! کس کی مملکتیں ہیں، آج کس کا ملک ہے، کون غالب ہے، **لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار** اللہ ہی کا تو ہے جو واحد ہے، قہار ہے تو آپ یقین جانو جب سے میں نے یہ آیت پڑھی ہے ناں، تب سے میں واحد و قہار کا ذکر کر رہا ہوں، تا کہ پکار کے کہہ سکوں ''اللہ الواحد القہار''۔ باقی اللہ کے سب نام خوبصورت ہیں۔ کیفیتِ ذات پہ جاتے ہیں۔ اور اگر آپ نے دل کے لیے پڑھنی ہے تو کلمہ دل "یا وھاب" ہے۔

اچھا تھوڑی سی کوشش کرو، آپ ذرا آنکھیں نہ بند کرو، ہوش سے یا وھاب کہو پھر دیکھو کہاں سے نکلتا ہے۔ سارے کوشش کر کے دیکھیں۔ ذرا اونچا سا سانس لے کے پڑھو، کوئی اور کیفیت یا جعل سازی کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف یا وھاب کہہ کر دیکھو، انگلیاں دل پہ نہ رکھو۔ آپ جب بھی پڑھو گے آپ دیکھو گے وھاب یہاں سے (دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) نکلتا ہے، سینے سے، دل سے۔ یہ علاجِ دل ہے۔ جتنی مرتبہ اسمِ وھاب پڑھو گے اتنی مرتبہ دل تقویت پائے گا، مضبوط تر ہوگا۔ نسیں کھل جائیں گی۔

" رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا"- آل عمران:8

اے اللہ ہدایت کے بعد ہمارا دل ٹیڑھا نہ کرنا۔

"وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنکَ رَحْمَةً"- آل عمران:8

اور اپنی طرف سے رحمت عطا فرما

"إِنَّکَ أَنتَ الْوَهَّاب"-ص :35

Marfat.com

اس لیے کہ تو وھاب ہے۔

دل اور وھاب کا ''وہابیت'' کا نہیں دل کا اور وھاب کا ایک رشتہ ہے، ایک محبت ہے۔ کلمہء دل اسمِ وھاب ہے۔ مگر وھاب کا ایک اور مطلب بھی ہے۔ یہ صرف دل کی صحت کا کلمہ نہیں ہے، فتوحاتِ دل کا بھی کلمہ ہے۔ اور دل کی فتوحات کتنی دور تک جاتی ہیں۔ دماغ کی فتوحات تو آپ نے دیکھ لی کہ اب آپ کائنات مسخر کر رہے ہو مگر آپ کو دل کی فتوحات کا علم نہیں۔ اگر اسے جاننے کی خواہش ہو تو حضرت سلیمٰن علیہ سلام کی وہ دعا ضرور پڑھ لینا۔ **"رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ"-ص:35** اے اللہ مجھے بخش دے اور ایسی مملکت عطا کر جیسی تو نے زمین پر کسی اور کو عطا نہ کی ہو کیونکہ تو وھاب ہے۔ تو یہ کلمہ دو طرف جاتا ہے۔ یہ اتنی بڑی دعا تھی کہ جب حضورﷺ نے جنات میں سے ایک بڑے جن کو قابو کیا تو فرمایا کہ اگر مجھے میرے بھائی سلیمان کی دعا نہ یاد آتی تو میں اسے باندھ دیتا اور صبح تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ مگر چونکہ اُنہوں نے یہ دعا مانگی کہ مجھے ایسی مملکت جن وانس پر عطا فرما کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو، **إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ** ۔ تو وھاب مسخراتِ دل میں کلمہء دل ہے، علاج میں بھی کلمہء دل ہے اور دل کا بھی کلمہء دل ہے۔

سوال: پنجابی میں لکھ کر یہ سوال بھیجا گیا ہے کہ اللہ سے بندے کا تعلق عقلی ہے یا قلبی؟

جواب: میں عرض کروں کہ emotion سے ابتداء ہوتی ہے۔ تعلق کی پرکھ عقل سے ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر تعلق تو جذبے سے ہی ہوتا ہے اور بغیرِ عقل ہی ہوتا ہے، کسی محبت کا دل میں اٹھ جانا اور شاید اس میں بہت سارے elements ہوتے ہیں۔ مگر اس کی وضاحت عقل سے ہوتی ہے۔ اگر آپ عقل استعمال نہ کرو تو یہ بڑے بڑے علمائے دین، بڑے بڑے دانشور، بڑے بڑے صوفیاء، جو بڑی بڑی غلطیاں کرتے ہیں علم کے نہ ہونے سے کرتے ہیں۔ اس لیے آغازِ محبت تو دل سے ہونا چاہیے۔ مگر اس کے بعد دل نظرِ التفات طلب کرتا ہے، اس کے بعد اللہ سے یہ تعلق اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ

آپ عقل کی اعلیٰ ترین سطح پر جا کر حاکمیتِ الٰہیاء کی تابعداری میں اپنے دل کو مستحکم کریں۔ اس لیے یہ کہا نہیں جا سکتا کہ کسی چیز کو علیحدہ کر کے ہم کچھ جانچ سکیں۔ جیسے اقبال نے کہا۔ We may

Marfat.com

not agree with him

اچھا ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ عقل کو چھوڑ دو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھی جذبہ بھی آپ کو بہتر فیصلہ دے جاتا ہے۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ شدید نفرت، محبت کے قریب ہوتی ہے۔ براہِ مہربانی وضاحت فرمائیں؟

جواب:۔ جب آپ کے جذبات میں possessive element آتا ہے تو آپ یہ کہتے ہیں کہ I hate you, i hate him or i hate every body اگر ہم عام روزمرہ زندگی میں بھی دیکھیں تو ہم نے آج کل کے زمانے میں لفظ hate کو یا نفرت کو غلط مفہوم دے دیا ہے۔ میرے خیال میں راستے میں جاتے ہوئے ایک مکھی اگر ہمیں تنگ کرے تو ہم کہتے ہیں......I hate her کہ میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ آج کل جو hate محاورے میں استعمال ہو رہا ہے وہ dislike کے معنوں میں ہوتا ہے یا annoyance کے معنوں میں آتا ہے۔ مگر جو اصلی نفرت ہے وہ معمولی معمولی ناراضگیوں سے رنجشوں سے بڑھتی ہوئی ایک high possessive element بن جاتا ہے جو کسی خاص ہستی کے بارے میں یا شے کے بارے میں مرتکز ہوتا ہے۔ اسی لیے ابھی آپ جس کا حوالہ دے رہے تھے وہ ویسٹرن مفکر بھی یہی کہہ رہا ہے۔

He is only refring to the psychological state, he is not refring to the general state. The fact is, when love becomes possession and when hate becomes possession both are abnormal or subnormal اسی لیے بندے کو متوازن رہنا چاہیے۔

سوال: سر سارے دینی مسالک کے علماء قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے

Marfat.com

نظریات کی ترویج کرتے ہیں۔ایک شخص جوابھی ناآگاہ ہواس کا اکتسابِ علم کا پیمانہ کیا ہونا چاہیے؟

جواب: ویسے شروع میں تو لوگ سارے ہی ناآگاہ ہوتے ہیں۔مگر جب ہم تعلیم حاصل کرتے ہیں اور خاص طور پر قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ہمارے بہت سارے اشکال دور ہو جاتے ہیں۔پھر ہمارے خیال قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھے جاتے ہیں۔میں تخصیص کر دوں کہ آپ کی عقل و دانش اور تعلیم کا تعلق اس بات سے ہرگز نہیں جو آپ نے علماء سے سن رکھا ہے۔آپ کا علم وہ ہے جو کچھ آپ نے خود سوچا، سمجھا اور پڑھا ہوا ہے۔علماء کی محض سنی سنائی رائے کو اپنے اوپر مسلط کرنے سے مسائل جنم لیتے ہیں۔دین میں کوئی حرج نہیں ہے۔آپ کو کھلا چھوڑا گیا ہے کہ آپ جاؤ اور جو کچھ آپ کو بہتر لگتا ہے وہی کرو۔جیسے ابھی میں نے آپ سے کہا کہ ابنِ سیرینؒ فرماتے ہیں کہ دین معمولی چیز نہیں ہے اسے اچھی طرح سمجھ لو۔اگر ایک یونیورسٹی سے آپ کو متعلقہ تعلیم نہیں ملتی تو اسے کسی اور سے حاصل کرو۔اور اگر ایک استاد سے نہیں ملتی تو دوسرے سے حاصل کرو۔ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ایک استاد کی تعلیم کو اپنا مسلک بنا لیتے ہیں اور اس طرح ہم تعلیم کو روک دیتے ہیں۔اگر ہم نے ایک ہی شخص کے نظریاتی تقلید میں جانا ہے تو پھر دوسری چیزیں پڑھنے کا ہمیں فائدہ نہیں ہوتا۔اس لے بہترین روّیہ یہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو علم میں آزاد رکھو۔جیسے ہم اپنے آپ کو قابلِ مؤاخذہ رکھتے ہیں۔اس طرح ہم اپنے کسی بڑے سے بڑے استاد کو بھی قابلِ مؤاخذہ (questionable) رکھیں۔نبوت میں اور باقی استادوں میں یہی تو ایک فرق ہے۔صرف نبوت ایک ایسا علم ہے اور ایسی استادی ہے جہاں ہم اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کر لیتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس میں ہمارا کوئی کام نہیں کیونکہ وہاں ہدایت براہِ راست اللہ کی طرف سے آ رہی ہوتی ہے۔جب اللہ کی طرف سے ہدایت آتی ہے تو we have no authority to change or cancel it یعنی ہو سکتا ہے کہ میں اچھی سوچوں کا مالک ہوں اور جب مجھے یہ پتا لگ جائے کہ اللہ نے یہ کہا ہے تو میری ساری سوچیں معطل ہو جائیں گی۔کیونکہ میرا رب مجھ سے زیادہ علم والا ہے، مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے، اس لیے جو وہ فیصلہ کرتا ہے وہ آخری اور بہترین ہوتا ہے۔میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ

Marfat.com

قرآن حکیم میں اللہ نے ایک اصول رکھا ہے، وہ بڑا خوبصورت اصول ہے

"وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ-"البقرة :216

تم کسی چیز سے کراہت کھاتے ہو اور اس میں خیر ہوتی ہے۔

"وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ-"البقرة :216

اور تم کسی چیز سے محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے

" وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ -"البقرة :216

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

یعنی اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ بڑے سے بڑا عقل والا بھی اس بات پہ اتفاق کرے گا کہ اللہ جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ جب ہمیں نبوت کے ذریعے علم ملتا ہے تو ہم یہی اقرار کرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں اور ہم نہیں جانتے۔ اس کے علاوہ شاید finality کسی استاد میں نہیں آتی۔

سوال: اس سوال میں ہمارے مہمان دوست کہتے ہیں کہ میری ایک بیوہ بہن ہیں اور ہمارے پاس ایک پلاٹ ہے جس کو بیچ کر ہم نیشنل سیونگ سکیم میں رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ امر جائز ہے اور کیا میں ایسا کر سکتا ہوں؟

جواب: میرا خیال ہے انہوں نے سب سے بہتر اور کمزور حل ڈھونڈا ہے۔ ورنہ تو وہ بینک میں فکس کرا کے باقاعدہ سودی نظام میں بھی داخل ہو سکتے تھے۔ یہ تو حکومت کو قرض دیا ہے، حکومت مہربانی کر کے اصل ہی لوٹا دے تو بڑی بات ہے۔ آج کل جو حکومتوں کے روّیے ہیں لگتا ہے کبھی نہ کبھی سیونگ اسکیم کی بھی آفت آ جائے گی۔ تو میرا خیال ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: آج کل stem cell کا بہت چرچا ہے۔ قران وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ اسلام کے نقطہ نظر سے stem cell کی حقیقت کیا ہے اور کیا یہ حلال ہے یا حرام؟

جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کوئی حرام اور حلال اللہ کے رسولؐ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تمام حلال و حرام ختم ہو گئے ہیں جب سے اللہ رسولؐ چلے گئے ہیں۔ اور جو کچھ قرآنِ حکیم میں لکھا جا چکا اور جس کی وضاحت فرمائی جا چکی ہے، اس کے بعد دنیا کا کوئی شخص کوئی پیر، فقیر نہ مفکر نہ کوئی

Marfat.com

دانشور، حلال وحرام میں کمی بیشی نہیں کرسکتا۔اس لیے یہ سوال آپ نہ کیا کریں ہر نئے مسئلے میں کہ یہ حرام ہے یا حلال ہے۔ باقی رہی دوسری بات تو چند سیل (cell) بنیادی سیل ہیں جہاں سے تمام سیل بنتے ہیں۔ یعنی اگر اسے کہا جائے تو یہ ماں ہے سارے وجود کے تمام ذخیروں کی، اور یہیں سے ہرانسان سارے کا سارا پھولتا پھلتا ہے۔ ہم اسے ایسے کہہ سکتے ہیں کہ اگر باقی چیزیں افزائش اور مفر وضہ ہیں تو یہ سیل حقیقت ہے۔اس کے بارے میں آپ کو ایک coordinative حدیث سنا سکتا ہوں کہ اللہ کے رسولؐ دعا فرمایا کرتے تھے۔

" اللهم نبئنی بحقیقت الا شیاء "

کہ اے پروردگار ہمیں حقیقتِ اشیاء کا علم دے۔

تو stem cell میرا تو خیال ہے حقیقتِ اشیاء کے علم کا نام ہے۔ ویسے بھی میرا خیال ہے کہ بہت ساری ایسی اذیتیں جن کے حل ابھی تک موجود نہیں تھے جیسے ہمارے neuron failures ہیں یا ہمارے دل کے failures ہیں، یہ واحد سیل ہے جس کی فزائش ہمیں کئی قسم کی مصیبت میں نہیں ڈالے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی multiplication یا اس کی افزائش اور اس کی replacement انسانی اعضاء کی پیوندکاری میں انقلابی تبدیلیاں لائے گی۔ میں کبھی بہت پہلے کہا کرتا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد انسان جو ہے سپیئر پارٹس کی فیکٹری تیار کرلے گا۔تو stem cell انسانی سپیئر پارٹس کی فیکٹری کا نام ہے۔ حال ہی میں Spain میں سائنسدانوں نے thorax region پہ کامیاب تجربہ کیا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب امیر لوگ بڑھاپے کیلئے اپنے stem سیل کو محفوظ کروادیا کریں گے۔ جب عمر گزرنے لگے گی، کس کا گردہ گیا، کسی کا دل گیا، کسی کا ناک نہ رہا، تو ڈاکٹر حضرات فوراً ہی اعلیٰ ترین مناسب ترین فیکٹری کے اعضاء بغیر کسی خطرے کے انہیں نکال کے دے دیں گے۔ میرا تو خیال یہی ہے کہ انسانی فلاح و بہبود میں ایک بہت بڑا قدم ہے۔ مگر تم اگر اس کی وجہ سے انسان کو خدا سمجھو تو یہ بہت بڑا فتنہ بن جائے گا۔

سوال: اللہ کو ہم اپنا دوست کیسے بنائیں؟

جواب: اللہ کے پاس دوستی کے سواء ہے ہی کچھ نہیں۔ باقی یہ جو عذاب ثواب یہ جو قبر اور مصیبتیں ہیں یہ تو سمجھو اس کے لئے ہیں جو اللہ کو اور اس کے دوستوں کو نہیں مانتا۔ بلکہ اگر آپ سوچو

Marfat.com

تو اللہ اپنے لیے اتنا ناراض نہیں ہوتا جتنا اپنے دوستوں کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے۔جیسے کرسچن بیچاروں کو ہم تو کچھ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی بخشنا ہو تو بخش دے،ہمیں کیا اگر کسی کو بخشش ملتی ہو۔مگر اس میں ایک بہت بڑا پرابلم ہے۔یہ قول بڑا مشہور ہے کہ جی فلاں مذہب میں بھی نیک لوگ موجود ہیں،فلاں میں موجود ہیں،ہندو بڑی بڑی خیرات کرتے ہیں تو میں کل ہی یہ پڑھ رہا تھا کہ اللہ کہتا ہے کہ یار جنہوں نے میری ذات کو نہیں بخشا اُن کے یہ اعمالِ خیر شمار نہیں کیئے جائیں گے۔حدیث قدسیٔ ہے کہ یہ شمار میں نہیں آئیں گے۔انہوں نے چونکہ خدا کے توسط سے کوئی کارِ خیر نہیں کیا۔اس لئے Goarge Son نے جو کچھ کیا ہے یا Mother Teresa نے جو کیا ہے،تو وہ تو بالکل ٹھیک ہے۔بڑے اچھے کارنامے کئے،صبح وشام انہوں نے غریبوں کی خدمت کی،جان ہاردی مگر سوال یہ ہے کہ اللہ کہتا ہے کہ یار اس نے کمال کیا ہے اس نے جو سب سے بڑا کام تھا کہ میرے ایک دوست کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا۔تو خدا جسے آپ اللہ اور پرودگارِ عالم کہتے ہیں اس کو سب سے زیادہ پیار اپنے دوستوں سے ہے۔اب دیکھوناں!وہ کئی جگہ کہتا ہے کہ جو میرے دوستوں کے خلاف لڑا میں اس کے خلاف خود لڑوں گا،ملائکہ کو بھی بیچ میں نہیں لاتا،اور''اگر کسی نے میرے تسبیح گزار کے خلاف انگلی اٹھائی تو پھر میں وہ انگلی رہنے نہیں دوں گا''۔وہ بار بار کہتا ہے کہ''دیکھو میرے جو دوست ہیں،مجھے یاد کرنے والے ہیں،ان کے خلاف کسی نے کوئی بات کی یا ان سے جنگ کی تو میں کسی صورت اسے نہیں بخشوں گا''۔اتنی زیادہ محبت اور پیار ہے اللہ کو اپنے دوستوں سے۔تو اللہ سے دوستی کا آغاز کہاں سے ہو؟حضورؐ کی حدیث ہے جس میں اللہ خود کہتا ہے کہ اے بندے مجھ پر اپنا گمان اچھا رکھ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ پہ اپنا گمان اچھا رکھو اور خاص طور پر مرتے وقت۔اور گمان کی یہ بات ہے کہ ایک اللہ کے ولی اللہ سے بہت ڈرا کرتے تھے،بہت زیادہ ڈرا کرتے تھے۔روز چیخ و پکار کر رہے ہوتے تھے،اللہ مارے گا،اللہ یہ کرے گا،اللہ وہ کرے گا۔ایک دن اتفاق سے مر ہی گئے۔تو مرنے کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا میاں کیا بنیاں؟(کیا بنا)کہنے لگے اللہ نے بلایا اور کہا اچھا تجھے صرف میرا عذاب اور خوف ہی یاد تھا،چلو اب یہاں بھی ڈرتے رہو۔تو اے بندگانِ خدا!اللہ پہ ایسا گمان نہیں رکھنا۔اللہ محبت والا ہے،بے حد پیار کرنے والا ہے،اپنے بندوں پر اس سے زیادہ کوئی

Marfat.com

مہربان نہیں ہے۔ مگر ہمارا کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے اس کے ساتھ، ہم نے تو اپنے تعلق سے، اپنی زندگیوں کی تمام تراکیب میں سے جس کو زیادہ گم رکھا ہوا ہے وہ اللہ ہے۔ پہلے تو ہم گلہ کرتے تھے مولوی سے، جیسے اقبال شکوہ کرتا تھا کہ

بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ
خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ ہم نے اپنی زندگیوں میں اللہ کو بہت دور رکھا ہوا ہے. یہ جو تسبیح میں آپ کو دیتا ہوں یقین کرو نہ مرض کے لئے ہے، نہ علاج کے لئے ہے، میں صرف یہ چاہ رہا ہوتا ہوں کہ اللہ آپ کی زندگیوں میں شامل ہو جائے، تم اس کی یاد میں شامل ہو جاؤ۔

"فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ-" البقرة :152

کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا یہی شکر کی بات ہے، اور اگر تم مجھے یاد کرتے ہو تو تم کافروں میں سے نہیں ہو گے، اور اگر تم کافروں میں سے نہیں ہو گے تو تم اصحابِ جنت میں سے ہو گے۔ اللہ تعالیٰ دیکھو جی اپنے آپ کو یہ کہتا ہے کہ

"كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ-" الأنعام:12

کیونکہ لوگوں کے پاس اختیار نہیں تھا پیدا ہونے کا، ہم اپنی مرضی سے نہیں آئے۔ شاعر کہتا ہے ناں! "مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے" اے کاش کہ مجھے ماں نہ جنتی اور میں اس جھمیلے میں نہ پڑتا۔ تو خدا کو بھی پتا ہے کہ یار لوگ اپنی مرضی سے نہیں آئے تو پھر اللہ نے اس کا صلہ یہ دیا کہ مجھے ماننے والا کبھی عذاب نہیں پائے گا۔ ایک دن، ایک پل کے لئے جس نے **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہا اُسے دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ مگر صدقِ مقام ضرور ہونا چاہیے۔ یہ لفظی جو صبح و شام تسبیحوں پہ، نیچے اتر کر کلمہ پڑھا جاتا ہے یہ نہیں ہونا چاہے۔ آپ ایک مرتبہ دن میں دل کو پھرول کے دیکھ لیا کرو اور جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے کسی نے پوچھا کہ اسمِ اعظم کیا ہوتا ہے؟ اب بھی بہت سارے لوگ پوچھتے ہیں کہ جی اسمِ اعظم کیا ہوتا ہے؟، تو کہا جب تیرا دل ہر چیز سے خالی ہو کر کوئی بھی اسمِ اللہ لے گا تو وہ اسمِ اعظم ہو گا۔ سب سے پہلے دل کی صفائی کرنا پڑتی ہے، یہ کوڑا کرکٹ، یہ میل، یہ خواہشات، بندہ کبھی تو کہے .... "ہٹاؤ یار

Marfat.com

رزق نہیں ملتا نہ ملے، جاب نہیں ملتا تو نہ ملے نہیں خوشامد چاہیے مجھے کسی کی، تنہا ہو جاؤ، علیحدہ ہو جاؤ، اکیلے ہو جاؤ، میرے لیے میرا خدا بس ہے" اور پھر آپ کہو یا **رحمن ُیا رحیمُ یا کریمُ**، تو وہ اسم اعظم نکلے گا۔ جب دل طلبِ غیر سے خالی ہو تو ہر اسم اسمِ اعظم ہے۔

سوال: پروفیسر صاحب میرا تعلق صوبہ بلوچستان ہے، ہمارے ہاں ایک رسم ہے جسے چربیلی کہتے ہیں۔ اس کے تحت سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرنے کے لئے ملزم کو آگ کے انگاروں پہ سے گزارا جاتا ہے اور عام مشاہدہ ہے کہ جو سچا ہوتا ہے اُسے آگ نہیں جلاتی۔ براہ مہربانی اس پر روشنی ڈالیں۔

جواب: جناب محترم! بہت پہلے کی بات ہے، بہت عرصہ پہلے کی بات کہ امام ابن تیمیہ بیٹھے تھے۔ وہ بڑے سخت امام تھے اور بڑے کڑوے امام تھے۔ وہ جا بجا لوگوں کو مار پیٹ اس لیے کرتے کہ کسی نے نماز نہیں پڑھی، اس نے یہ نہیں کیا، اس نے وہ نہیں کیا۔ مگر تھے بڑے نیک نیت۔ آج کل کے اہلحدیث کی طرح نہیں تھے۔ تھے تو سخت مگر نیک نیت بڑے تھے۔ بلکہ الحمدللہ انہوں نے ایک بڑی فیصلہ کن جنگ میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس جنگ میں ایک بادشاہ نے، ایک جرنیل نے اور ایک امام نے مل کے مسلمانوں کے لئے جنگ جیتی۔ اسے معرکہ عینِ جالوت کہتے ہیں۔ اس جنگ میں بہت بڑی فتح پائی۔ اتنی بڑی فتح کے اس کے بعد منگونوں کے حملے ختم ہو گئے اور...... **پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے**

تو امام کے سامنے کچھ لوگ آئے جنہوں نے اپنی قلندریت کے اثبات میں یہ دعویٰ کیا کہ ہم آگ پہ چل کے دکھا سکتے ہیں۔ تو لوگ بہت متاثر ہوئے۔ یہ کوئی آج کی بات نہیں، صرف آپ کے بلوچستان میں نہیں ہو رہا، بڑی مدتوں سے ہو رہا ہے۔ ویسے تو جادو کی کتابیں دیکھیں تو اس میں لکھا ہے کہ مینڈک کی چربی لگا دو تو بھی آگ کا اثر نہیں ہوتا۔ بہر حال اس وقت امام نے جب یہ دیکھا کہ یہ مظاہرہ کریں گے اور بہت سارے اچھے دین والے متاثر ہوں گے، تو انہوں نے پھر ایک حکم جاری کیا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے مگر ہم پہلے آپ کو سرکے سے نہلائیں گے۔ تو ان کو پتا نہیں تھا کہ سرکے کا اثر کیا ہوتا ہے۔ وہ گھبرا گئے انہوں نے کہا کہ جی ہم نہیں گزرتے آگ سے۔ امام صاحب نے کہا نہیں نہیں ہم تو نہلائیں گے تمہیں سرکے سے، پھر جب وہ فرار

Marfat.com

حاصل کر گئے تو امام ابنِ تیمیہ نے ان کو سزا دی اور قتل کیا۔ بات یہ ہے کہ ایک rarity ہے، ایک ایسے مقام پر جا کر دلیل مرتب ہوتی ہے۔ یعنی فرض کرو اگر کوئی پیغمبر آگ مین محفوظ رہے، جیسے حضرت ابراہیمؑ تھے" **یَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ "-الأنبياء: 69** جہاں تک پیغمبرانِ حق کا تعلق ہے تو خدا اُن کو دلیلِ غالب کے ساتھ مبعوث فرماتا ہے اور ان کے معجزات rarity کے زمرے میں آتے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی دس، بیس چالاک اور مکروفریب والے لوگ محض شعبدہ گری سے قانونِ فطرت کو بدلنے کی جسارت کیسے کر سکتے ہیں۔ ایسے ایسے پینٹ نکل آئے ہیں کہ جن کو آپ پاؤں پہ لگالو گے تو آپ آدھا گھنٹہ بھی آگ پر چلتے رہو گے تو آپ کو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ ایسے پینٹ موجود ہیں اس وقت۔ اس چیز پہ ہم حق و باطل کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اول تو یہ اصول غلط ہے، دنیا میں فیصلہ شہادت پر ہے اور اللہ کے رسولؐ کے ایک فیصلے پہ جب ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا اور آپؐ کو پتا تھا کہ میں سچائی پر ہوں۔ تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ تم سچے ہو مگر دنیاوی معاملات کا فیصلہ شہادت پر ہے۔ اگر یہ ایک دفعہ قانون ٹوٹ جائے پھر تو سارے کا سارا قانون عالم اسلام ہی بدل جائے گا۔ ہم کسی پیر فقیر کو لے جائیں گے تصدیق کے لئے جیسے اب استخارہ میں ہو رہا ہے۔ جب جھوٹ بولنا ہوتا ہے وعدہ توڑنا ہوتا ہے، کسی قسم کی رقم کی ادائیگی نہیں کرنی ہو تی تو وہ سیدھا مولوی کے پاس چلا جاتا ہے کہ جی استخارہ کر دو۔ وہ ساتھ بتا بھی دیتا ہے کہ میری نیت نہیں ہے پیسے دینے کی۔ مولوی اگلے دن اس کے حساب کا استخارہ کر کے پکڑا دیتا ہے۔ ایسے واقعات عموماً جعلی ہوتے ہیں اور اسی لئے ان واقعات کی شہادت مرتب نہیں ہو سکتی۔ جہاں ایک دو سچے شاید بچ کر نکل بھی جاتے ہوں گے وہاں پینٹ کا کمال بھی ہوتا ہوگا۔

سوال:۔ **غناء اور فقر میں کیا فرق ہے اور دونوں میں افضل کیا ہے؟**

جواب: اس موضوع پہ اساتذہ میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے، کیونکہ فقر کو نسبتِ رسولؐ حاصل ہے اور اسی لئے اس کو فضیلت حاصل ہے۔ لیکن کہتے ہیں کہ اگر کوئی عثمانؓ جیسا غنی ہو تو ابوذرؓ جیسے فقیروں پر غالب ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ " **اَلْفَقْرُ فَخْرِی** " فقر میرے لیے فخر کی بات ہے۔ مگر دونوں میں ایک چیز فیصلہ کن ہوتی ہے، کیا فقر اور کیا غناء اختیاری ہے یا مجبوری ہے۔ تو جس

Marfat.com

نے فقر کو اختیاری کیا وہ یقیناً غناء سے بھاری ہے مگر جس غنا میں ایک بے ساختگی (naturalness) ہے اور جس امارت میں خیرات ہے، اُن میں سے آپ افضل و اعلیٰ کی تخصیص کیسے کروگے۔ شاید یہی وجہ ہے فقیر کا اور غنی کا صلہ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا **"أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ-"** **يونس :62** کہ بلاشبہ ہم اپنے دوستوں پر غم اور حزن نہیں رہنے دیتے۔ اللہ کے دوستوں میں فقر زیادہ پسندیدہ اور بازی رکھتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے ایسی زندگی گزاری، مگر دوسری طرف کہا کہ وہ لوگ جو اللہ کی رہ میں مال خرچ کرتے ہیں.... **" الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً "- البقرة:274** کہ جو رات اور دن چھپا کے یا بتا کے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں" **" فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ "- البقرة:274** ان کو ملے گا اللہ کی طرف سے اجر اور وہ کیا ہے؟ وہ بھی یہی ہے کہ **" وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ "-البقرة:274** ان کو کوئی غم نہیں ہوگا اور کوئی حزن نہیں ہوگا۔ یعنی اللہ کے ولی کو بھی نہیں ہوگا اور ایک مالدار شخص کو بھی نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک ایک فقیر اور ایک غنی جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے برابر ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔ ایک بڑی مشہور بات آپ کو لطیفتاً سنا دوں، ایک درویش کوئی پچیس سال ببول کے کانٹوں پر بیٹھا رہا، بڑی مشقت کی، بڑی تکلیفیں اٹھائیں، تو اس نے پوچھا کہ کیا مجھ سے بھی بڑا کوئی فقیر ہے؟ تو کہا کہ ابوحفص حدادؒ ہے، جا ان سے مل جا کے، تجھے پتا چل جائے گا۔ تو وہ چلتا ہوا آیا اور اُس نے دیکھا کہ آگے ایک بہت بڑا محل کھڑا ہے، آگے بڑے پاسبان کھڑے ہیں، پاسبانوں نے اسے روکا تو کہا میں شیخ سے ملنے آیا ہوں اور آگے چلتا رہا۔ آگے جا کر اس نے دیکھا کہ بہت ریشمی گاؤ تکیے لگے ہوئے ہیں اور ایک بارعب شخصیت بڑے خوبصورت لباس میں ٹیک لگائے براجمان ہے۔ تو اس کے دل میں کراہت آئی کہ اتنے ناز و نعم میں اتنی شاہانہ زندگی، یہ لباس، یہ شان و شوکت یہاں بھی کوئی فقیر ہو سکتا ہے۔ وہ غصے میں پلٹا اور کہا اس ناز و نعم میں مجھے نہیں ممکن لگتا کہ یہاں کوئی اللہ کا بندہ ہو، اگر ہے بھی تو مجھ سے بڑا کیسے ہو گیا؟ تو جب وہ چلنے لگا تو شیخ ابوحفص حدادؒ نے اسے آواز دی کہ جس دل سے آج تک انسان کی revert نہیں نکلی وہ فقیر کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ

Marfat.com

بھی ہے۔ اصل میں فقیر مختلف حوالوں سے ممتاز ہوتے ہیں، کوئی اپنی شدتِ مجاہدہ پر ناز کر رہا ہوتا ہے۔ مگر بہترین وہی لوگ ہوتے ہیں جو علیت کے رستوں سے گزرتے ہیں۔ اس لئے حضرت شیخِ جنیدؒ نے فرمایا کہ سکر کا سمندر بھی سہو کے ایک قطرے کے برابر ہوتا ہے۔ سکر کا جسے آپ مجذوبئیت کہتے ہو، بڑے سے بڑا مجذوب علم و دانائی کے ایک ذرے کے برابر نہیں ہوتا۔ شیخ جنیدؒ نے کہا کہ سکر کا سمندر بھی سہو کے ایک قطرے کے برابر نہیں ہوتا۔ There is a lot of difference between state of sobriety and state of ecstasy سب سے بہت بڑا فرق یہ ہوتا ہے کہ sobriety جو ہے چیزوں کو حاصل کر کے شعور کا حصہ بنا لیتی ہے جبکہ ecstasy چیزوں میں گم ہو جاتی ہے اور اس کے فیصلے پر اعتبار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سوال: سَر یہ فن لینڈ سے سوال ہے، کہتے ہیں کہ میں شادی شدہ ہوں اور بسلسلہ ءِ تعلیم دیارِ غیر میں مقیم ہوں، رہنمائی فرمائیں کہ شرعی طور پر کتنا عرصہ اپنی شریکِ حیات سے دور رہا جا سکتا ہے؟

جواب: well! میرا خیال ہے کہ آپ جہاد میں ہو۔ اب یہ لفظ اونچا نہ کرنا کہیں اِدھر اُدھر سے پکڑے نہ جاؤ۔ بات یہ ہے کہ حضرت فاروقؓ نے اُمُ المومنین حفصہؓ سے پوچھا How long a married woman can stay without her husband تو آپ نے فرمایا تین ماہ۔ تو اس کی بنیاد پہ حضرت عمرؓ نے ایک انتظامی حکم جاری کیا تھا تمام فوجوں کیلئے، وہ آج بھی چل رہا ہے کہ after every three months the soldiers should be given holidays اور ان کو آرام ملنا چاہیے، ان کو گھر آنا چاہیے اور اپنی بیگمات سے ان کو آرام ملے اور ان سے اُن کو ملے، اگر آپ کے ہاں with in three months آنا ممکن نہ ہو یا اسباب اتنے نہ ہوں تو آپ کو اصحابِ صفہ کی تقلید کرنی چاہئیے۔ اصحابِ صفہ نے ایک دفعہ حضورؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم پہ بڑا غلبہ ہوتا ہے، ہم نے تعلیم حاصل کرنی ہے، درِ رسولؐ پر بیٹھنا ہے، ہمیں نصیب کچھ نہیں ہے۔ تو کیا ہم اپنے آپ کو زندگی بھر کیلئے جنسی طور پر نا اہل نہ کر دیں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں، تم روزے رکھا کرو۔ اللہ کا شکر ادا کیا کرو اور اس سے دعا کرو تا کہ تمہیں آرام ملے، اور جب تمہیں فراخی نصیب ہو تو نکاح کرو اور یہ ہمارا طریقہ ہے۔ There

Marfat.com

are many ways to convince one's ownself and there are other methods also but your wife might not be agree,
ہم لوگ خودساختہ رسموں و قیود میں بندھے ہوئے ہیں۔ مگر آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر آپ کو بیگم کے بغیر رہنا ہے وہاں، تو آپ کی بیگم کو بھی آپ کے بغیر رہنا ہے۔ یہ کیا مقابلے کی بات نہیں ہے۔ عورت صبر کررہی ہے تو مرد کیوں چھچھورا نکلے تو In my opinion, you shall have a battle of will between yourself باقی تین مہینوں کے بعد اگر آپ چاہو تو اپنے گھر واپس آجاؤ اور بال بچوں میں وقت گزارو۔ اپنے لئے خوشی اور مسرت کا باعث بنو اور اگر صبر کرو تو اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

سوال:۔ Please explain and define emotion? what is functional relation between emotion and conduct and what would you advise for emotioal person how can he become normal?

جواب: emotion دراصل ایک قسم کی تحریکات ہیں جو بدن میں اٹھتی ہیں، ہم نے اس کا نام e-motion رکھا ہوا ہے۔ مختلف کام کرنے کیلئے جو ہمارے بدن میں تحریکات اٹھتی ہیں۔ جیسے کوئی کام کرنا ہے تو تحریک اس کے مطابق اٹھتی ہے یا کسی شخص کے گھر جانا ہے تو جو تحریک اس وقت اس کے مطابق اٹھتی ہے۔ کسی میں عقیدت، کسی میں محبت، کسی میں جذبہ تو ہم اس کو e-motion کہتے ہیں۔ کسی فرد یا خیال کیلئے جو تحریک مضبوطی سے ہمارے جسم و جاں میں اٹھتی ہے اس کو emotion کہتے ہیں۔ بغیر emotion کے تو شاید قدم بھی گھر سے باہر رکھا نہیں جا سکتا، جب تک کوئی ایسی چیز پیدا نہ ہو۔ بلکہ میں کہا کرتا ہوں شاید e-motion اسی لئے اس کو کہتے ہیں کہ یہ motin کا یعنی حرکت کا پہلا حصہ ہے۔ یہ drive motive ہے motion کا، اس لیے اس کو e-motion کہتے ہیں۔ مگر اس میں ایک اعتدال آنا چاہیے۔ یہ emotion کبھی ایک دم سے brust out ہوتا ہے اور کبھی گنجائش کے مطابق باہر نکلتا ہے۔ accessive emotion آپ کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ذہنی کیفیات

Marfat.com

کے مطابق فیصلہ نہیں کر دیتے۔ خدا سے دعا بھی مانگنی چاہیے اور اصولاً اگر ہمیں شعوری سطح پر اعتدال کے حصول کے لئے جدوجہد کرنی ہے تو ہمیں اپنے جذبات میں توازن کیلئے کوشش کرنی چاہیے۔ اس میں اللہ مدد بھی دیتا ہے مگر ویسے بھی آپ دیکھیں تو جوانی سے لے کر بڑھاپے تک ایک شخص بار بار ایک emotion سے گزر کر معتدل ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں ہمارے جو لڑکے بڑے لڑاکا تھے جو صبح و شام آپے سے باہر رہتے تھے۔ جزبات میں برداشت کم ہو جاتی ہے اور sudden flash میں آ کر بہت ساری چیزیں غائب ہو جاتی ہیں۔ تو بڑھاپے میں دیکھ کے اسے پوچھیں کہ بابا جی ہون غصہ نئیں آوندا؟ وہ کہے گا۔۔ او جی کیتھے جی، ہن تے وقت ای لنگ گیا اے۔ oft-repeated emotion also loses its grip and becomes normalcy

سوال: **اسلام میں نجی ملکیت کا جو تصور ہے اس میں کیا کوئی کم سے کم حد مقرر ہے؟**

جواب: نہیں اس طرح کی تو کوئی حد نہیں ہے بہر حال میرا خیال ہے نجی ملکیت کی اپنی کوئی حد ضرور ہوگی۔ یعنی اگر میں یہ چاہوں کہ میں ساری دنیا کی ملکیتیں اپنی نجی ملکیت بنا لوں تو شاید یہ تو اسلام میں ممکن نہیں ہوگا۔ میں نے کل ہی ایک حدیث پڑھی ہے کہ اللہ کو سب سے بدترین شخص وہ لگتا ہے، سب سے بُرا، سب سے بدترین شخص وہ لگتا ہے جو اپنے title میں لکھے مالکِ املاک، کہ جو اپنے تعارف میں یہ بھی لکھے کہ میں بہت ساری ملکیتوں کا مالک ہوں۔ باقی جیسے قارون تھا اور سنا ہے اسّی اونٹ اس کی چابیوں کو اٹھاتے تھے۔ تو یہ لوگ وہ ہیں کہ جنہوں نے ہر چیز کو اپنی ذَین سمجھا، اپنی ذہانت کی پیدوار سمجھا اور اپنی ملکیتوں پر ناز کیا۔ اس کے برعکس آپ دیکھو تو طارق بن زیاد نے بڑا خوبصورت جملہ کہا ہے جب وہ اس جنگ میں تھا۔ جب اندلس کی جنگ میں اس سے کہا گیا کہ ادھر ہم وطن سے بہت دور ہیں، پریشان ہیں، تو آپ نے کشتیاں کیوں جلائیں تو اس نے کہا

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملکِ ما است کہ ملکِ خدائے ما است

کہ ہر ملک ہماری ملکیت ہے اس لیے کہ ہمارے خدا کی ملکیت ہے۔ تو اصل بات جذبے کی ہے

Marfat.com

جو کسی بھی عمل کے پیچھے کارفرما ہوتا ہے۔ آج کے دور میں اگر محنت سے کمایا جائے تو اللہ نے کسی پر کوئی حد نہیں رکھی۔ بلکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تو شروع ہی یہاں سے کیا کہ انصار بھائی میں اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں اور تم اس سے شادی کر لینا۔ میں تجھے اپنی آدھی جائیداد دیتا ہوں۔ لیکن انہوں نے کہا نہیں مجھے تم صرف ایک رسی لا دو۔ پھر اس رسی سے حضرت نے کام شروع کیا۔ اتنا کمایا کہ مرتے وقت تمام بدری بھائیوں کو ایک لاکھ درہم فی کس وصیت میں چھوڑا۔ علاوہ اس کے کہ اور کسی کو کیا دیا۔ آپ اتنے مخیرؓ تھے اور اتنے بڑے تھے کہ ایک لاکھ درہم بدری اصحاب کو وصیت میں چھوڑ گئے۔ اسی سے آپ اندازہ کر لیجئے کہ (اسلام میں) مال و دولت کی کیا حد ہوگی۔ آپ دیکھو اگر تین سو تیرہ اصحابِ بدر تھے اور زندہ اگر ان میں سے ڈیڑھ سو بھی تھے تو ڈیڑھ سو لاکھ صرف ان کیلئے چھوڑا۔ اس وقت کا لاکھ آج کا دس پندرہ کروڑ تو ہوگا ہی ناں۔ تو آپ اندازہ لگا لو کہ limit کہاں جاتی ہے۔

سوال: حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ نکاح کرو اور اسی طرح کا کسی مشہور شیخ کا قول بھی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیاداری کے جھمیلوں کے ساتھ خدا کی تلاش کیسے ممکن ہے؟

جواب: یقیناً حدیث بھی درست ہے اور شیخ کا کہنا بھی درست ہے۔ دراصل جب آپ خدا کے رستے میں جاتے ہو تو بہت ساری مجبوریاں رستے میں حائل ہوتی ہیں۔ ان میں بال بچے ہیں، بیٹیاں ہیں، اسی طرح دیگر رشتہ داریاں ہیں۔ مثال کے طور پہ ایک خاتون کو دیکھو اگر اس کے دل میں آ جائے کہ خدا کی شناخت تک جانا ہے تو وہ اپنے ماں کے منصب کو کیسے بھولے گی، بیوی ہونے کے مناصب کو کیسے بھولے گی۔ تو ترک کی شدتیں بڑھ جاتی ہیں اور ہم اپنے فرائض کو پسِ پُشت ڈال کر خدا کو نہیں جا سکتے۔ ہم جس جس دور سے نکل رہے ہوتے ہیں فرائض کے مطابق ہی خدا کی طلب کر سکتے ہیں۔ ہم اللہ کو یہ کہہ کر خوش نہیں کر سکتے کہ اے اللہ میاں سب کو چھوڑ کر چلا آیا ہوں۔ ہمارے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں ایک خاتون بہت ہی متقی اور پرہیزگار تھی۔ اس کے خاوند نے شکایت کی اور رسولؐ نے اس کو نصیحت کی کہ اے بی بی پہلے خاوند کا حق ادا کیا کر۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی کہا کہ پہلے اپنی بیوی کا حق ادا کیا کرو۔ اس طرح حدیث موجود ہے کہ اسلام میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہلِ بیت کے لئے اچھا ہے۔ اب بتاؤ اگر

Marfat.com

ایمان اہلِ بیت سے ملتا ہو، اپنے گھر والوں سے محبت کرنے سے ملتا ہو تو بندے کو پہاڑ پر چڑھ کر ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے کہنے میں یہ سچ ہے کہ جو شخص مجرّد ہے، جو کم بچوں والے ہیں، جن کی ذمہ داریاں کم ہیں، وہ اللہ کی طرف زیادہ ذمہ داری سے جا سکتے ہیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر کے جانا اور بات ہے، رستہ بالواسطہ ہو جاتا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ عائلی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے مطابقت رکھنا اور ان کی تقلید کرنا دنیا کے ہر نظریے سے بہتر ہے اور بلند تر ہے۔

سوال: حضرت علیؓ کا مشہور قول ہے کہ جس شخص کا علم اس کی عقل سے بڑھ جائے وہ اس کیلئے ایک وبال بن جاتا ہے، اس کی وضاحت فرمائیے ؟

جواب: دیکھو یار اس میں میں ایک آسان اور اس سے ذرا زیادہ سمجھ میں آنے والا مسئلہ بتاؤں جیسے میں اکثر کہتا رہتا ہوں اگر کوئی شخص اپنے ذہن کی اہلیت اور ڈیٹا سے بڑا سوال اٹھالے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ جناب علیؓ کرم اللہ وجہہ کے اس قول کے مطابق دراصل اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ذہن کا ڈیٹا بہت زیادہ بڑھ جائے اور اس کی استطاعت بھی نہ ہو تو بھی نقصان ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ذہن اپنی استطاعت سے بڑا سوال اٹھالے جس کا ڈیٹا اس کے پاس نہ ہو تو بھی زوال پذیر ہوتا ہے۔ تو جنابِ علی کرم اللہ وجہہٗ نے بالکل صحیح اور مناسب بات کی ہے۔ ہم اسے یوں کہتے ہیں کہ جتنا علم بڑھتا ہے استاد اتنا زمین کو پلٹتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیے کہ جتنا بڑا کوئی عالم ہوتا ہے اتنا ہی زمین کو پلٹتا ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ اعتدال ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ عمومیت ہوتی ہے۔ وہ خصوصیت نہیں ڈھونڈ رہا ہوتا، عمومیت کی تلاش میں ہوتا ہے۔ شیخِ جنیدؒ کا قول اس میں بہت خوبصورت ہے کہ ''اس زمین کی طرح ہو جا جس پر نیک و بد سب ایک ہی طرح سے چلتے ہیں''۔ چنانچہ جب واقعی آپ بڑے دل کے ہو جائیں گے، بڑے علم کے ہو جائیں گے تو آپ خطرات سے اس طرح پاک ہو جائیں گے کہ سب نیک و بد آپ کے پاس سے ہو کر گزر جائیں گے۔ آپ کی بنیاد میں نہ کوئی غرور ہو گا نہ کوئی لذت ہو گی اور نہ ہی کوئی اذیت ہو گی۔ جب علم ہر قسم کے جذبات سے پاک ہو جائے تو پھر وہ خالص علم ہوتا ہے اور وہ اللہ کسی کسی کو نصیب کرتا ہے۔

Marfat.com

سوال: سر کیا اسلام میں فیملی پلاننگ جائز ہے؟

جواب: ہر طرح سے ہی جائز ہے، سوائے اس کے کہ جب بچے بن جائیں اور ان کو ضائع کیا جائے، اس سے پہلے پہلے تک۔ بخاری شریف میں عزل کی حدیثِ مبارکہ موجود ہے۔ بخاری کی شاید چودھویں حدیث میں ہے کہ ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن اتر رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے ہمیں اللہ نے منع نہیں کیا اور ہمارے رسولؐ نے منع نہیں کیا۔ دیکھو حیات کا قانون اس وقت لاگو ہوگا جب مرد کا sperm یا مرد کا جرثوما عورت کے egg سے جا ملے، جہاں تیسری ہستی کی افزائش شروع ہو جائے گی۔ ارے اُرے اس پر قتل کا گمان بھی نہیں ہوتا اور نہ اس پر کسی قسم کا کوئی الزام ہوسکتا ہے۔ تو یہاں اللہ کے رسولؐ کی حدیث فائنل ہے کہ جس نے آنا ہے، آنا ہے اور تم نے جو کرنا ہے کرتے رہو۔

سوال: پروفیسر صاحب تاریخ میں کئی کئی گز لمبے انسانوں کا ذکر ہے۔ قرآن بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیا مرنے کے بعد ہمارے قد بھی انہی کی طرح لمبے ہوں گے اور اگر نہیں تو کیا ان کی موجودگی میں ہم بونے نہیں لگیں گے؟ اور یہ بھی بتا دیں کہ جنت میں ہماری شکلیں وہی ہوں گی جو اب ہیں؟ کیا ہم انہی شکلوں کی بنیاد پر اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں کو پہچان سکیں گے؟

جواب: جنت کو میں ایک ایسی لیبارٹری سمجھتا ہوں جو face lifter بھی ہے اور جس میں یہ چھوٹی موٹی، آڑھی ترچھی، الٹی سیدھی، قسم کی بھی چیزیں نکل جائیں گی۔ اگر کسی کا رنگ پھیکا ہے تو شوخ ہو جائے گا۔ کسی کی آنکھیں ٹیڑھی ہیں تو سیدھی ہو جائیں گی۔ اگر جنت میں بھی یہی شکلیں لے کے جانا ہے تو پھر جانے کا کیا فائدہ۔ حضرت علیؑ کا قول بھی ہے کہ جنت میں ایک ایسی دوکان ہے جہاں بندے جائیں گے جو چہرہ مناسب سمجھیں گے اپنے اوپر لگا کر لے آئیں گے۔ یہ face off ہے، جنت میں face off کی خاصی بڑی مارکیٹ ہوگی۔ جیسے فرض کرو آپ کو کوئی پسند آ گیا، یہاں کوئی چہرہ پسند آ گیا، کوئی خاتون پسند آ گئی۔ یہاں تو اللہ اللہ کر کے آپ ایک دوسرے سے گزر کر ہی لیتے ہو۔ جنت کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ آپ کی خواہشات کی تسکین کا ایک ایسا جہان جہاں آپ کی خواہشات کی تکمیل سے آپ کو روکا نہیں جائے گا۔ مجھے آپ کی

Marfat.com

idealism کا نہیں پتا کہ وہاں کیا ستر حوریں ایک ہی شکل کی ہوں گی اور وہ بھی کسی انڈین فلم actress کی طرح۔

جنت میں قد کے متعلق جو پوچھا گیا ہے تو رسولؐ کی اس موضوع پر حدیثِ مبارکہ ہے اور یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ یہ originol most حدیث ہے۔ یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے جسے ھمام بن منبہؒ (صحیفہ ھمام بن منبہؒ عن ابی ھریرہؓ) نے کاپی کیا اور اس میں مجموعی طور پر ایک سو تہتر احادیث ہیں۔ یہ حضورؐ کے زمانے میں ہی مرتب ہو گئی تھیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حدیث کا کام late آیا، ڈاکٹر محمد حمید اللہ خان کی سند اس پر موجود ہے کہ یہ احادیث کا نسخہ حضورؐ کے زمانے میں ہی محفوظ تھا۔ اس حدیث کی روایت بھی اُس اولین دستیاب شدہ مجموعۂ حدیث سے ہے جو میں تحفۃً ہدیۃً آپ کی نذر کرتا ہوں کہ حضرت آدمؑ کا قد ایک ہزار گز تھا، جب وہ زمین پر اتارے گئے اور پھر لوگوں کے قد چھوٹے ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ آپ کی باری تو اس قد پر آ گئی۔ جس رفتار سے ہمارے قد چھوٹے ہوتے جا رہے ہیں اگر تین سو سال اور انسان زندہ رہا تو پھر دوربین سے انسان زمین پر ڈھونڈنا پڑے گا۔ ابھی ہم نے اسے repeat ہوتے دیکھا ہے۔ کبھی کبھی جیسے عوج بن عنک میں بازیافت ہو گیا، حضرت داؤد علیہ اسلام کے زمانے میں جالوت میں ہو گیا۔ اب بھی کبھی نہ کبھی وہ قد repeat ہو جاتا ہے جیسے عالم چنا کا قد ہو گیا۔

اس دنیا میں ہمارا قد ہمارے span کے لحاظ سے ہے، ہمارے پسِ منظر کے لحاظ سے ہے۔ اگر اس دنیا میں آپ فلم دیکھتے ہو کہ جتنی سکرین چھوٹی ہوتی جاتی ہے، قد وہی ہوتے ہیں مگر اس span میں فٹ ہونے کی وجہ سے قد چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں آپ کے قد یہ ہیں، جب ایک بہت بڑی کائنات کھلے گی، بہت ہی بڑی کائنات کھلے گی تو قد و قامت بھی یقیناً اسی کی طرح ہوں گے۔ مگر شاید ہمیں اندازہ نہ ہو کہ ہم کتنے لمبے قد کے ہیں کیونکہ ہمیں عین مطابقت لگے گی۔ اُس سائز میں ہمارا وہ سائز اُس span کے مطابق ہو گا۔ جیسے اس دنیا کے سائز ہمارے قدوں کے مطابق ہیں۔ جیسے پہلے ویرانوں میں آدم علیہ السلام کا قد شاید ایک ہزار گز رہا ہو اور عمر بھی ایک ہزار سال۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر نو سو سال اور کچھ برس تھی۔ تو لامحالہ وقت اور زمان و مکان کے ساتھ قد و قامت کی تخصیص چلتی رہتی ہے۔

Marfat.com

سوال: کیا جنت میں procreation بھی ہوگی؟

جواب: procreativity ہوگی شاید procreation نہیں ہوگی۔یعنی جنت میں ہم جو چاہیں گے بنائیں گے جو چاہیں گے ہم تخلیق کریں گے۔میں اس میں سند تو نہیں رکھتا مگر میرا خیال ہے کہ اہل جنت کو ایک مکان نہیں ایک ستارہ دیا جائے گا، کیونکہ میں جنت کا جو سائز دیکھتا ہوں ،اس لحاظ سے جنت میں مکان نہیں ہوں گے بلکہ جنت میں ایک ایک ستارہ ان کا نصیب ہوگا۔ جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے چہلقاف کے آخر میں لکھا ہے

کہ اے ستارۂ دلِ من کہ مشابہ ہستی ستارۂ آسماں را

اے میرے دل کے ستارے تو آسمان کے کسی ستارے سے مشابہ ہے۔

کہ میرے دل کے مطابق ایک ستارہ ہوگا۔میں نے اسے ٹھیک کرنا ہوگا۔چاہے اس میں الیچیاں اگاؤں یا کر لیے یہ میری مرضی ہے۔مجھ میں اتنی قدرتِ تخلیق ضرور ہوگی ۔

سوال: پروفیسر صاحب آپ کا قرآن فہمی کا معیار کیا ہے؟ قرآن فہمی میں سیرتِ رسول ﷺ سے آگاہی کہاں تک ضروری ہے؟ ہم بطور طالب علم اس سے کیسے اکتسابِ علم کر سکتے ہیں؟

جواب: اس جہانِ رنگ و بو میں جتنی کرشمہ سازیاں ہیں ان کے متعلق کوئی ذی حیات اپنے وجود سے کسی قسم کی کوئی شہادت نہیں دے سکتا۔صرف قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ ایک ایسے استاد ہیں جنہوں نے ہر ایک لفظ اور جملے کے conduct کو اپنی زندگی سے گزار کر آپ کے لیے جملہ احادیث تحفتاً چھوڑی ہیں۔جس سے ہمیں یہ بھی پتا لگتا ہے کہ قرآن کا کیا مطلب ہے اس کے معانی کیا ہیں۔اس کے اثرات کیا ہیں۔گرائمر سے ہمیں پتا نہیں چلتا اس لیے کہ گرائمر میں کوئی ایسی شے نہیں ہے۔ایک لفظ کے ترجمے میں ایسی کوئی شے نہیں ہے جس سے اس کا conduct نمایاں ہو۔میں اس کی مثال آپ کو دے سکتا ہوں کہ جب اللہ نے قرآن میں کہا کہ "**إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ**"-البقرة :222 کہ اللہ توبہ کرنے والوں سے اور پاک رہنے والوں سے بڑی محبت رکھتا ہے۔تو میرا نہیں خیال کہ کسی کو لفظوں کا ترجمہ نہیں پتا تھا۔every body knew مگر جا کر پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھنا پڑا کہ یارسول اللہؐ یہاں طاہر کون ہیں؟ متطہرین کون ہیں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ جو ڈھیلے کے بعد

Marfat.com

آب دست لیتے ہیں یعنی جو صفائی کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ دیکھیں متطہرین کوئی spirtual word نہیں تھا یا کوئی حیران کن لفظ نہیں تھا بلکہ ان مسلمانوں کیلئے جو زیادہ صفائی کے قائل ہیں ان کے لئے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے جو باہر سے آئے اور یہ خیال کرے کہ ہم ابھی صاف نہیں ہیں اور وہ پانی سے غسل کر کے صفائی کرے تو پھر ان کو متطہرین کہا جائے گا۔ اسی طرح کچن میں کوئی خاتون بیٹھی ہیں اور ان کو کھانا پکا کے جلدی نکلنا ہے تو پھر ان کی صفائی کی حس کہتی ہے کہ میں ہر چیز صاف ستھری کر کے نکلوں اور بہت ساری خواتین میں یہ صفات دیکھی گئی ہیں تو ان کو ہم متطہرین میں شامل کریں گے۔ اسی لئے کوئی بھی جملہ کسی بھی قیمت پر آپ کو وضاحت نہیں دیتا جب تک اس کی وضاحت دینے والا آپ کو اس جملے کا conduct نہیں سمجھاتا۔

خواتین وحضرات! قرآن کے پڑھنے کا سب سے بہتر طریقہ وہی ہے جس طریقے سے ہم پی ایچ ڈی کا تھیسز لکھتے ہیں، طریقہ وہی ہے جس سے ہم ایم۔ اے کا مقالہ لکھتے ہیں۔ ہم قرآن تو پڑھ لیتے ہیں لیکن ہمیں پتا ہی نہیں ہوتا قرآن کے پیچھے کیا ہے۔ دیکھیں کسی بھی علم کو ہم اچانک نہیں اٹھا سکتے۔ علیت کی ابتداء ہے۔ انسان کی ابتداء ہے۔ علم سے پہلے بھی علم تھا یعنی اللہ نے اس وقت بھی لوگوں کو کچھ نہ کچھ شناخت دے رکھی تھی۔ Greeks آئے، اہلِ یونان کے علم ومعرفت کی اب بھی دھوم ہے۔ اہلِ روما نے بھی علم ومعرفت کو ترقی دی، اہل مصر نے بھی ترقی دی۔ قرآن حکیم کے آنے سے پہلے یہ سارے علوم موجود تھے۔ ہمیں چاہیے ہوتا ہے کہ اپنا تھیسز شروع کرنے سے پہلے ان سارے علوم پہ ایک نظر مار لیں کیونکہ بہت سارے لوگوں نے اعتراض کیا، جنہوں نے قرآن پہ اعتراض کرنا تھا کہ قرآن پچھلے لوگوں کے خیالات کی فوٹو کاپی ہے۔ تو آپ نہ تو منطقی طور پر ایسے اعتراضات کا جواب دے سکتے ہو اور نہ ہی آپ کسی دوسرے کو سمجھا سکتے ہو۔ آپ کو کیا پتا کہ پرانے خیالات کیا تھے اور آج کے کیا ہیں۔ اگر آپ نے قرآن کا صحیح طرح سے مطالعہ کرنا ہے تو پھر آپ کو تمام پچھلے خیالات سے آگاہی ہونی چاہیے۔ ان کو لے کر آپ قران تک آئیں پھر قرآن پڑھیں اور پھر قرآن سے آگے کے علوم کو دیکھیں، جہاں آپ موجود ہیں۔ جب تک آپ ماضی اور حال کے تمام مضامین پڑھ کر اس کا تقابل قرآن سے نہیں کریں گے۔ آپ کو ربِ کعبہ کی قسم ہے قرآن کی سمجھ نہیں آئے گی۔ آپ کو قرآن کا فہم نہیں ملے گا۔ حیرت تو اب ہوتی ہے کہ جب

Marfat.com

آج کے دن کا آپ کا عظیم ترین سائنسدان اُس وقت کی قرآنی آیات کی شہادت دیتا ہے۔ حیرت تو یقیناً اس وقت بھی لوگوں کو ہوتی ہوگی جب مشرق اور مغرب کے تمام علماءِ مل کے وہ سچائی نہیں کہہ سکتے تھے جو قرآن کہہ رہا تھا۔ اس لئے اگر آپ کو قرآن سمجھنا ہے تو آپ کو اُن علوم کو اچھی طرح جاننا پڑے گا۔ میرے نزدیک اس میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن علم کی غائیت ہے۔ تمام علوم سے بڑھ کر علم ہے۔ جیسے میں نے کسی موقع پر کہا تھا کہ قرآن کتابِ تخلیق ہے اور باقی تمام دنیا اسی کتابِ تخلیق کی وضاحت میں مصروف ہے۔ چاہے اسے مانے چاہے نہ مانے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ اگر آپ کو صحیح معنوں میں قرآن پڑھنا ہو تو اسے ایسے Theortical Thesis کی طرح پڑھیے جو پیچھے سے بھی منسلک ہو جائے اور آگے بھی آپ کے تجسس اور جستجو کا جواب دے سکے۔

سوال: پروفیسر صاحب امام غزالی نے ایک بار سوال کیا کہ جب قرآن مجید کا ایک درس دینے والا دوسرے کو دیکھتا ہے تو ناخوش کیوں ہوتا ہے؟ اسے تو خوش ہونا چاہیے۔ کہ روشنی کے فروغ میں کوئی اور بھی مددگار ہے۔ پھر خود ہی جواب دیا اس لیے کہ جب دل حبِ جاہ سے بھرے ہوتے ہیں مقصد مقبولیت اور اپنے گروہ کا فروغ ہوتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے اور اس کا تدارک کیونکر ممکن ہے؟

جواب: امام نے جواب دے ہی دیا ہے تو اس میں پھر میری رائے کی کیا ضرورت ہے مگر بعض اوقات دوصورتیں واضح ہوتی ہیں۔ دوصورتیں اس طرح کہ ایک دفعہ میں اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں لیکچر دے رہا تھا اور بارہ گھنٹے تک میں نے وہ لیکچر دیا۔ دنیا بھر کے علماء اور سکالر وہاں موجود تھے۔ ساتھ ساتھ سوال و جواب کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ صبح ساڑھے گیارہ بجے میں نے شروع کیا جو رات ساڑھے بارہ بجے تک بغیر کسی خاتمے کے چلتا رہا تو After long discussion میں نے ایک مصری سکالر سے پوچھا کہ قرآنِ مجید کے تناظر میں آپ کو میں اتنی وضاحتیں جو دے بیٹھا ہوں اس کے بعد بھی آپ مُصِر ہو کہ آپ کی کتاب میں جو لکھی ہوئی وضاحت ہے وہ صحیح ہے۔ تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہم یہ رسک نہیں لیتے۔ مجھے انہوں نے کہا کہ آپ کی بات صحیح لگتی ہے مگر ہم رسک نہیں لیتے۔ میرا خیال یہ ہے کہ بعض اوقات ایسے علماء کی

Marfat.com

وضاحتوں سے ایک دوسرے شخص کو حق پہنچتا ہے کہ ہم ان سے کہہ سکیں کہ میاں You are not justifying the study of the Quran اس لئے کہ جب آپ کو صاف نظر آ رہا ہے اور صاف پتا ہے۔ سارے کائناتی حقائق ایک آیت کی تصدیق کر رہے ہیں اس کے بعد بھی اگر کوئی دوسرا اس کے خلاف دلائل دے گا تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ پھر ان عالموں کو جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ جب مملکتِ شام سے گزرے تو انہوں نے جتنے بھی وعظ کرنے والے عالم تھے ان سب کو روک دیا اور صرف ایک نوجوان کو اجازت دی کہ یہ قرآن کا وعظ کر سکتا ہے۔ یہ نوجوان خواجہ حسن بصریؒ تھے۔ ایسا واقعہ تو ہو سکتا ہے۔ دوسرے تمام معاملات میں حجتہ الاسلام شیخ محمد بن احمد الغزالی کی بات سو فیصد صحیح ہے بلکہ حجتہُ السلام شیخ محمد بن احمد الغزالی کا ایک قول ہے کہ آخری چیز جو سینہ ء انسان سے نکلتی ہے وہ حبِ جاہ ہے، عزت اور مرتبے کی خواہش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے بہر حال جائز حد تک جو اللہ کی دَین ہو وہ اللہ کے لوگ وصول کریں۔

سوال: **نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ اگر آدمی زہد اختیار کرے تو اسے یوں علم عطا کیا جائیگا۔ جیسے کنوئیں سے پانی نکلتا ہے۔ زہد کی منزل تک کیسے پہنچا جا سکتا اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟**

جواب: **خواتین و حضرات!** میرے ایک طرف کرکٹر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کو پتا ہے توفیق صاحب نوائے وقت میں کرکٹ کے بڑے مشہور ترین تبصرہ نگار ہیں اور جب میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ یار بہت دیر ہو گئی ہے تو کہتے ہیں ابھی تو ہاٹ اوورز آ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں بس کرو یار لوگ تھک گئے تو کہتے ہیں ابھی تو گگلی کرانی ہے۔ ان کی ساری کی ساری terminology کرکٹ ہے اور جب تک تینوں وکٹیں نہیں گر جاتیں ان کا تبصرہ پورا نہیں ہوتا۔ ابھی زہد کے بارے میں پوچھا گیا ہے اصل میں زہد ایک ایسا لفظ ہے کہ جس کو بہت سارے معانی میں تفصیلاً بیان کیا جا سکتا ہے۔ جیسے میں نے پہلے بھی آپ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کسی شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ سے بڑی محبت ہے۔ فرمایا کہ پھر بلا کے لیے تیار ہو جا کیونکہ جسے مجھ سے محبت ہے اس کی طرف بلا اس طرح بڑھتی ہے جیسے پانی نشیب کو بڑھتا ہے، تیزی سے۔ تو جب آپ اللہ کے رسول ﷺ کے کسی طریقہ ء کار پہ عمل کریں گے تو زندگی

Marfat.com

میں اس کو adjust کرنا پڑے گا۔ بہت سارے لوگ تقلیدِ رسولؐ کا دعویٰ تو رکھتے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں لوگوں کو ایک کام سب سے آسان لگا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرح داڑھی رکھ لیتے ہیں۔ اس میں مشقت بھی نہیں لگتی مگر جو باقی باطنی عادات ہیں (ان کی فکر نہیں کرتے)۔ اے بندگانِ خدا اس کے علاوہ خدا کے رسول ﷺ کی ایک اور عادت بھی اختیار کرلو، آپ داڑھی رکھ لو باقیوں کو معاف کردو، شاید یہ ممکن نہ ہوسکے۔ اللہ کے رسول ﷺ پہ ایسے دن بھی گزرے، یہ زہد کی مثال ہے کہ فرمایا آل رسولؐ نے کبھی مہینوں گندم کی روٹی نہیں کھائی، آٹا چھان کے نہیں کھایا اور کبھی دو وقت کا مسلسل کھانا ان کو مشکل سے نصیب ہوتا تھا۔ یہ اختیاری تھا اگر اللہ کے رسولؐ چاہتے تو دنیا بھر کی نعمتیں حاصل کر سکتے تھے۔ آپ کو یاد ہے جب ان کا اور خواتین کا تھوڑا سا اختلاف ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑی مبارک تھیں وہ عورتیں جنہوں نے قرآن کے قوانین میں exception create کرلی۔ حالانکہ چار شادیوں کا ذکر تھا مگر وہ جو خواتینِ محترمات تھیں جو ہماری مائیں تھیں، جب ان کو کہا گیا کہ مال و اسباب لے لو جتنا چاہے لے لو اور اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ جاؤ، آزادی ہے اختیار کا استعمال کرو تو ان میں سے کسی نے بھی مال و اسبابِ دنیا کو نہیں چنا۔ اگر آپ ایوریج دیکھو تو مجھے یہ اوسط بڑی عجیب وغریب نظر آتی ہے کہ one man who stood like Prophet and eleven women who stood like all the Muslims ساری خواتین نے بلا حیل و حجت اس آفر کو قبول نہیں کیا۔ اللہ کی طرف سے ان کو جو انعام و اکرام کی دعوت تھی، کہا ہمیں صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی صحبت چاہیے۔ تو یہ فقر ہے، لذتِ فقر ہے، لذت زہد ہے جو نہ صرف مردوں کے لیے بلکہ امہات المومنین کے لیے بھی۔ حیرانی کی بات ہے میں آج بھی یہ دیکھتا ہوں، مجھ سے مردوں نے کبھی یہ سوال نہیں کیا کہ ہم حلال وحرام کمارہے ہیں حالانکہ سب بڑے حساس لوگ ہیں مگر عورتیں اس حوالے سے بہت سوال کرتی ہیں۔ عورتیں کہتی ہیں پروفیسر صاحب ہمیں پتا ہے اس کی کمائی ٹھیک نہیں ہے، ہمارے بچوں پر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ ہم کیسے ان کو کہیں کہ یہ حرام کھانا بند کرو، ہمیں تھوڑا رزق دے دو۔ عورتوں میں سے بہت ساری خواتین نے مجھ سے یہ بات کہی ہے کہ خدا کیلئے ہمیں کوئی طریقہ بتائیں؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہی زہد ہے۔ زہد کی میں تو یہ تعریف کرتا ہوں کہ "جب انسان آئی ہوئی آسانی کو از خود

Marfat.com

اختیاراً ترک کردے تو یہ زہد ہے"۔

سوال: نت نئے آئے دن لوگوں کو مرعوب اور متوجہ کرنے کے لئے یورپ اور امریکہ میں نت نئی پالسیاں متعارف کرائی جاتی ہیں، اگر ہم یہ settelment کے contracts وغیرہ حاصل کرلیں تو اس میں کوئی شرعی رکاوٹ تو نہیں ہے؟

جواب: سورۃ عنکبوت ہے ناں، اس میں اللہ نے فرمایا تار کے اور شیطان کے دام تو بڑے بودے ہیں۔ مکڑی کے جال کی طرح، تو مکڑی کے جالے میں یہ صفت ہے کہ بظاہر یوں لگتا ہے کہ پھیلتے پھیلتے سارے مکان میں پھیل گیا ہے۔ پھر خدا کہتا ہے کہ حق ایک پتھر کی طرح آتا ہے اور سارے جالے توڑتا ہوا نکل جاتا ہے۔ تو یہ ساری cults ہیں ان کا کوئی تعلق general understanding of the people of west سے نہیں ہے۔ ہمارے ہاں بھی بڑے cults بنتے ہیں، چھوٹے چھوٹے مذہبی گروہ بن جاتے ہیں، ذرا سی بات پر نکل پڑتے ہیں کوئی ملتان جا بیٹھتا ہے، کوئی لاہور جا بیٹھتا ہے۔ یہ سارے cults ہیں مگر امت کی sense وہی ہے جیسے آپ میری بات سننے آگئے، آپ کا کوئی گروہ نہیں ہے آپ کا کوئی فرقہ نہیں ہے۔ may be you belong to any thing? but since you want to learn you have come to me. تو یہ سیکھنے کی وجہ سے ہم لوگ مہذب ہوتے ہیں۔ شیطان کی عبادت کوئی شے نہیں ہے کیونکہ آپ کو یاد ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع کے دن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ جہاں تک ہم مسلمانوں کا تعلق ہے شیطان اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے۔ اب کوئی مسلمان بت پرست نہیں ہوگا، اب وہ دوبارہ بتوں کو نہیں پوجے گا۔ اس لیے یہ جو اِن (یورپ) کے ہاں چیزیں واقع ہیں یہ اُن کی Psychedelic, Psychotic instinct ہے۔ وہ اتنے بکھر گئے ہیں اتنے بیزار ہیں اپنی زندگی، اپنے حقیقتوں سے کہ عجیب وغریب چیزوں میں لذتیں ڈھونڈتے ہیں۔ وہ اجتماعیت میں کسی نہ کسی حماقت کا ذریعہ ڈھونڈتے ہیں۔ just for enjoy یورپ کے بارے میں یہ کہنا کہ شیطان کے ساتھ کوئی contract کر کے وہ وہ واقعی بیچ گئے غلط ہے۔ یہ چند ایک بیوقوف لوگ ہوں گے جو اپنے آپ کو بڑا اسمارٹ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے cult بنالی ہوگی جیسے وہاں Satan worship کا

Marfat.com

بھی رواج پایا جاتا ہے۔مختلف cults موجود ہیں اور ان میں نشے اور ڈرگز استعمال ہوتے ہیں۔ تو اصل میں These are psychedelic impressions جو ہمیشہ اخباروں میں بڑھا چڑھا کر پیش کیے جاتے ہیں اور اس طرح آپ کے پاس بھی آ جاتے ہیں۔ They have to do noting with truth

سوال: ایک آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رکوع کرو جبکہ سجدے کا ذکر اس میں نہیں ہے۔ سجدے کا اس موقع پر کیوں حکم نہیں دیا گیا؟

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ مختلف مواقع پہ کسی میں رکوع کا کہا، کسی میں **"وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ"- العلق :19** کسی میں سجدہ کرنے کا کہا۔سجدہ تو شروع سے ہی چلا آتا ہے۔جیسے دوسری جگہ پہ شیطان سے اللہ نے کہا آدم کو سجدہ کرو۔میرا تو خیال ہے سجدے کا جو ذکر قرآن میں ہے رکوع کی نسبت بہت زیادہ ہے اور جگہ جگہ ہے۔البتہ یہ ہے جیسے **"وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ"- البقرۃ :43** کہ حکم پس منظر میں ایک جگہ ایسا رکوع ہے جس کے بارے میں مثل مشہور ہے کہ جو رکوع میں صدقات دیتے ہیں، وہ مسلمان جو رکوع میں اللہ کا حکم مانتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے بارے میں مشہور ہے کہ رکوع کے عالم ط میں انہوں نے اپنی انگوٹھی دے دی۔اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بارے میں مشہور ہے۔یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ صرف رکوع کا حکم ہے یہ غلاموں کے posture ہیں۔اگر آپ سچ پوچھو تو رکوع و سجود، ہاتھ باندھنا زمانہء قدیم سے انسان کے انسان کی خدمت کرنے کے جو انداز ہیں وہ سارے نماز میں جمع ہیں۔لیکن یہاں انسان صرف اللہ کی خدمت کرتا ہے۔پرانے زمانے میں کئی غلام ایسے ہاتھ باندھ کے کھڑے ہوئے، کوئی نیچے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کوئی بادشاہ کے سامنے آتے ہوئے آدھے رکوع میں رہتے تھے۔کوئی سجود میں چلے جاتے تھے۔تو یہی جو انسان انسان کی تنظیم کرتا ہے۔یہ مختلف بادشاہ جیسے نمرود کو سجدہ کیا جاتا تھا، فراعنہء مصر کو رکوع کیا جاتا تھا۔تو یہ تمام پوزز (poses) اکٹھے کر کے اللہ نے دراصل یہ کہنا چاہا کہ یہ تمام کسی غیر کیلئے موزوں نہیں ہیں۔ حالانکہ اس کے بعد بھی بادشاہوں کے ہاں یہ ساری چیزیں ہوتی رہیں۔مگر اللہ نے کہا کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ اگر تم کسی کی دل سے خدمت کرنا چاہو اور عزت کرنا چاہو تو سب سے زیادہ حق تم پر

Marfat.com

اللہ کا ہے۔اس لیے یہ رکوع وسجود کے posture آئے اور قرآن میں ان کا ہر جگہ ہی ذکر ہے۔ رکوع کا بھی حکم ہے اور سجدے کا بھی حکم ہے۔

سوال: راولپنڈی کے ایک بڑے مشہور ایک عالم دین نے فتویٰ دیا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ کہنا حرام ہے۔آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: میرا تو خیال ہے حرام وحلال کب کے طے ہو چکے ہیں۔حرام وحلال کی تو بحث ہی نہیں ہے۔باقی آپ نے پہلا بھی جملہ qualify کیا کہ پنڈی کے ایک بڑے عالم دین ہیں، پنڈی تو ایک چھوٹی سی جگہ ہے اس میں وہ سما کیسے گئے (قہقہ) مگر مسئلہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول کو پکارا گیا۔ پکارا جاتا رہے گا اور قیامت تک ہم اپنے محبوب پیغمبرؐ کو پکارتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ہماری زبانوں کو استطاعت بخشے کہ ہم ذکرِ رسول ﷺ کرتے رہیں اور ان کو پکارتے رہیں۔ایک تو مصیبت یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے رسول ﷺ کو ہمارے لیے زندہ رکھا ہوا ہے، ہر گھڑی، جب اس نے کہا ہے کہ میرا بھی طریقہ یہ ہے کہ میں اپنے رسولؐ پر درود بھیجتا ہوں تم بھی پڑھا کرو۔تو اسمِ گرامی محمد ﷺ کو تو اس نے ہماری نس نس میں زندہ کیا ہوا ہے۔باقی پکارنے کی جہاں تک بات ہے آپ کو حیرانی کی بات بتا رہا ہوں کہ اسلامی سلطنت میں دو بہت بڑی جنگیں رسول اللہ ﷺ کو پکارنے پر ہوئیں اور دونوں جنگوں میں مسلمانوں نے آٹھ آٹھ سو برس کی فتح پائی۔پہلی جنگ میں جب راڈرک جو سپین کا بادشاہ تھا اس نے ایک مسلمان قافلے کو لوٹا تو ایک عورت نے دہائی دی کہ یا رسول اللہ ﷺ اعانت فرمایئے۔جب اس عورت نے یہ آواز دی تو اس کے علاقے کے حکمران نے کہا کہ آج تمہارا رسولؐ تو کیا تمہارا اللہ بھی آجائے تو تمہیں ہمارے ہاتھ سے نہیں بچا سکتا۔ جب یہ بات فاسق ترین گورنر حجاج بن یوسف کو پہنچی تو اس نے اسی وقت طارق بن زیادؒ اور موسیٰ بن نصیرؒ کی زیر کمان ایک لشکر ترتیب دیا۔اور اس کی وجہ سے مسلمانوں نے آٹھ سو برس سپین پہ حکومت کی، صرف اس ایک جملے کی وجہ سے۔اللہ کے رسول کو جب اس عورت نے پکارا۔

دوسرا واقعہ بھی سن لیجئے۔رجنارڈ جو کرک کا والی تھا جب crusade کی جنگ ہو رہی تھی۔اس نے مسلمانوں کے ایک قافلے پہ حملہ کیا۔اس قافلے میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی بھتیجی یا بھانجی بھی سفر کر رہی تھی۔جب اس خاتون کی باری آئی خاتون نے پکار کے کہا وا محمد ﷺ۔اس نے پکار

Marfat.com

کئے کہا وا محمد النبیؐ یا محمدؐ۔ وہ بے چاری شہید کر دی گئی جب سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو یہ خبر دی گئی اور رپورٹ ملی تو سلطان نے قسم کھائی کہ اگر اللہ نے مجھے اس پہ قابو دیا تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا اور اللہ نے اسے طاقت دی۔ Battle of Hattin کے بعد جب وہ گرفتا ہو کے آیا تو سلطان نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ تو میں سوچتا ہوں کہ ہمیں تو عربی آتی ہی نہیں ہے۔ مجھے تو نہیں آتی۔ مگر عرب کے لوگ تو جا بجا" **وامحمداً** " پکارتے تھے۔ جن کو عربی آتی ہے ان کو تو کوئی عجیب بات نہیں لگی تھی وامحمداً کہنے میں۔ تو ہمارے موصوف پنڈی کے بڑے عالم کو کیسے یقین ہے۔ دیکھو ناں! بات یہ ہے کہ کسی کو بھی پکارنا ماضی میں معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہ حرف dramatics کا انداز ہوتا ہے، اسٹائل ہے اگر آپ نے زمان و مکاں کی قربت یا قیدیت بیچ میں سے اٹھائی ہو تو میں اپنے باپ کو ڈائریکٹ مخاطب ہوں گا۔ اپنے دادا کو اس انداز سے مخاطب کر سکتا ہوں۔ فرض کرو اگر میرا سلسلہء نسب کسی بندے سے جا کر ملتا ہے تو کیا میں یہ کہوں گا کہ اے آدم تو نے میرے ساتھ کیا کیا؟ ایک ولی اللہ سے جب ان کو حساب کتاب کا پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے کیا پوچھتے ہو، میں تو اس باپ کا بیٹا ہوں جس نے اللہ کے حضور میں غلطی کر لی تھی، میں کہاں سے تمہارے سوالوں کے جواب دوں اور پھر اللہ نے اسے معاف کر دیا۔ تو آواز دینے میں قطعاً کوئی مزائقہ نہیں۔ آپ سجدے میں جائیں گے، آپ تشہد میں پڑھیں گے..... **یا ایھا النبیؐ** تو کس چیز پہ اعتراض ہے انہیں؟ مجھے تو نہیں سمجھ آتی کہ کیا "یا" پہ اعتراض ہے، کہ پکارنے پہ اعتراض ہے۔ اصل میں لوگ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آواز جس کو مرضی جا کے دو مگر اسے خدا سمجھ کے نہ دو۔ بس اتنی سی بات ہے اور تھوڑی سی بات بھی اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ میں تو شیطان کو اے عزاجیلِ لعین کہہ کے پکار سکتا ہوں۔ اس وقت کیا بنے گا جب میں کہوں گا اے شیطان۔ آواز دینے میں کون سا نقص ہے، پھر میں کہوں اے شیطان **اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيم** تو میں اس سے پناہ مانگوں گا۔ تو یہ قطعاً کوئی قابل اعتراض نہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ جب انسانوں کی علم میں مت ماری جاتی ہے تو وہ اس قسم کے سوال کھڑے کر دیتا ہے۔ ایک سیدھی سی بات یہ ہے کہ جب آپ آواز دے رہے ہو تو آپ اسے خدا سمجھ کے نہیں دے رہے ہو پھر باقی چیزوں پہ آپ کو کیا حرج ہو سکتا ہے۔ اب جس کسی نے کہا کہ یا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ تو اس سے پوچھو ناں کہ محمد رسول کو اللہ سمجھتے ہو۔ تو وہ کہے گا قطعاً نہیں میں تو کہہ رہا ہوں اللہ کا رسول ﷺ ہے۔ تو پھر اس پہ کون سا فتویٰ لگائیں گے۔ بُری بات ہے مولوی صاحب کو کہہ دینا۔

Marfat.com

"Question & Answer Session"

Sunday Live Yusra M.C. 25th July 2010

سوال: حضورﷺ نے فرمایا کہ "شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں؟ اسکی وضاحت فرمادیں اور کیا اس وقت ہماری قوم میں ایسا "شیخ" موجود ہے؟

جواب:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

بہت سارے فقرے اور جملے ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر بڑے خیر کے حامل ہوتے ہیں۔مگر ان کے جو نتائج نکلتے ہیں وہ کسی بھی قیمت پر social situation کیلئے اچھے نہیں ہوتے۔یہ کہنا کہ شیخ اپنے لوگوں میں اس طرح ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہوتا ہے۔اس میں تھوڑا سا مبالغہ ہے۔یہی مبالغہ آگے بڑھ کر لوگوں کے غلط نظریات کی بنیاد بن جاتا ہے۔ایک تو شیخ کبھی ایک totality میں نہیں ہوتا، گروہوں میں ہوتا ہے اور چھوٹے چھوٹے حلقوں میں ہوتا ہے۔جبکہ نبی ایک بہت بڑی امت کے لئے ہوتا ہے اور خاص طور پر ہمارے رسول اکرمﷺ جو رحمۃ اللعالمین ہیں، زمین وآسمان میں اتنی بڑی religious authority اب باقی کوئی نہیں بچی، آپؐ کے بعد۔اب نہ یہ علامت کسی دوسرے پر وارد ہوگی اور نہ خدا کا انتخاب کسی پر آئے گا۔ تو یہ تھوڑی سی مبالغہ آمیز اصطلاح ہے جو غالباً ترفع میں کسی شیخ نے خود فرمادی ہو تو ہم اس کا بُرا نہیں مناتے۔لیکن اس کو بطور اصول نہیں اپنایا جاسکتا، کسی قیمت پر بھی اسے قانون تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔شیخ بہرحال اپنے لوگوں میں اتنا بڑا نہیں ہوتا بلکہ ہم اس شیخ کو غلط سمجھیں گے کہ جو توجہات کو اپنے طرف مبذول کر کے خدا اور رسولﷺ کی حیثیت کو کم کر دیتا ہے۔مگر نبی کو یہ حق حاصل ہے کہ جیسے آپ نے سنا ہوگا کہ رسولﷺ نے ایک دفعہ ایک صحابی کو بلایا اور وہ نماز پڑھ

Marfat.com

رہے تھے، وہ نماز پڑھ کے آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ دیر کیوں کی۔ تو صحابیؓ نے عرض کی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آ جاتے تو اچھا تھا۔ یعنی اگر نماز پڑھے بغیر آ جاتے تو اچھا ہوتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی توصیف بیان کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب شرع اُتر رہی ہو تو کیا پتا اگلی نماز ہی منع ہو جائے۔ یہ کوئی پتا نہیں ہوتا کہ جب شرع اتر رہی ہے، اور قرآن اُتر رہا ہو تو اگلے لمحے کسی حکم کا پتا نہیں ہوتا کہ کیا حکم نازل ہو جائے۔ اس لئے نبیؑ کی اطاعت خدا کے احکامات کو سمجھنے کے لئے بہت زیادہ ضروری ہے اور شیخ کے احکامات سے اختلاف ہو سکتا ہے۔

سوال: **حدیث قدسیؑ ہے کہ میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں جن کو میرے اور میرے خاص دوستوں کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسی ضمن میں یہ بھی فرما دیجئے کہ کیا مخلوق خدا کی ملامت دوستانِ حق کی علامت ہے؟ اور کیا یہ بھی درست ہے کہ جو شخص خدا کی پسند ہوتا ہے مخلوق اسے پسند نہیں کرتی اور جو بزعم خود برگزیدہ بنتا ہے خدا تعالیٰ اسے برگزیدہ نہیں کرتا؟**

جواب: خواتین و حضرات! اگر یہ قانون (rule) ہوتا تو سب سے پہلے انبیائے علیہ السلام پر لاگو ہوتا کہ ان کو خلق کی مزاحمت دی جاتی۔ بے شک یہ (انبیائے علیہ السلام) کفر کے مقابلے میں ہوتے ہیں۔ مگر جو لوگ اللہ کے بندے ہوتے ہیں جو تسلیم کرتے ہیں، جو محبتوں کا روپ اختیار کرتے ہیں ان کی آپس میں بڑی شدید محبت ہوتی ہے۔ "**وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰه**" - البقرۃ: 165 اور اللہ کے بندوں کو اپنے احباب سے اور انبیاء سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ قانون نہیں کہ خداوند کریم اپنے بندوں کو خفیہ رکھنے کے لئے انہیں رسوا کرواتا ہے۔ یہ ملامتیہ سلوک کا اصول ہو سکتا ہے، اللہ کا نہیں۔ اللہ کا اصول یہ ہے کہ وہ جس سے محبت رکھتا ہے اور جس کی عزت کرتا ہے اسے لوگوں میں معزز کر دیتا ہے۔ بڑی مشہور حدیث ہے کہ مدحتِ خلق کو خدا کا انعام سمجھو، پھر جس شخص پر اُس کے انعامات وارد ہوتے ہیں آپ دیکھ سکتے ہو کہ وہ مخلوق میں بڑا سراہا جاتا ہے۔ میں آپ کو سیدنا خواجہ مہر علیؒ کا قول سنا دوں۔ کسی نے ان سے "**فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُم**" - البقرۃ: 152 والی آیتِ مبارکہ کے پس منظر میں پوچھا کہ اللہ کو تو لوگ یاد کرتے ہیں مگر اللہ لوگوں کو کیسے یاد کرتا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا دیکھتے نہیں ہو کہ بندے تو

Marfat.com

تھوڑے عرصے کے لئے ہوتے ہیں جبکہ اللہ تو مستقل ہے۔ تو وہ جب مرجاتے ہیں تو اللہ لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دیتا ہے۔ لوگ وہاں آتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، ذکر کرتے ہیں، فاتحہ پڑھتے ہیں۔ مخلوقِ خدا ان کے مزارات پر آ کے اللہ کی یاد کو تازہ کرتی رہتی ہے۔ یہ ایک بڑا مناسب اور خوبصورت جواب ہے۔ البتہ یہاں ایک چیز کی وضاحت ضروری ہے۔

"إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ"- فاطر:28

اللہ کے عالم اُس کے لبادے تلے ہیں۔

علم ایک خصوصی درجات کی علامت ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادات پر رتبے مقرر نہیں کئے بلکہ علم پر کئے ہیں۔

"نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ "- یوسف:76

جس کے چاہتا ہوں رتبے بلند کرتا ہوں

"وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ "- یوسف:76

اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔

آپ کو پتا ہے زیادہ بڑے عالم تھوڑے سے cynic بھی ہوتے ہیں۔ تو یہ علمانہ عادتیں جو ہیں شاید عام لوگوں سے ہٹ کر جدائی اختیار کرنا، anomie اختیار کرنا، یہ لوگوں کی عادتیں ہیں کہ جو خدا کے حضور زیادہ قریب ہوتے ہیں، ان کے اپنے ناز ہوتے ہیں۔ وہ خلق سے ہٹے ہوتے ہیں۔ وہ خلق میں آنا نہیں چاہتے۔ مگر اس کو دستورُ العمل نہ سمجھئے گا۔ کیونکہ ہم نے جب بھی کبھی مثال پکڑنی ہوتی ہے، آپ جب بھی زندگی گذارنے کے لئے کسی اعلیٰ ترین مؤقف کی تائید کرو گے تو صرف اپنے رسول ﷺ کے مؤقف کی کرو گے۔ کیونکہ وہ ایک بھی لمحہ زندگی سے باہر نہیں رہے، مجالس سے باہر نہیں رہے، مخلوق سے باہر نہیں رہے اور عام حالات میں اللہ کے رسول ﷺ نے جو طریقہ ہمیں سکھایا ہے، ہمارے لئے وہ ہی بہترین ہے۔ اگر اُس کے مقابلے میں کسی بڑے سے بڑے ولی کا کردار بھی اگر تھوڑا سا مخالف جارہا ہو تو ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔

سوال: سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں جس مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے وہ مسجد کون سی ہے؟ اسراء کے مقام پر پوری دنیا میں ایک ہی عمارت تھی جسے مسجد کہتے تھے اور وہ مسجد احرام تھی، مسجد اقصیٰ

Marfat.com

68ھ میں تعمیر ہوئی، وہ کونسی آیات الکبریٰ تھیں جو رسول اللہ ﷺ کو دکھائی گئیں؟

جواب: یہاں مسجد اقصیٰ سے مراد وہی ہے جو حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نے قائم کی۔ پہلے اس کو ھیکلِ سلمان کہتے تھے پھر اس میں کوئی ترتیب میں تبدیلی آئی۔ صلیبی جنگوں میں اس کے آثار مٹ گئے۔ پھر اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ یہ مسجد تو شاید اب بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسرائیل میں ہے اور بڑی مشہور مسجد ہے۔ بلکہ یہ زمین پر اللہ کے پہلے دو گھروں میں سے ایک ہے۔ البتہ اس میں ایک تھوڑا سا اختلاف رہتا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ اوّلین ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسجد حرام اوّلین ہے۔ لیکن قرآن یہ واضح کر دیتا ہے کہ کعبۃ اللہ پہلی مسجد ہے یعنی مسجد حرام پہلی مسجد ہے۔ اس لئے جب قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "**سُبْحَانَ الَّذِیْٓ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ** "- **بَنِیْٓ إِسْرَائِیْل:1** جب قرآن کو پتا ہے اور اللہ کو پتا ہے کہ مسجد اقصیٰ ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ آپ کو اپنی معلومات درست کر لینی چاہیں۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں history اللہ کی بہت اچھی ہے۔ اس میں خدا بھی طعنہٗ دیتا ہے۔ ایک دفعہ بڑا خوبصورت طعنہٗ دیتا ہے کہ یہ کبھی مجھے کہتے ہیں کہ موسیٰؑ پہلے تھے یا ابراہیمؑ۔ تو پہلے ان سے پوچھیں کہ ان کو تاریخ آتی بھی ہے کہ آیا موسیٰؑ پہلے تھے یا ابراہیمؑ پہلے تھے۔ اللہ کی history اس لئے بہت اچھی کہ اُس نے بنائی ہے، اُس نے لکھی ہے۔ اس داستانِ حیات کو اس نے مرتب کیا ہے۔ ایک بڑے مشہور سائنسدان کا قول ہے کہ ''عجیب لوگ ہیں جو خدا کو ایسے ناول نگار کی طرح سمجھتے ہیں جس نے پہلا chapter لکھا اور باقی کتاب لوگوں پہ چھوڑ دی''۔ خدا ایسا نہیں کہ اس نے پہلے افسانے کا پہلا حصہ لکھا اور باقی لوگوں پہ چھوڑ دیا کہ تم مکمل کر لینا۔ اللہ نے جو کتاب لکھی ہے پوری لکھی ہے، مکمل لکھی ہے۔ آخر تک پہنچائی ہے۔ یعنی **الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ** سے شروع کی ہے تو **الْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ** تک جاتی ہے۔

Q: There is meaning of Hadeeth that seventy thousand angels will bring forth the Arsh of Allah S.T. with the golden Chain? and Allah is divide up

Marfat.com

time , space and weight. Secondly, what is difference between Sufi & Faqeehi as explained by Syed Ali Hajveri and Shahabu-din- Soharwardi?

جواب: خواتین وحضرات! جو پہلا جملہ ہے، ستر ہزار تو میں نے شاید یہ تعداد کہیں نہیں پڑھی۔ اگر ہم قرآن کے لفظ پہ جائیں تو قیامت کے دن جب اللہ کے تخت کا نزول ہوگا وہاں تعداد کا تو سان گمان ہی نہیں ہوسکتا۔ وہاں خوف ودہشت کا ایسا سماں ہے، اُس زبردست کی آمد ہے کہ زمین پوری کی پوری تختِ خدا سے کانپ رہی ہوگی۔

"وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا"-الزمر:169

اور زمین اللہ کے نور سے چمک جائے گی۔ تو وہ جو آمد ہے اس کو میرے خیال میں اس سے بہتر الفاظ میں بیان ہی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ جب وہ اترے گا تو کہے گا۔

"لِّمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار" -غافر:16

کہ آج بتاؤ ملک کس کا ہے؟ انسانی تجسس سے قطع نظر یہ سوال بنتا ہی نہیں کہ ستر ہزار، ستر لاکھ یا ستر کروڑ فرشتہ ہوگا۔ میرا نہیں خیال کہ عقل کو ان باتوں میں کوئی مبالغہ یا کمی بیشی کرنی چاہیے۔ لیکن شاید ہماری تسکین اس میں ہوتی ہے کیونکہ ستر ہزار ایک بہت زیادہ تعداد کا کلمہ ہے۔ مگر قرآن کہتا ہے جوق در جوق ملائکہ اُتریں گے، اُس دن بادل پھٹ جائیں گے، وہاں تعداد نہیں لکھی ہوئی۔ قرآن اس لحاظ سے بڑا مختصر اور جامع ہے کہ آپ کو ہوسکتا ہے کہ ان گنت ملائکہ سے واسطہ پڑے اور ظاہر ہے کہ وہ ان گنت ہیں، کیونکہ ایک ایک آدمی کو اگر ایک ایک فرشتے نے لے کر جانا ہے تو چھ ارب تو ملائکہ اس دن اُتریں گے۔ اس دن شاید ایک فرشتہ دس آدمیوں کو نہ ہانکے۔ جب ربِ کریم اپنا جاہ وجلال ظاہر کرے گا تو ستر ہزار سے تو بہت زیادہ ہی ہوں گے۔ کیونکہ ہم ستر ہزار اتنا زیادہ نہیں سمجھتے، جب ہم دیکھتے ہیں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ بڑے دنوں میں جو سالانہ شو وغیر ہوتے ہیں اور جو ان کے انتظام وانصرام ہوتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں، ہزاروں اور کبھی کبھی لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس اجتماع میں شریک ہوتے ہیں۔ اگر اللہ نے اپنی شان وشوکت اور جمال کا اظہار کرنا ہے تو میرا خیال ہے وہاں imensity ہوگی۔ ستر ہزار تو صرف ایک کلمہ

Marfat.com

ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اُن کی تعداد آپ کی سوچ سے بالاتر ہوگی۔ اس دن جوق در جوق ملائکہ چھلتے ہوئے بادلوں سے نیچے اتریں گے اور پھر ظاہر ہے کہ ہر آنکھ اوپر لگی ہوگی۔ میرا تو خیال ہے کہ ہر آدمی کی آنکھ میں ستر ہزار فرشتہ ہوگا۔

دوسری بات جو انہوں نے پوچھی ہے کہ صوفی اور فقیہہ میں کیا فرق ہے؟ خواتین و حضرات فقیہہ کا تعلق مسائل سے ہے، وہ ایسا عالم ہے جسے اللہ نے بڑی برکت دے کر زمین پر بھیجا ہوتا ہے "**طه ا أنزلنا عليك القرآن لتشقى** "- طه :1,2 اور فرمایا کہ اے سردار ہم نے قرآن کو مشقت کیلئے نہیں اُتارا۔ فقیہی وہ شخص ہے جو رسولوں کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے قرآن کو لوگوں کے لئے آسان بناتا ہے۔ مدرسِ قرآن کا مقابلہ کسی صوفی سے نہیں ہوسکتا۔ یہ تو ممکن ہے کہ صوفی فقیہہ بھی ہو، اور ہم نے کچھ صوفیاء کے فتاویٰ دیکھے ہیں۔ مگر منصب اگر دیکھا جائے تو صوفی فقہاء کے مسائل سے گریز پہ قائم ہوتا ہے اور فقیہہ خلق کی معاونت پہ قائم ہوتا ہے۔ فقیہہ کا مرتبہ یقیناً ستر عالموں سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اگر میرے پاس اختیار ہوتا کہ ایک فقیہہ میں اور ایک صوفی میں کسی ایک کو چنتا تو میں فقیہہ کو چنتا۔ کیونکہ اس کا کام سنتِ رسول ﷺ پہ چل کے مخلوقِ خدا کے لئے آسانی پیدا کرنا ہے اور وہ یقیناً اللہ کے نزدیک زیادہ معتبر انسان ہے۔ اقبال نے کہا تھا کہ صوفی جو ہے "He records an individual victory over time and space" جو صوفی ہے، وہ ایک اکیلی زندگی ہے اور اکیلی جدوجہد ہے، جو خدا کے حضور میں ہے۔ بعد میں اس کا فیض لاکھوں لوگوں کو بھی پہنچے پھر بھی صوفی پہ نظر ڈالیں گے تو وہ ایک ایسا اکیلا وجود ہے جس نے معاشرے سے ہٹ کے خدا کے لئے جدو جہد کی ہوتی ہے۔ He is top struggle, top brelience, and top intellect, وہ ایک انفرادی کسب ہے یا اکتسابِ کمال ہے، اس کا موازنہ ہم کسی صورت بھی اس شخص سے نہیں کر سکتے جو مخلوقِ خدا کے فوائد کیلئے جدوجہد کرتا ہے۔ مگر جب میں یہاں فقیہہ کا لفظ استعمال کرتا ہوں تو اس فقیہہ سے مراد وہ نہیں ہے جو آج کل آپ دیکھتے ہو۔ اس سے مراد تو امام ابوحنیفہؒ، امام محمد بن ادریس شافعیؒ ہی ہو سکتے ہیں یا احمد بن حنبلؒ ہو سکتے ہیں یا انس بن مالکؒ ہو سکتے ہیں۔

سوال: جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے تو کیا تین سو ساٹھ بت وہاں

Marfat.com

موجود ہوتے تھے؟ حدیبیہ کے بعد جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ اکرامؓ عمرہ کیلئے تشریف لائے تو کیا اس وقت بھی طواف ایسی حالت میں کیا گیا کہ بت خانہ کعبہ میں موجود تھے؟ خانہ کعبہ کو اللہ کا گھر کیوں کہا جاتا ہے جبکہ اللہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے؟

جواب: پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب اسی سے ہی سبق ملتا ہے جیسے آج کل فرض کرو کہ کوئی کارٹون بناتا ہے آپ کو غصہ آتا ہے، غیرت آتی ہے مگر جس چیز پہ آپ کا بس نہیں چلتا وہ قرآن کی آیت جو ہے،

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

سستی نہ کرو غم نہ کرو۔

جب آپ کو اللہ غلبہ دے گا اور بہت عرصہ جب مسلمانوں کو غلبہ نصیب نہیں تھا تو چار و نا چار ان کا کیا ایسی کیفیتوں سے واسطہ نہیں پڑتا تھا؟ جو شاید وہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر میرا خیال ہے کہ ان کو جب وقت آیا تو اللہ نے حکم دیا بتوں کی پلیدی کو میرے گھر سے ختم کرو اور انہیں ہٹا دو۔ مگر ایک بات بڑی وضاحت سے حضور ﷺ کی زندگی میں لکھی گئی ہے اور یہی بات سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں لکھی گئی ہے کہ آپ دونوں حضرات اکرام نے زمانہء جاہلیت میں بھی اور اعلانِ نبوت کیسے پہلے بھی کبھی کس بت کو سجدہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی ہاتھ جوڑے تھے۔ بچپن میں عین ممکن ہے کہ کوئی کہہ دے پیامبر گزرتے ہوئے شاید سر نہیوڑا گئے ہوں مگر ایسا نہیں ہوا۔ اگر آپ سچ پوچھو تو غار حرا کے مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس نجاست سے اور بتوں کی پلیدی سے جو مکہ میں جگہ جگہ بکھری تھی، پیامبر اس لئے باہر نکل جاتے تھے کہ شاید وہ یہ مناظر برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی پیدائش کو بھی سامنے رکھیئے، حضور ﷺ وہیں پیدا ہوئے، انہی بتوں کے درمیان پیدا ہوئے اور ان کو دیکھتے رہے۔ دیکھنا اور پیار کرنا اور ہے، دیکھنا اور نفرت کرنا اور ہے۔ تو یہ اس لئے آج ایک valid question نہیں بنتا۔ وہاں اگر بت تھے تب بھی حضور ﷺ نے طواف بتوں کا تھوڑا ہی کرنا تھا۔ انہوں نے تو اپنے رب کے گھر کا طواف کرنا تھا۔ مگر زیادہ مشہور یہی ہے کہ ان دونوں حضرات کے بارے میں جو حدیثیں ہمارے پاس مستقل اور مضبوط ہیں۔ چونکہ دوست بڑے اچھے تھے ایک ہی اندازِ زندگی تھا ایک ہی اندازِ فکر

Marfat.com

تھا، ثانی اثنین وصاحبِ فی الغار تھے۔ دونوں میں قدرِ مشترک جو بتائی جاتی ہے، نبوت سے پہلے بھی انہوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ نہ ہاتھ جوڑے تھے اور نہ سلام دعا کی تھی۔

سوال: حضرت ابوالحسن نوریؒ فرماتے ہیں کہ تصوف نفس کی ہر لذت کو چھوڑ دینا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دنیا کی ساری آسائشوں اور آسانیوں سے چھٹکارا حاصل کرلیں؟

جواب۔ خواتین وحضرات! جب اکابرین کے اقوال کا ذکر ہوتا ہے تو ہم اس کو بہت پسند کرتے ہیں۔ شاید ہمارے اندر ایک بہت اعلیٰ درجات کے حصول کی خواہش بھی کام کررہی ہوتی ہے۔ کوئی حرج تو نہیں ہے ناں، اگر میں صوفی نہیں بن سکتا تو میں کم ازکم ان کی کوئی بات تو پسند کرسکتا ہوں۔ بہت سارے لوگوں میں ایک ایسی حس ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی شاخِ علمیہ میں جو اعلیٰ ترین حیثیتِ علم وعقل ہوتی ہے اس کو بڑی پسندیدگی سے سنتے ہیں۔ خواجہ ابوالحسن نوریؒ نوریہ سلسلے کے ہمارے استاد ہیں۔ مگر جس کا وہ ذکر کررہے ہیں، یہ کیفیت کبھی نہیں آتی، کہ آپ دنیا کے تمام لذائذ ترک کردیں اور زندگی میں ایسا زہد اختیار کریں۔ یہاں لفظ لذائذ کی ہمیں وضاحت کرنی پڑے گی۔ ہوسکتا ہے کہ بھوک کے عالم میں آپ کو ایک سوکھی روٹی بھی بڑی لذیذ لگے اور ہوسکتا ہے کہ بھرے ہوئے پیٹ کو بھرنے کے لئے دنیا کے تمام لذائذ بھی فضول لگیں۔ تو لفظِ لذائذ relative ہے کہ آپ کس چیز کو لذت سمجھتے ہو اور کس چیز کے حصول کے لئے جدوجہد کررہے ہو۔ اگر میں اس کا ترجمہ کروں تو وہ تمام ادھوری خواہشات جن کی دنیا میں آپ آرزو کرتے ہو ان کو ہمت سے ترک کردینا مقصد تصوف ہوتا ہے۔ جن چیزوں کیلئے لوگ اپنے آپ پر ترک کا قابو نہیں پاتے۔ اگر کوئی صوفی ہے تو وہ اس کو دانستہ (mentally, deliberaetly analytically,) ان سے پرہیز کرتا ہوا ان کو ترک کردے تو یہ صوفی کا مسلک سمجھا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ وہ دنیا سے بیزار ہیں یا بھکاری بن جاتے ہیں۔ کئی school of thought میں ہمارے ایسے بڑے صوفیاء تھے جو الحمدللہ بہت امیر تھے، رئیس تھے، بلکہ ہمارے اپنے استادوں میں سے شیخ جنید ایک رئیس آدمی تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں تو اتنی نفاستِ طبع ہے کہ ''کتان'' (اسی سے کارٹن لفظ نکلا ہے) جو اس وقت کا سب سے مہنگا کپڑا تھا۔ وہ ایک نفیس ترین کارٹن کو صرف ایک دن پہنتے تھے اور دوسرے دن اسے صدقہ اور خیرات کردیتے تھے۔

Marfat.com

خواجہ ابوالحسن نوری نوریہ سلسلے کے بزرگ ہیں ماشاءاللہ یہ اخلاص کے لوگ ہیں اوران کا ایثار یہ مسلک ہے، یہ ایثار پر بنیاد رکھتے ہیں۔ان کا خیال یہ ہے کہ تصوف ایثار ہےاور ایثار تب آتا ہے جب آپ دنیا کے لذائذ کو ترک کر کے اپنے بھائیوں کے لئے ان کو چھوڑ دیں اور خود اختیار نہ کریں۔مگر میرا خیال یہ ہے آپ لوگوں کے لئے یہ کافی ہے کہ زندگی اس طرح گذاری جائے اوراس سے بڑا تصوف کوئی بھی نہیں ہے جیسے رسول اکرم ﷺ نے زندگی گذاری ہے۔میرا خیال ہے آپ کو اچھا کھانا بھی کھانا چاہیے اور بھوکا بھی رہنا چاہیے۔آپ کو انتہائی اچھا لباس پہننا چاہیے اور کبھی برے لباس سے گریز بھی نہیں کرنا چاہیے۔آپ کو زندگی کے فرائض پورے بھی کرنے چاہیں اور کبھی کبھی اگر چھٹ جائیں تو غلطی نہیں ہوتی بلکہ انسان ہے۔انسان سے کمی وبیشی ہو جاتی ہے۔میرا خیال ہے اگر زندگی کو Prophet(PBUH) کے اصولوں کے تحت گزارا جائے، اس طرزِ زندگی کو اپنایا جائے تو آپ صوفیوں سے بڑھ کر صوفی ہو سکتے ہیں اور سنتِ رسول کے بھی پابند ہو سکتے ہو۔جب ہم کسی صوفی میں کسی جذبے کا غلبہ دیکھتے ہیں تو ہم اس کی تعریف ضرور کرتے ہیں، شاید ہمارے اندر اتنی ہمت اور طاقت نہیں ہوتی کہ آگے بڑھ کر ہم اتنی شدت سے اس مقصد کو حاصل کر سکیں۔ہم ان کی تعریف ضرور کرتے ہیں مگر ہم اسے اصولِ زندگی نہیں بناتے، اس لیے کہ اصولِ زندگی طے ہے جو آقا ورسول محمد ﷺ کا ہے اور جو ان کے اصحاب کا ہے۔اس کے علاوہ کوئی اور اصولِ زندگی رول ماڈل نہیں ہو سکتا۔تصوف میں معراج فنافی الرسولؐ ہے اور فنافی الرسول کا مطلب طرزِ زندگی رسول ﷺ سے مطابقت اختیار کرنا ہے۔

سوال: سر کینیڈا سے ایک دوست پوچھتے ہیں کہ خیال کی حقیت کیا ہے؟ یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ thought اور thinking کے درمیان فرق کو کیسے سمجھا جاسکتا ہے؟

جواب: خواتین وحضرت! کینیڈا میں بیٹھے میرے اس معزز دوست کو پتا ہونا چاہیے کہ I may disagree with all the concepts prevailing in science about the idea and the mind. میرے ذاتی خیال میں جو میں تھوڑا بہت قرآن کو سمجھتا ہوں کہ انسان سوچتا ہی نہیں ہے۔میرا خیال یہ ہے کہ انسان میں ایک

Marfat.com

receptor موجود ہے جو خیالوں کو وصول کرتا ہے اور پھر ان میں چناؤ کرتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ خداوندِ کریم نے وضاحت سے فرمایا کہ **وَمَا تَشَاؤُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ** تم سوچ بھی نہیں سکتے اگر میں نہ چاہوں، تم چاہ بھی نہیں سکتے اگر میں نہ چاہوں۔ جیسے دل میں مختلف روئیں چلتی ہیں دل کے اندر۔ اس طرح دماغ میں بھی دو روئیں چلتی ہیں۔ ان کا ایک مقصد تو ہمیں پتا ہے کہ اس میں منفی یا مثبت چارج چل رہا ہو گا۔ مگر ایک مقصد شاید خفیہ بھی ہے جو اس کی الگ dimention ہے۔ اسی دماغ کی ایک رو پہ منفی خیالات اتر رہے ہیں اور ایک پہ مثبت خیالات اتر رہے ہیں۔ ہم سوچنے والے نہیں ہیں۔ ہمیں سوچوایا جاتا ہے۔ پروردگارِ عالم کی طرف سے آپ کے ہاتھ میں ایک اختیار رکھ دیا جاتا ہے۔

آپ دیکھو انسان تصور میں کو اگر کوئی تنوع ہوتی تو چھ ارب انسان کبھی بھی ہم خیال نہ ہو پاتے۔ ان میں کچھ گروہ کبھی بھی ایک خیال پر قائم نہ ہوتے۔ اگر ہر انسان کا اپنا خیال اور اپنی سوچ ہوتی تو یہ ورائٹی چھ ارب انسانوں میں ہوتی۔ مگر ہم انسان کی زندگی کا خلاصہ کرلیں، اس کی حیثیتوں کا، اس کی فکری جہات کا تو پتا لگتا کہ قریباً قریباً زمین پہ کوئی انسان اسپیشل انسان نہیں ہے، کوئی بھی انسان چاہے وہ سیاستدان ہے یا صوفی ہے وہ اسپیشل انسان نہیں ہے بلکہ کچھ لوگ ادھر چلے جاتے ہیں کچھ ادھر چلے جاتے ہیں۔ یہ طے شدہ رستے ہیں، اگر میں آج صوفی ازم کے بارے میں سوچ رہا ہوں تو تین ہزار سال پہلے مجھے یاد ہے Diogenes the Elder بھی یہی سوچ رہا تھا۔ اگر آج میں زمان ومکان کے بارے میں سوچ رہا تو Stoic -Zeno of Eliya بھی اسی طرح سوچ رہا تھا۔ کچھ معلومات کے بڑھنے یا کم ہونے سے ہماری سوچیں میں اتنا بڑا فرق نہیں پڑتا۔ تمام انسانوں کو خیال الہام کیا جاتا ہے۔ Again i assert on this کہ تمام انسانوں پہ اللہ کی طرف سے خیال الہام کیا جاتا ہے۔ **وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا O فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا O قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا O وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا** ہم نے نفسِ انسان کے instrument کو بالکل درست کر دیا۔ اور پھر ہم اس پہ الہام کرتے ہیں خیالِ خیر اور الہام کرتے ہیں خیالِ شر۔ **قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا O وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا** پھر جس نے خیر چنی وہ کامیاب ہوا۔ اور جس نے شر چنا اس نے نقصان چنا۔

Marfat.com

خواتین حضرت! ابھی وقت لگے گا Another fifty years atleast, if we keep on going تو یہ راز کھل جائے گا کہ انسان سوچتا نہیں ہے۔اس لیے میرا خیال ہے کہ سلمان صاحب نے جو سوال پوچھا ہے اس پہ میری رائے یکسر مختلف ہے۔البتہ اس میں تھوڑی سے میں جدت کروں، پچھلے دنوں ایک ریسرچ آئی ہے۔اس ریسرچ کے مطابق انسان کوئی فیصلہ کر ہی نہیں سکتا۔ یہ بڑی ایک مزیدار ریسرچ ہے جو اس موضوع پہ آخری ریسرچ ہے۔اس میں ایک بہت بڑے Psychological board نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ انسان کوئی خیال سوچ ہی نہیں سکتا، چاہے جتنا مرضی سوچتا رہے۔مگر ہر فیصلے سے چھ سیکنڈ پہلے ایک فیصلہ اس کے libedo سے اٹھتا ہے جو تمام سوچوں کو over rule کر کے اس سے فیصلہ کروالیتا ہے۔ یہ ایک تازہ ترین ریسرچ ہے جس نے قانون کا رتبہ ابھی شاید حاصل نہیں کیا مگر مجھے یقین ہے کچھ عرصے تک یہ ایک بڑا دلچسپ سا قانون سامنے آجائے گا۔یوں سمجھئے کہ ایک آدمی مسجد کو جا رہا ہے اور چھ سیکنڈ پہلے اس کے دماغ میں ایک ایسا خیال دیا جاتا ہے کہ وہاں سے پلٹ کے وہ شراب خانے چل پڑتا ہے۔اسی طرح ایک شخص جو بد نیتی سے کسی اور کام جا رہا ہے اور چھ سیکنڈ پہلے اس کے فیصلہ پر کوئی چیز غالب آتی ہے اور اس کو کسی اور طرف لے جاتی ہے۔اصل میں اگر خدا آپ کو سوچنے دے تو مقدرات پورے نہیں ہوتے۔جن کاموں کو اس نے آپ کے ذمے لگانا ہے آپ؛ وہ کام نہیں کرو گے۔ چونکہ مقدر اٹل ہے، finality ہے۔اس میں حالات و واقعات ہیں، اس میں کارکردگی ہے، اس میں دنیا کی روانی ہے، وہ ایک frictionless movement ہے۔اس لیے خدا اجازت نہیں دے سکتا کہ لوگ اپنی اپنی سوچوں سے کتاب محفوظ میں اور لوحِ محفوظ میں تغیر پیدا کریں۔اس کے بارے میں یوں سمجھو کہ آپ کے پاس پلِ صراط کی طرح صرف ایک باریک اختیار ہے جس میں آپ نے اچھے اور برے میں اپنا role excercise کرنا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ بس کچھ بھی نہیں ہے۔نہ آپ کی پیدائش، نہ آپ کی فیملی، نہ آپ کے بیوی بچے، نہ آپ کا مقدر، نہ آپ کی تعلیم، نہ آپ کا انجام کچھ بھی آپ کے بس میں نہیں ہوتا۔

Marfat.com

نہ ابتداء کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
سنی حکایتِ ہستی تو درمیان سے سنی

سوال: کرنل رانجھا: سَر آپ کی نذر ہے۔۔۔

ان کے در سے سوال ہوتے ہیں
جواب ان کے کمال ہوتے ہیں
ہوں گے تجھ سے حسیں دنیا میں
اپنے اپنے خیال ہوتے ہیں

سَر پروفیسر انوار احمد صاحب پوچھتے ہیں کہ کیا صرف نماز سے کام نہیں چل سکتا جو آپ تسبیحات پر بھی زور دیتے ہیں؟

جواب: چل سکتا ہے کاش کہ آپ نماز پر ہی قائم رہو۔ آپ کی مثال اس بدو کی طرح ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ بدو نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنت کیلئے کیا کرنا ہے؟ آپ نے فرمایا پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے۔ وہ کہنے لگا ایک بھی زیادہ نہیں پڑھوں گا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا مجھے اور کیا کرنا ہے؟ فرمایا بھئی رمضان کے روزے رکھنے ہیں، تیس یا انتیس۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک بھی زیادہ نہیں رکھوں گا۔ پھر پوچھا اور کیا کرنا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ڈھائی فیصد زکوۃ دینی ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس سے زیادہ ایک پیسہ نہیں دوں گا۔ جب پانچوں احکامات ختم ہوئے تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر اس طرح بندہ جنت میں جا سکتا ہے تو میں اور بھی کوئی فالتو عمل نہیں کرنے کا۔ جب وہ پیٹھ موڑ کے چلا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم اگر یہ اپنے عہد پہ قائم رہا تو جنتی ہے۔ یہ تو minimum most ہے، اس پر قائم ہو جاؤ۔ دیکھو ہم جو تسبیح دے رہے ہوتے ہیں ناں، اس میں تھوڑی سی دماغ کی خرابی بھی شامل ہوتی ہے۔ وہ خرابی یہ ہے کہ آپ جب ترجیحات کو مرتب کرتے ہو اور اللہ آپ کی ترجیح ہو جاتا ہے تو نماز و روزہ ایک ایسی باقاعدگی ہے جیسے million of muslims سرانجام دیتے ہیں۔ جب اللہ آپ کی ترجیح اول ہو جائے تو کچھ آپ زیادہ کرنا چاہتے ہو۔ اس کیلئے جس سے آپ کو محبت زیادہ ہے، جس سے آپ کو انس زیادہ ہے۔ اس کیلئے آپ کے دل کی خواہش ہوتی

Marfat.com

ہے کہ کچھ زیادہ کروں۔قرآن یہ کہہ رہا ہے **اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ** کتاب کی تلاوت کرو، یہ تمہارے لیے اوامر ونہی واضح کردے گی۔**وَأَقِمِ الصَّلَاةَ** اور نماز قائم کرو **إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ** یہ تمہیں فحش اور منکر سے روک دے گی **وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ** مگر میری یاد تو بہت بڑی بات ہے۔

خواتین وحضرات! آخر کچھ ایسے سر پھرے بھی تو ہوں گے جو بڑی بات کیلئے آمادہ ہوں گے۔ تو یہ تسبیح جو ہے اللہ کے قریب جانے کیلئے بڑی بات ہے۔ پھر اللہ مزید ذکر کرتا ہے کہ آپ نماز تو وضو کے بغیر نہیں پڑھ سکتے۔آپ کھڑے ہو جاتے ہو آپ کا ایک ضابطہ اخلاق ہوتا ہے۔پہلے مسجد ڈھونڈتے ہو بلکہ ملا ڈھونڈتے ہو۔کیونکہ اوپر لکھا ہوتا ہے یہ دیوبندی اور یہ بریلوی مسجد ہے۔سب کچھ ڈھونڈنے کے بعد جب آپ نماز پڑھتے ہو تو آپ کو پتا لگتا ہے کہ یہ دوبارہ کرنا مشکل ہے۔سفر کرتے ہوئے مساجد ڈھونڈنا مشکل ہے۔ضابطہ اخلاق کو بروٗ کار لانا مشکل ہے۔مگر ایک چیز اللہ نے آزاد کردی ہے۔ " **فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ** " کھڑے یاد کرو، بیٹھے یاد کرو، کروٹوں کے بل یاد کرو۔مسافرت میں یاد کرو، مقام میں کرو، تکلیف میں، عذر میں یاد کرو۔اتنی مستثنیات ہیں اور پھر اللہ کو یہ یاد اتنی پسند ہے کہ فرمایا ۔" **الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ** "۔ 'بہترین بندے میرے وہ ہیں کہ کھڑے بیٹھے کروٹوں کے بل مجھے یاد کرتے ہیں **وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** اور زمین وآسمان کی تخلیقات پہ غور کرتے رہتے ہیں۔مجھے تو ویسے یقین ہے کہ جیسے ڈاکٹر اور انجینئر اور سائنسدان اگر تسبیح بھی شروع کردیں تو ہماری تو چھٹی ہو جائے گی۔یہی تو مرغوب ہے اللہ کو، یہی بہتر ین لوگ ہیں کہ جو زمین وآسمان کی تخلیقات پر غور بھی کریں اور صبح دوپہر شام اللہ کو یاد بھی کرتے رہیں۔تو خدا معاملات سے آگے بڑھنے والوں کو کسی بہتر صفات سے یاد کرتا ہے۔ تسبیح کرنے والوں کی صفات تو اتنی اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں کہ بڑے افسوس کی بات ہوگی اگر آپ اس منزل کو qualify نہ کریں۔میری تو یہ کوشش ہے کہ آپ سب اللہ کے بہت محبوب بندے ہو جائیں۔آپ بہت ساری خطائیں کریں اور اللہ آپ کی بہت ساری خطائیں معاف بھی کرے۔

سوال: ہم اپنی زندگی میں اعتدال کے قریب ترین کیسے رہ سکتے ہیں اور ہم اپنی شخصیت کو کیسے

Marfat.com

بہتر بنا سکتے ہیں

جواب: خواتین وحضرات! میرا اب بھی یہ خیال ہے کہ برصغیر inferiorities کی آماجگاہ ہے۔ہم میں سے ہر ایک کو کمتری کے کسی نہ کسی احساس سے واسطہ پڑتا ہے۔میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ہر کوئی چاہے معزز تر ہو، کم تر ہو، چھوٹا ہو یا بچہ ہو ہم اپنی زندگی کی ابتداء ہی بڑی مجروح سوچوں سے کرتے ہیں۔ جو ساری زندگی ہم پہ حاوی رہتی ہیں۔کسی زمانے میں علم نفسیات پہ بات کرتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ

Psychology if applied to others is a science and if applied to one's ownself is mysticism جو علومِ نفس پہلے ایک استاد کے پاس محفوظ ہوتے تھے۔انہیں خفیہ رکھا جاتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ یہ سینہ بہ سینہ سفر کریں گے۔آپ دعا دیجئے دجال کو اور اس فسق و فجور کے ممالک کو کہ انہوں نے آج نفسی کیفیات کو ترتیب دے لیا ہے۔اب نفس اچھّا نہیں رہا۔یہ آپ کے نزدیک اب جبلتوں کا ایک پیکٹ (packet of instincts) بن گیا ہے۔جس کو آپ نفس کہتے ہو اس میں جانورانہ خصائل بھی موجود ہیں اور عقل کی افزائش کے اسباب بھی موجود ہیں۔

یہ کیا عجیب بات کہ برصغیر میں اٹھنے والے تمام علماء، تمام علماء، میں کسی قسم کی تخصیص نہیں کر رہا ہیچ میں۔تمام علما shizophrenic ہو گئے۔تمام علماء ذاتی تعریف و توصیف میں پڑ گئے۔تمام علماء جماعتوں کے امیر بننے کے چکر میں پڑ گئے۔تمام علماء نے امتِ محمد رسول اللہ ﷺ میں کوئی نہ کوئی گروہ کاٹ لیا۔آخر اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ ابھی اگر آپ تھوڑا سا غور کریں تو برصغیر کی تاریخ میں یہ عُجب نظر آتا ہے کہ علماء نے اس خود فریبی سے نجات نہیں پائی۔ جتنے بھی علماء تھے انہوں نے خود تعریفی کے مرض سے نجات نہیں پائی۔ اب کیا عجیب سی بات ہے اگر آپ ان کو methodically اور psychologically پڑھو تو آپ کے نوّے فیصد علماء normalcy پہ پورے نہیں اترتے۔ان کی عجیب و غریب باتیں اور نقطہ ہائے نظر آپ کو ملیں گے۔

ابھی آپ صوفیاء کو دیکھو۔کوئی صوفی آپ دعوے سے خالی نہیں دیکھیں گے۔اس وقت، موجودہ، تمام صوفیاء کسی نہ کسی بڑے دعویٰ کو ضرور لیے بیٹھیں ہوں گے۔ مجھے ایک بات

Marfat.com

بتائیے، کیا ضروری ہے جب میں اپنا نام لکھوں تو نیچے آٹھ سلاسل لکھوں، نقشبندیہ، قادریہ، اویسیہ، وغیرہ۔ میں کیا لکھتا ہوں یہ؟ آپ غور کرو کہ آپ کیوں لکھتے ہو یہ؟ آپ ایک ہی استاد کے شاگرد ہوتے ہو۔ یہ آٹھ آٹھ دس دس سلسلے جو آپ نیچے لکھتے ہیں، یہ بزرگانِ تصوف، یہ کیوں لکھتے ہیں ؟ یہ صرف ایک complex کی وجہ سے لکھتے ہیں یہ complexity یہ inferiority کہ یہ نہ ہو میں خالی قادریہ لکھوں اور کوئی دوسرا دور تبے اور بڑھا دے۔ جس کی وجہ سے لوگ کہیں کے وہ زیادہ کامل صوفی ہے۔ ہمارے لوگوں میں یہ احساسات اتنے ہاوی ہیں کہ بڑے سے بڑے استاد کو اس کا شکار دیکھا گیا ہے۔ اگر آپ کوئی سلسلہ نہ لکھو تو پھر کیا مصیبت پڑ جائے گی۔ کیا آپ کی ذاتی خاصیت یا آپ کا ذاتی علم اس سے مجروح ہو جاتا ہے۔ آپ یہ سلسلے لکھو گے تو لوگ آپ کو مانیں گے اور نہ لکھو گے تو پھر لوگ آپ کو نہیں مانیں گے۔ بدقسمتی سے ہر شخص پہ خبطِ عظمت طاری ہے۔ یہ شدید شیزوفرینا کی علامت ہے ۔"delusions of grandeur" یہ خوابِ عظمت دیکھنے والے لوگ ہیں۔ برصغیر میں یہ serious inferiorities ہیں جو ہماری ذاتی زندگیوں میں سرائیت کر گئی ہیں۔ اس لیے حضرت امام ابن سیرینؒ نے کہا تھا کہ مذہب لینے سے پہلے خوب اچھی طرح دیکھ لیا کرو کہ لے کس سے رہے ہو۔ کیا اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم بھی دعویٰ پسند کرتے ہیں۔ ایک شریف آدمی کہہ رہا ہے کہ بھائی میرے پاس یہ صلاحیت نہیں ہے جو تم طلب کر رہے ہو ، میرے پاس نہیں ہے۔ I can not work miracle آپ دعا لے جاؤ۔ تو آپ کہتے ہیں کہ نہیں جی نہیں آپ کچھ تو کہو ناں۔ تو وہ کہتا ہے....... ''ہاں جی میں نے لوحِ محفوظ پہ نظر ماری ہے، وہاں سے تمہارا بچہ مجھے مل گیا ہے، آخر ایک list پہ آ ہی گیا ہے''۔ آپ وہ بات مان لیتے ہو، فوراً مان لیتے ہو۔ آپ دعویٰ پسند کرنے والوں میں سے ہو۔ وہ دعویٰ کرنے والوں میں سے ہیں۔ یہ وہ بدقسمتی ہے جو اس معاشرے میں مسلسل جاری ہے۔ اگر آپ تھوڑی سی عقل استعمال کرو تو خدا کے کسی بندے نے کبھی کوئی دعوٰی نہیں کیا۔ میں آپ کو ایک معمولی سی بات بتاوں، آپ صوفیاء کے تسلسل پڑھتے چلے آتے ہو۔ سوائے ایک آدھ odd statement کے جس کو ہم "سکریہ" statement کہتے ہیں۔ تو سکریہ statement کا مطلب ہے کہ صوفی پاگل ہو گیا ہے۔ اگر سچ پوچھو، اگر مجھے آپ کہو کہ صوفی ایسی بات کہہ گیا ہے۔ تو میں کہوں گا کہ صوفی پاگل

Marfat.com

ہو گیا ہے۔ کوئی نہ کوئی وقت اس بیچارے پر بھی آتا ہو گا۔ یہ نشۂ حقائق ذرا زیادہ اُس کو مستی میں ڈال دیتا ہو گا۔ تو وہ کسی وقت ایسی بات دے جاتا ہے جس سے پتا لگتا ہے کہ کچھ مراتب ان کے بڑے سپیشل ہیں۔ مگر جب بھی وہ ہوش میں آتے ہیں، وہ ہمیشہ اس کی معذرت بھی کرتے ہیں اور توبہ بھی کرتے ہیں۔ بھلا علی مرتضیٰؓ سے بڑا صوفی کون ہے؟ علی مرتضیٰؓ سے بڑا کوئی صوفی نہیں۔ علی سے بڑا کوئی جاننے والا نہیں۔ علیؓ وہ ہے جس سے اللہ اور رسول محبت کرتے ہیں۔ تو علیؓ کیا فرماتے ہیں؟ میرا خیال ہے اگر کسی نے یہ دیکھنا ہو کہ راہنمائی کہاں سے چاہیے، تو آپ محلے کے صوفی سے کیوں ڈھونڈتے ہو۔ علیؓ سے کیوں نہیں ڈھونڈتے۔ جو کہتا ہے میں نے اپنے خدا کو اپنے ارادوں کی شکست سے پہچانا۔ یہ کوئی دعویٰ فرما رہے ہیں؟ علی ابن طالبؓ دعویٰ فرما رہے ہیں کوئی؟ آپ کو نظر آتا ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ آسمان میرے قبضے میں ہے۔ وہ تو آسمان پہ قبضہ کے خلاف دلیل دے رہیں ہیں کہ میں نے اپنے خدا کو اپنے ارادوں کی شکست سے پہچانا۔ اور یہ بتانے والا کون ہے علیؓ! کہ میں وہ ہوں جس نے دروازۂ خیبر اکھاڑ دیا تھا۔ وہ بتا رہے ہیں کہ میں وہ ہوں جو "یداللہ" کہلاتا ہوں، اللہ کا ہاتھ کہلاتا ہوں۔ میں وہ ہوں جس کی طاقت اور ضرب مرحب نے دیکھی ہوئی ہے۔ میں وہ ہوں جس کو ہزار آدمیوں سے بڑا آدمی سمجھا جاتا ہے۔ اگر میں اتنی مضبوط قوتِ ارادی رکھتے ہوئے، اتنا ابلاغ رکھتے ہوئے، اتنی طاقتِ ذہن رکھتے ہوئے اگر میں اپنی achievements پوری نہیں کر سکتا۔ تو تم کون ہو؟ تم کیسے اتنے دعوے کرتے پھرتے ہو؟ اگر میں علی ابن ابی طالبؓ ہو کر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنے خدا کو اپنے ارادوں کی شکست سے پہچانا ہے تو تم کون لوگ ہو جو بڑے بڑے دعوے کر کے مخلوق کو گمراہ کر رہے ہو۔ اس لیے خواتین و حضرات it is very very important کہ اگر آپ کو ٹیسٹ رکھنا ہو اچھائی برائی کا۔ اگر آپ کو ٹیسٹ کرنا ہو صوفی اور غیر صوفی کون ہے۔ تو پلیز دعویٰ دیکھ لیا کرو جہاں آپ کو دعوے کی بُو بھی آئے تو آپ سمجھ جایا کرو یہ شیطان کا ولی ہو سکتا ہے رحمان کا ولی نہیں ہو سکتا۔

سوال: اسلام میں انا کا کیا تصور ہے۔

جواب: خواتین و حضرات! میں اس سے پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ ہمارے ہاں بہت ساری شرافت کی قدریں ایک لفظ میں محدود ہو جاتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ self

Marfat.com

respect ہے۔ ہماری ego یا ego centricity، ہماری انائے صغیر یا انائے کبیر۔ پھر اس کو philosophical word بنا کر اس پر بڑی گفتگو کرتے ہیں۔ میں آپ کو اس طرف لے کر جا رہا ہوں جو بالکل سیدھا سادھا سا آپ کی انا کا مظہر ہے، جو بڑا positive ہے جس کو آج تک negative سمجھا نہیں گیا۔ وہ ہے self respect۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہماری self recpect ہے۔

خواتین و حضرات! آج تک کسی نے بھی غور نہیں کیا کہ self respect بنتی کیسے ہے؟ self respect ہمارے comlexes کی پیداوار ہوتی ہے۔ self respect کسی بھی سوشل آرڈر میں ہماری محرومیوں سے build ہوتی ہے۔ self respect ہمارے غلط اندازوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ Entire concept of self respect is born of our inferiorities and complexes in a social order. ایک آدمی اس لئے انا کا مالک ہے کہ وہ سمجھتا ہے میری توہین ہوئی، میری insult ہوئی۔ میں آپ کو ایک practical واقعہ سناؤں جس پر کبھی کبھی مجھے ہنسی بھی آتی ہے۔ ایک دفعہ ایک تھانیدار صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ گواہی کیلئے تھانے میں آئیں۔ تو میں چلا گیا، normally جیسے میری عادت تھی، میں جا کے کرسی پہ بیٹھ گیا۔ تھانیدار نے کہا اے کرسی تہاڈے واسطے نہیں بنی (یہ کرسی آپ کیلئے نہیں بنی)۔ ایکدم میرے وجود میں disrespect اور توہینِ مراتب کی بڑی شدید لہر اٹھی۔ میں نے اس وقت سوچا..... یار یہ شخص تو typical education کا مالک ہے اور یہ اسی طرح ہی کہے گا۔ میں نے کہا..... بہت نوازش جناب میں کھڑا ہو جاتا ہوں، مگر میں ملزم کی حیثیت سے نہیں آیا۔ آپ نے گواہی لینی ہے تو لو ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں۔ اتنے میں اسے ایک فون آیا، کسی نے پیچھے سے یہ سوچ کر فون کر دیا.... پروفیسر صاحب تھانے جا رہے ہیں۔ فون سنتے سنتے وہ کھڑا ہو گیا اور کھڑا ہو کر بھاگتا ہوا باہر نکلا.... اور بولا ادھر کوئی پروفیسر صاحب آئے ہیں کہیں۔ میں اب دل میں پوری صورتِ حال سمجھ رہا تھا کہ غالباً اس کے کسی افسر نے فون کر دیا ہوگا.... اور کہا ہوگا کہ پروفیسر صاحب آ رہے ہیں۔ واپس آ کر اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ میں نے کہا یار! پروفیسر تو میں ہی ہوں بدقسمتی سے۔ اس نے کہا جناب (کرسی کی طرف اشارہ

Marfat.com

کرتے ہوئے) یہ کرسی یہ کرسی، پلیز کرسی پر بیٹھ جایئے۔ میں نے کہا یار میں کرسی پہ نہیں بیٹھوں گا۔ مجھے پہلی دفعہ تم نے بہت بڑا سبق دیا ہے۔ میں اس کرسی پر نہیں بیٹھوں گا۔ وہ کہنے لگا کہ پلیز، پلیز آپ یقین جانیں..... میں نے پہچانا نہیں۔ میں نے کہا مجھے زیادہ دکھ اسی بات کا ہے، پہلے پہچانا نہیں.... اور اب پہچان گئے ہو۔ میں نے کہا بھائی اس کرسی پر بیٹھنے سے میری عزت کم نہیں ہوتی، نہ میری توہین میں اضافہ ہوتا۔ جب تم نے کہا اٹھ کھڑے ہو تو مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ میں کچھ اور لوگوں کے ساتھ ان کی بھی عزت اور بے عزتی کے احساس سے گزر گیا ہوں۔ اب میں بیٹھوں گا نہیں۔ تو کافی دیر اصرار کرتا رہا منتیں کرتا رہا۔ بہرحال جب کام ختم ہوا تو میں باہر نکلا۔ میں آپ کو بتانا یہ چاہ رہا ہوں کہ دیکھو اس کو ہم self respect کہتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اگر میں self respect کا مالک ہوتا تو میں وہاں اس سے الجھتا کہ تیری کیا مجال ہے، تو نے یہ کیوں کیا، تو مجھے جانتا ہی نہیں۔ آپ کو پتا ہے زیادہ تر لفظ کیا استعمال ہوتا ہے؟ ''تو مجھے جانتا ہی نہیں ہے''۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ تو مجھے جانتا ہی نہیں تو دراصل میں التجا کررہا ہوتا ہوں کہ یار خدا کیلئے میرے اندر کے عزت دار انسان کو پہچانو۔

خواتین وحضرات! ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے ذہن میں میرے شیخ جنید کا قول تھا۔ انہوں نے کہا تم اس زمین کی طرح ہو جاؤ جس پر نیک و بد ایک طرح سے چلتے ہیں۔ تمہارے اندر زمین کا اخلاق آنا چاہیے کہ نیک و بد ایک طرح سب ایک طرح چلتے ہیں، اس بیچاری کو پتا بھی ہوتا ہے۔ زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے پر فخر بھی کرتا ہے کہ آج مجھ پر ایک ایسی ہستی کے پاؤں گزرے جو اللہ کو یاد کر کے چل رہی تھی۔ دوسرا گلہ بھی کرتا ہوگا آج ایسے بدبخت کے پاؤں گزرے جو شاید شیاطین کی تعریف میں مصروف تھا۔ تو نیک و بد ایک طرح سے زمین پر چلتے ہیں۔ اس جملے کے استحقاق تو مجھے پتا تھا۔ جیسے آپ کسی قول سے متاثر ہوتے ہو۔ میرا خیال ہے میں بھی متاثر تھا۔ easthetics تو ہر آدمی میں موجود ہوتی ہے۔ ایک دفعہ میں ایک دوکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ I was a sale man میں کراکری بیچ رہا تھا۔ تو ایک آدمی اندر آیا، بالکل جٹ سا تھا۔ تو اس نے پوچھا کہ یہ پیالیاں کتنے کی ہیں؟ ویسے ایمانداری سے میں نے دس فیصد نفع کا مارجن رکھ کے اندازہ لگایا اور کہا.... یار یہ پینسٹھ روپے کی ہیں۔ کہنے لگا بکواس کرتے ہو۔ آپ یقین جانو

Marfat.com

جیسے وہ کہتے ہیں ناں..... وہ حضرت ہریرہؓ نے کہا جب حضورﷺ نے مجھے دودھ پلایا تو اس کی سیرابی میرے پاؤں کے ناخنوں تک پہنچی۔ مگر اس قسم کا اگر آپ کے اندر کوئی جذبہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی سیرابی بھی پاؤں کے ناخنوں تک پہنچتی ہے۔ تو مجھے اپنی ذلت کا احساس اپنے پاؤں کے ناخنوں تک محسوس ہوا۔ میرا دل چاہا کہ اس بیوقوف کو بتاؤں کہ ایک تو میں post graduate اور وہ بھی English literature میں، اُوپر سے گورنمنٹ کالج لاہور کا lecturer، اوپر سے 18 سال پروفیسر رہا، او بیوقوف تجھے فخر کرنا چاہیے، تو الٹا مجھے کہہ رہے ہو کہ بکواس کر رہے ہو۔ تو مجھے اتنا شدید غصہ آیا کہ میں نے کہا کہ اسے ایک آدھ تھپڑ لگا کر رخصت کروں۔ اس وقت جب میں شدید غصے میں تھا، اس وقت شیخ کی یہ statement مجھے یاد آئی کہ اس زمین کی طرح ہو جاؤ جس پر نیک و بد ایک طرح سے گزرتے ہیں۔ suddenly ، i swear suddenly ایسے لگا جیسے میں برف میں جم گیا ہوں۔ مجھے ایسا لگا کہ شیخ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بیوقوف اور دیہاتی سا بندہ ہے، جب بھی بازاروں میں آتا ہے یہی کچھ کرتا چلا جاتا ہے۔ اگلے سنتے بھی ہیں اور ہیں بھی اسی قسم کے۔ تو اگر ان میں ایک exception نکل آئے تو اس میں اس بیچارے کو کیا پتا ہے۔ تو اسے اپنے حساب سے کیوں پرکھ رہا ہے۔ جیسے بے شمار لوگ رہگذر سے گزرتے ہیں تو بھی اس کو اس نظر سے دیکھ۔ تو میں نے پتا ہے اسے کیا کہا؟ میں نے کہا یار میں پیالیاں نہیں بیچتا، خدا کیلئے دوکان سے نکل جاؤ ورنہ میری جہالت واپس آ جائے گی۔

خواتین وحضرات! یہ جو self respect ہے اس کے بارے میں جب بھی تجزیہ کرو گے اس سے ego پیدا ہوتی ہیں۔ اسی سے فطرت میں تناؤ آتا ہے، اسی سے شخصیت میں عُجب پیدا ہوتا ہے، خلق سے علیحدگی جنم لیتی ہے۔ انا ہم اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی غلط کوالٹی کے احساس سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ چیز جو آپ میں نہیں ہے اور جس کو آپ pose کرنا چاہتے ہو کہ یہ مجھ میں ہے۔ اس کی بنیاد پہ انا تخلیق ہوتی ہے۔ self respect کی کوئی بنیاد نہیں۔ جیسے مجھے کسی نے پاکستان کے سابق وزیرِ اعظم محمد علی کے بارے میں بتایا کہ پچیس برس میں ایک دن انہوں نے اپنی سیٹ نہیں چھوڑی، پچیس برس۔ اتنے ریگولر تھے۔ تو مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے کہا ریگولر تھے کہ پاگل تھے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے was he a man or a machine? was he

Marfat.com

doing it deliberately? کتنا پاگل تھا جس نے دو دن بھی چھٹی نہ لی پچیس برسوں میں۔ میں نے کہا بات یہ نہیں ہے۔شاید یہ possessionاور obession کی انتہا ہے کہ he never wanted any body to sit in his chair.اس کے تصور میں نہیں تھا کہ کوئی اور آ کے اس کرسی پر بیٹھ جائے۔تو اس کو اس احساس سے بڑی جلن ہوتی تھی۔ اس قسم کے اصول ہمارے رسول ﷺ میں نہیں exist کرتے تھے۔یہ آپ یاد رکھیئے۔ یہ انتہائیں نہیں تھیں۔جنہوں نے آپ کیلئے نقشہء حیات مرتب کیا، جنہوں نے آپ کے لیے زندگی کا نصاب مرتب کیا ہے، ان کے ہاں یہ maxmity نہیں تھی۔وہ گھوڑے پہ چڑھے اور گھوڑے سے گرے بھی، ان کی کمر میں تکلیف ہوئی۔وہ مسجد میں جاگے اور سوئے بھی۔انہوں نے اچھا کھانا کھایا (دو دستیاں گوشت کی کھائیں) اور بھوکے بھی رہے۔انہوں نے خوبصورت یمنی چادریں بھی پہنیں اور کبھی کبھی ایک لباس میں بھی وقت گزارا۔تو زندگی کی کسی بھی بات میں آپ دیکھو گے کہ Normalcy is the strongest value in humans so whereever there is normalcy there is no ego.۔بس میں تو یہی کہنا چاہوں گا۔

سوال: اگر کسی خاندان پر بہت زیادہ مصیبتیں اور مشکلیں آئیں تو کیسے پتا چلے گا کہ یہ آزمائش ہیں یا عذاب؟

جواب: آپ کو **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعون** پڑھنے سے پتا لگ جائے گا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حل تو دے دیا۔۔۔۔**وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ** پانچ ہیڈ سے آزماؤں گا۔پانچ ہیڈز کی آزمائش ضرور ہے مگر یہ نہیں کہا کہ پوری طرح۔بھوک اتنی زیادہ نہیں لاؤں گا کہ آپ بھوکے مر ہی جاؤ، نہ خوف اتنا دوں گا کہ آپ زندگی ہی نہ گزار سکو **بِشَيْءٍ** تھوڑا تھوڑا۔اگر تمہاری approach صحیح ہے تو تم ان مراحل سے گزر جاؤ گے۔ **بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ ○** جب آپ کو یہ یقین ہے کہ مصائب اللہ کی طرف سے آئے ہیں تو یقین کا دوسرا حصہ

Marfat.com

ہے کہ مصائب اللہ کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔ اللہ کہتا ہے جس کو یہ یقین ہے اور اگر بیچ میں hurdles آ گئیں، اگر بیچ میں تعویز آ گئے، جادو آ گیا، آسیب آ گیا اور اس طرح کے وہ بے شمار مفروضے آ گئے جو سوسائٹی میں اس وقت ہمارے ہیں تو پھر آپ کی بلا نہیں نکلے گی، آپ کی بلا نہیں نکلے گی۔ اگر آپ نے سیدھی approach رکھی اور کہا بلا آئی اللہ کی طرف سے ہے، جائے گی بھی اللہ کی طرف، سوائے دعا کے بیچ میں کوئی دوسرا بندہ دخل انداز نہیں۔ مگر دعا کس سے ہوگی؟ دعا بھی اللہ سے ہوگی۔ **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ** اگر آپ کی approach صحیح رہی تو یہ آزمائش ہے۔ خالی آزمائش سے نکلنا آپ کا وصف نہیں ہوگا۔ خالی آزمائش سے نکلنا اور نجات پانا آپ کا وصف نہیں ہوگا۔ **أُولٰئِکَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ** جو ان آزمائشوں سے نکلیں گے، خالی آزمائشوں سے نہیں نکلیں گے **أُولٰئِکَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ** اللہ کا ان پر درود وسلام اور رحمت ہوگی۔ **وَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ** اور یہ ہدایت یافتہ لوگ ہوں گے۔ اب بتاؤ آزمائش کے نتیجے میں ایک صحت مند approach رکھنے سے اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم پر درود وسلام اللہ کی طرف سے آئے گا اور تم پر اللہ کی رحمت ہوئے گی۔ تم پڑھی لکھی کلاس میں شامل ہو جاؤ گے۔ تو you will be graduating in the university of God، یہ اصلی graduation ہوگی۔ اگر بیچ میں ذرا مصیبت آئی نہیں اور آپ وہم و وسوسہ کے سراب میں کھو گئے، آپ جادوگریوں کے حساب میں کھو گئے تو پھر خواتین و حضرات شاید آپ فیل ہو جاؤ گے۔ جب آپ فیل ہو گئے تو مصیبت نکلے گی ہی نہیں اور جب مصیبت نکلے گی نہیں تو آزمائش عذاب بن جائیگی۔

سوال: کیا دعا تقدیر کے فیصلے بدل سکتی ہے۔ دعا مانگنے کیلئے کیا ضروری ہے کہ ہاتھ اٹھائے جائیں جب کہ دل میں ہر وقت دعائیں ہوں؟ دوسرا سوال صبر و قدر کے حوالے سے ہے کہ اگر اللہ ہی نے سب کچھ decide کیا ہوا ہے تو کیا ہم صرف puppets ہیں؟

جواب: puppets تو ہم بالکل نہیں ہیں۔ اس لیے کہ جب آپ کا وصف ہی سوچنے میں رکھا گیا ہے اور چناؤ میں رکھا گیا ہے تو آپ puppets کیسے ہو سکتے ہیں۔ غلطی brain کی یہ ہے کہ وہ چناؤ کو misplace کر دیتا ہے۔ ہم سب کی ایک major غلطی یہ

Marfat.com

ہے کہ ہم چناؤ کو misplace کر دیتے ہیں۔ مثلاً جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی روٹی کماتے ہیں ہم کھاتے ہیں، ہم پڑھتے ہیں، تو ہم ایک بہت بڑی حماقت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہ کہ ہم ایک single مخلوق ہیں۔ زمین پر تیرہ لاکھ اجناس موجود ہیں۔ ہمارے سواء زمین پر تیرہ لاکھ اور مخلوقات موجود ہیں۔ وہ یونیورسٹی پڑھنے نہیں جاتے۔ وہ آکسفورڈ اور کیمرج نہیں جاتے۔ وہ MCS نہیں کرتے۔ وہ زمین پر مارے مارے پھرتے ہیں۔ مینڈک ہیں، بندر ہیں، چنونٹیاں ہیں۔ تیرہ لاکھ مخلوقات یا جنس ہیں جو انسان کے علاوہ exist کرتی ہیں۔ where is that argument کہ آپ اپنا کھاتے کماتے ہو؟ who feeds them? ان کو کون کھلاتا پلاتا ہے؟ کتنی غلط ہو جائے گی یہ argument کہ جب ہم سوچتے ہیں کہ ہم کھاتے ہیں۔ آپ کو احساس ہے کھاتے ہوئے کہ ہم کھاتے ہیں۔ یہ ایک misjudgment ہے۔ خدا آپ کو کیسے fredom دے سکتا تھا؟ مجھے آپ بتاؤ کہ جب ایک حکومت کسی جگہ contingent بھیج رہی ہوتی ہے، چھوٹا سا miltary کا۔ اس میں اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہ موسم ہے، اتنے خیمے چاہئیں، یہ سامان چاہیے، اتنا فوڈ چاہیے، اتنا دودھ چاہیے، کیونکہ seclusion پہ جا رہے ہیں، بازاروں میں تھوڑا ہی جائیں گے۔ تو قریباً قریباً تمام اسباب مہیا کر کے اس contingent کو بھیجا جاتا ہے۔ اگر اس دنیا کا آدمی یہ plan کر سکتا ہے تو وہ بزرگ و برتر خدا جس نے ایک اجنبی کو ایک صحرائے حیات میں بھیجنا تھا، اس کیلئے بندوبست نہ کرتا۔ اس کیلئے پانی نہ مہیا کرتا۔ روٹی کے اسباب نہ مہیا کرتا۔ رشتے اور ناطے نہ تخلیق کرتا۔ اسے کیا آزردگی اور بے چارگی کے سراب میں پھینک دیتا۔ اس کو نیچے اترتے ہوئے ہوش بھی نہ آتا، میں نے کیا کھانا ہے، کیا اس کی خوراک لکھی ہوئی تھی؟ کیا اس کو پتا تھا میں نے زمین پر کیا کھانا ہے؟ کیا نہیں کھانا؟ آج اگر آپ میں پونے دو برس سے شعور اور آگہی کی ایک ultimate limit آ گئی ہے جو آپ کو convince کر رہی ہے کہ ہم تخلیق کے مالک ہیں۔ تو یہ بڑا ہی local بڑا ہی parochial بڑا ہی چھوٹا سا ذہنی سراب ہے۔ فی الحقیقت قیامت تک کے حساب لکھے جا چکے ہیں اور قیامت تک کی movements لکھی جا چکی ہیں۔ جب ہم جبر کہتے ہیں تو ہمارے مراد یہ نہیں ہوتی کہ ہمارے اوپر کوئی چیز ٹھونسی گئی ہے۔ اس کے برعکس ایک لمحہ ء حیات کو ایک مقام میں

Marfat.com

سمونے کو جبر کہتے ہیں۔زماں کے لمحات کو مقامات میں سمونے کو،ان کو adjust کرنے کو جبر کہتے ہیں۔فرض کرو اللہ تعالیٰ نے اس وقت،اس جگہ، مجھے اور آپ کو اگر یہاں آپس میں سمویا نہ ہوتا تو ہم کبھی بھی ایک جگہ نہ اکٹھے ہو سکتے۔تو ہم جبر کہتے ہیں کہ جب کوئی لمحہءزمان کسی مقام میں سمویا جاتا ہے اس کی adjustment ہوتی ہے، تاکہ چیزیں frictionless move کریں اس کو ہم جبر کہتے ہیں۔کائنات میں کوئی جبر انسان کے خلاف نہیں ہے۔سورج کا نو کروڑ میل کے فاصلہ پہ کھڑا ہونا جبر ہے مگر انسان کے خلاف نہیں ہے۔چاند کا دواڑھائی لاکھ میل پہ کھڑا ہوتا جبر ہے مگر آپ کے خلاف نہیں ہے۔اس کے مدو جزر آپ کی favour میں ہیں۔ ستاروں کا گردش میں قید ہونا constellation میں جبر ہے مگر آپ کے حق میں ہے۔زمین جبر ہے مگر آپ کے حق میں ہے۔کوئی جبر اللہ نے ایسا تخلیق نہیں کیا جس کا فائدہ انسان کو نہیں ہوتا ہے۔مگر جب آپ اگر اختیارات کو سنبھالتے ہو تو پھر ذمہ داری بھی اٹھالو۔ اگر آپ کہتے ہو کہ میں خود کھاتا ہوں،خود پیتا ہوں،خود سوچتا ہوں تو پھر آپ ذمہ داری اٹھالو کہ میں اللہ کے علاوہ بھی اپنی منزل کا تعین کر سکتا ہوں۔مگر ایسا ممکن نہیں ہے۔

خواتین وحضرات! اس لئے جس چیز کو ہم جبر سمجھتے ہیں دراصل وہ تھوڑے سے عرصے کیلئے رزق کمانا ہے۔البتہ اللہ نے آپ کو اختیار دیا ہے۔یہ ساری سہولتیں ہیں۔خواتین وحضرات میں جبر وقدر کو protocol کہتا ہوں۔it is a protocol of human beings یہ وہ سہولتیں ہیں،وہ facilities ہیں جو حاصل کرنے کے بعد انسان کو ایک کام کرنا ہوتا ہے۔۔۔**إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً** کہ یہ سہولتیں ہیں،اب بتاؤ آپ اللہ کو مانتے ہو کہ نہیں مانتے ہو۔

سوال: **Sir, Mr. Zafer from U.K. asks a question that some of his friends are involved in alcohol business. They have the argument that it is batter than robbery. They also quote the reference of their Mullah that it is permitted to sell alcohol in closed**

Marfat.com

bottle. What is your opinion?

جواب: خواتین وحضرات! مجھے صرف پہلے حصے سے اختلاف ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ چوری اور سرقا بالجبر سے بہتر ہے۔ ان کو choice لینا چاہیے تھا، ایک آدھ چوری کر کے دیکھ لیتے۔ یہ کہاں کے choices ہیں یہ کوئی سمجھ نہیں آیا کہ ایک بندہ شراب نہ بیچے گا تو چوری کرے گا، ڈاکے مارے گا۔ یہ کوئی عجیب سے بات ظفر صاحب نے کی ہے۔ کیونکہ اس قسم کے متقابل نہیں ہوتے، choices نہیں ہوتیں۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم شراب نہ بیچیں تو بھوکے مر جائیں گے۔ even this is not acceptable, it doesn't make any sence شراب کے بغیر میرے خیال میں لندن میں یا انگلینڈ میں یا امریکہ میں بہت سارے مسلمانوں کی گزر ہو سکتی ہے۔ یہ تو آپ کا تھوڑا سا طبعی لالچ ہے۔ یہ تو آپ کے self کا تصرف ہے۔ آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ شراب میں تھوڑے سے پیسے زیادہ بچتے ہیں۔ چونکہ سارے لوگ پیتے ہیں اس لئے گاہک زیادہ آتا ہے۔ میں انگلینڈ میں تھا، تو ایک میرے دوست کی دوکان تھی اور انہوں نے شراب کا stall بھی لگایا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ میں بڑا شرمندہ ہوں، پروفیسر صاحب میں کیا کروں؟ تو میں نے اسے کہا کہ اس کا تو بڑا سادہ سا حل ہے۔ میں فقیہہ بن گیا نا فوراً۔ میں نے کہا بڑا سادہ سا حل ہے، اس کو کرائے پر دے دو۔ تو کرایہ لے اور جو بیچتا ہے اسے بیچنے دے۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ اس نے ایک کرسچن کو کہا کہ یار تُو کرائے پہ لے لے، میں صرف کرایہ لوں گا تو جو مرضی کرتا پھر۔ تو حل تو نکل آتا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ اگر اس طرح کر لیا جائے تو ظفر صاحب کا بھی کام بن جائے گا، کرایہ بھی مل جائے گا اور وہ بغیر کسی تکلیف کے شراب کوئی بیچتا ہے تو بیچتا رہے۔ ان کا ملک ہے۔ ان کی روایت ہے۔ ان کی لیے حرام نہیں، ممنوع نہیں، مکروع نہیں۔ مگر ہمارے پاس حدیث موجود ہے کہ جو حرام کا کاروبار کرے گا وہ چاہے پیئے، چاہے بیچے، دونوں حرام ہیں، مکروع ہیں۔ بیچنے والے تو پھر بھی بیچتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں انگلینڈ سے زیادہ شراب بک رہی ہے۔ اس کی trafficking شاید انگلینڈ سے بھی زیادہ ہو۔

سوال: پروفیسر صاحب ظفر صاحب کو یہ بھی اعتراض ہے کہ **they have been performing hajj or Umra after earning from alcohol**

Marfat.com

business

جواب: جیسے میں نے کہا کہ اصولاً اگر دیکھا جائے تو اس کے بغیر گزر ہو سکتی ہے۔ مگر ظفر صاحب کو ایک بات میں کہنا چاہتا ہوں۔ he is like a journalist یہ بڑے حساس ہیں ظفر صاحب بہت زیادہ حساس ہیں۔ he is very intelligent اور کبھی کبھی یہ ایک تنقید میں شاید ان کو یہ اندازہ نہ رہے کہ وہ خود بھی کبھی کبھی ان حالات سے گزرتے ہیں کہ ان کا بھی تقویٰ بڑا مشکوک ہو جاتا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ غیبتِ خلق کی بجائے میں مروّت کے متعلق شیخ عبدالقادر جیلانی کا قول ضرور quote کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ مروّت یہ ہے، ظفر صاحب سن لیجئے گا، کہ مروّت یہ ہے کہ جب تو اپنے کسی مسلمان بھائی کو خطا کار دیکھے تو پہلے اپنے اللہ کا شکر ادا کر کہ تم میں یہ خطا نہیں ہے پھر اس کیلئے دعا کر کہ اللہ اسے بھی اس خطا سے نجات عطا فرمائے۔

سوال: پروفیسر صاحب یہ ایک personal سا question ہے۔ آپ کی اجازت سے میں پڑھے دیتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ہمارا بڑا بیٹا عرفان نواز امریکہ میں اعلیٰ تعلیم کیلئے گیا ہوا تھا تو وہاں کسی case میں گرفتار ہو گیا ہے۔ ہم چھ سات ماہ سے آپ کی ذاتی ملاقات کیلئے کوشش کر رہے ہیں مگر مل نہیں پا رہے۔ صرف تھوڑا سا وقت دے دیں تا کہ ذاتی ملاقات ہو سکے۔

جواب: آپ انہیں کہہ دیں کہ اپنے بیٹے کو آیت کریمہ بھیج دیں اور وہ مسلسل پڑھے۔ انشاءاللہ تعالیٰ العزیز اگر بہت زیادہ سیریس مسئلہ نہیں ہے جیسے drugs trafficking ہے، تو انشاءاللہ بہت جلد وہ رہا ہو کر ان کے سینے سے آ لگے گا۔ البتہ اسے تاکید کر دیں کہ دن میں کم از کم تین سو مرتبہ آیت کریمہ ضرور پڑھے۔

سوال: Pleace eleborate the concept of parda for women according to islam. If woman dose not cover her head but dressing up decently. Is she concider sinful and is she still sign of temptation?

جواب: خواتین وحضرات! میں امریکہ میں تھا اور ورجینیا میں تھا۔ کچھ ڈاکٹروں سے

Marfat.com

میری ملاقات ہو رہی تھی۔ وہ سارے کے سارے بہت شریف لوگ تھے۔ ایک locale سی بنی ہوئی تھی اور اس میں سارے ڈاکٹر ہی تھے۔ تو ایک مسلمان ڈاکٹر نے مجھ سے پوچھا کہ پروفیسر صاحب یہاں تو لوگ بہت ہی decent ہیں۔ بڑے ہی صاف ستھرے ہیں اور ہم ایک دوسرے کو جانتے بھی ہیں۔ کوئی پرابلم بھی نہیں ہے۔ اگر میں پردہ اس طرح کا نہ کروں تو کوئی مسئلہ تو نہیں ہے۔ میں نے کہا بی بی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مگر ایک مسئلہ ضرور ہے کہ اگر میں دور سے آ رہا ہوں اور تم اگر ان لوگوں کے ساتھ کھڑی ہو تو میں یہ کبھی نہیں کہہ سکتا تم مسلمان ہو۔ اگر میں دور سے آ رہا ہوں اور تم نے حجاب کیا ہوا ہے تو دور سے پتا لگ جائے گا کہ یہ مسلمان ہے۔

خواتین و حضرات! پردے کا بنیادی مقصد پہچان ہے۔ مسلمان عورت کا تشخص اور پہچان۔ بنو قریظہ میں جب واقعہ پیش آیا کہ ایک مسلمان عورت یہودی کے پاس گئی سودا سلف لینے۔ تو اس نے دست درازی کی کوشش کی۔ اس عورت نے ایک مسلمان کو مدد کیلئے پکارا۔ مسلمان نے یہودی کو قتل کر دیا اور یہودی نے اپنے حمایتی بلائے انہوں نے مسلمان کو شہید کر دیا۔ جب یہ سب حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوا اور جب حضورؐ نے وجہ پوچھی تو یہودیوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ ہمیں کیا پتا تھا کہ یہ مسلمان ہے۔ She was almost looking like other women تو ہمیں نہیں پتا تھا کہ یہ مسلمان ہے۔ یہ واقعہ گزر چکا۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ کا اگر آپ وہ جملہ پڑھیں جو انہوں نے ام المومنین سودا سے کہا تو فرمایا۔۔ اے سودا میں پہچان گیا ہوں آپ کو۔ دراصل پردہ کا ایک بنیادی مقصد تھا اور وہ پہچان کیلئے تھا۔ ایک مسلمان عورت باقی اہلِ کفر سے یا اسمبلی سے علیحدہ پہچانی جائے۔ پہچان کی یہ علامت اتنی موثر ہے کہ آپ کو پتا ہو گا کہ ایک دفعہ ایک ہوٹل میں ڈاکہ پڑا۔ کچھ حبشیوں نے وہ ڈاکہ ڈالا اور کافی بڑا ڈاکہ تھا۔ ڈاکوؤں نے وہاں کافی لوٹ مار کی۔ ان محصور لوگوں میں ایک حجاب والی خاتون بھی تھی۔ ایک ڈاکو ڈاکہ مارتے مارتے اس کے پاس آیا اور بولا sister you be a one side اس نے کہا i am a muslim، sister you be a one side تو وہاں بھی پہچان گیا کہ یہ مسلمان ہے، اس کا تھوڑا لحاظ کر دوں۔ ڈاکو کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں اس لیے تجھ پہ نہیں ڈاکہ لگ سکتا۔ تو اگر ایک مسلم سوسائٹی میں بھی اگر آپ دیکھیں تو یہ

Marfat.com

جو پردہ ہے یا حجاب ہے اُس طرح سے ہمارے ہاں رائج نہیں ہے جیسے اسلام میں ہے۔ ہمارے ہاں ہندوؤں سے آیا اور ہندوؤں کے حجاب کی روایات انتہائی rigid اور نحوست کی حد تک عورتوں کو قید کرنے والی تھیں۔ جو ان کی روایات تھیں وہ خوف کی علامت تھیں۔ ہندوؤں میں عورت خوف کی علامت ہے۔ مردوں نے اپنے chauvinistic تصرف کی وجہ سے عورتوں میں جو خوف پیدا کیے اس میں سے ستی ورتہ کے خوف آئے، پتی ورتہ کے خوف آئے اور they did not allow them جیسے ان کے ہاں شادی کے موقع پہ بولا جاتا ہے کہ ایک دفعہ جو گئی تو ساری زندگی کیلئے گئی۔ مثلاً آپ یہ محاورہ بھی اگر دیکھو جو آپ کی سوسائٹی میں مستعمل ہے کہ "ڈولی گئی ہے اب لاش ہی آئے گی"۔ اب لاشیں ہی آتیں ہیں۔ ویسے معاشرہ اتنا بگڑ گیا ہے کہ ڈولی جاتے ہی لاش آجاتی ہے۔ خواتین وحضرات! میں نہیں سمجھتا کہ ہم ان ساری باتوں کو normal گن سکتے ہیں۔ اسلام میں عورتیں بہت نارمل تھیں۔ اسلام میں حولہ بنت ازورؓ اجنادین کی جنگ لڑ رہی ہے اور اکیلے پڑ رہی ہیں۔ حولہ بنت ازورؓ اپنے بھائی کو چھڑوانے کے لیے پورے رومن دستے پہ حملہ کر کے ان کو چھڑوا کر لے آتی ہیں۔ اسلام میں یرموک میں خالد بن ولیدؓ جب آٹھ تلواریں توڑ کر واپس آتا ہے تو پکار کر کہتا ہے "کون ہے جو اپنی تلوار کا حق مجھ سے ادا کروائے گا"۔ یہ تلوار مانگنے کا ایک انداز ہے۔ خالد بن ولیدؓ پکار کر کہتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے اپنی تلوار کا حق ادا کرائے گا۔ تو ہندہ زوجہ ابوسفیانؓ خیمے کی چوب تھامے آگے کھڑی تھی۔ اس نے کہا کہ تم کیسے کمانڈر ہو کہ تمہارا لشکر بھاگ رہا ہے۔ خالد بن ولیدؓ کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ چپ کر اے بدبخت ورنہ ان کے ساتھ تیری گردن بھی اڑا دوں گا۔ پھر ہندہ نے اس پہ صبر نہیں کیا۔ ہندہ نے خالد کو جب اتنا بے خوف لڑتے دیکھا تو اس خیمے کی چوب اٹھا کر آواز دی کہ لعنت ہے تم جیسے لشکریوں پر جس کا کمانڈر اس طرح بے جگری سے لڑ رہا ہو اور تم جنگ چھوڑ کے بھاگ رہے ہو۔ اس دن یرموک کی final day کی جنگ تھی جس میں زرہ بکتر سپاہیوں سے مسلمان فوجی لڑ رہے تھے۔ آپ جدھر دیکھو، ہماری تاریخ میں آپ کو ایسی لازوال مثالیں مل جائیں گی۔ آپ حضرتِ خنسہؓ کا واقعہ اٹھا کے دیکھ لو۔ وہ عرب کی شاعرۂ عظیم ہے، خوبصورت ترین شاعرہ ہے، نفیس شاعرہ ہے۔ جب

Marfat.com

احد والا یہ واقعہ گزرا، اس کے چار بیٹے شہید ہوئے۔ وہ بار بار میدان جنگ میں جا کر خبر لیتی اور یہ پوچھتی کہ میرے بیٹوں کی چھوڑو، مجھے یہ بتاؤ کہ کیا محمد ﷺ زندہ ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا کہ محمد ﷺ زندہ ہیں تو وہ کہتی کہ اگر رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں تو مجھے اپنے بیٹوں کی موت کی کوئی پروا نہیں ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں یہ عورتیں۔ کیا ان کے چہرے نظر نہیں آتے تھے۔ کیا خنسہؓ پہچانی نہیں جاتی تھیں؟ کیا خولہ بنت ازورؓ پہچانی نہیں جاتی تھیں؟ خولہ کے بارے میں ایک جملہ لکھا ہوا ہے کہ اُس دن اُس نے چہرہ نقاب سے چھپایا ہوا تھا۔ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اگر چہرہ نہ چھپاتیں تو پتا لگ جاتا کہ یہ خولہ بنت ازورؓ ہے۔ مگر خالد بن ولیدؓ کو پہچاننے میں دشواری اس لیے ہوئی کہ اس دن انہوں نے چہرہ نقاب میں چھپایا ہوا تھا۔ and i know that مسلمان عورت کی یہ جو پہچان مقدر ہوئی اس کے تفاخر کیلئے اس کے انداز کیلئے اس کے فیشن کیلئے اس کے style کیلئے اور اس کے علیحدہ تشخص کیلئے ہوئی۔ میں نے امریکہ میں بھی دیکھا ہے کہ ہندو عورتیں جب باہر نکلتی ہیں تو اپنے مخصوص سٹائل سے نکلتی ہیں، ہندوستانی لباس پہن کر جاتی ہیں۔ اسی طرح یہودی عورتوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے مخصوص سٹائل سے جاتی ہیں۔ must we try to mix up with the other nations as other nations are یہ نہیں سمجھ آتی کہ ہم شاید اپنے وجود کو غیر اہم سمجھتے ہیں۔ آج کل نقاب کے اوپر فرانس میں جو کچھ ہو رہا ہے، درحقیقت یہ نقاب جس کے اوپر بحث ہو رہی ہے یہ اسلام کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہاں یہ تو ضرور کہا جائے گا کہ سر ڈھانپنا اور گریبان ڈھانپنا مسلمان کا مسئلہ ہے۔ مگر اس طرح کے نقاب اوڑھنا مسلمان کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس دن آپ اس تفنن کو کیا کہو گے کہ فرانس ban ہیں کرتا ہے، انگلینڈ اجازت دیتا ہے اور شام ban کر دیتا ہے۔ مملکتِ شام کا فتویٰ آ گیا کہ یونیورسٹیوں میں کوئی خاتون اس طرح منہ نہیں ڈھانپے گی۔ سُو خواتین و حضرات میرا خیال ہے کہ شاید آگے چل کر خواتین خود ہی یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے سر کتنا ڈھانپنا ہے اور کتنا نہیں ڈھانپنا۔ اللہ کا حکم بس دو چیزوں پہ مشتمل ہے۔ سر ڈھانپو اور وہ بڑا ضروری ہے، وہ بہت ضروری ہے۔ میں خواتین محترمات سے خصوصی گزارش کروں گا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء میں ان کے بال چلے جاتے ہیں، بڑا بُرا حشر ہوتا ہے۔

Marfat.com

سوال: کرنل رانجھا: بعض لوگوں کو کسی حال میں کوئی جینے نہیں دیتا، کسی نے کہا ہے کہ

عقل کے سوگ مار دیتے ہیں
عشق کے روگ مار دیتے ہیں
آپ خود تو کوئی نہیں مرتا
دوسرے لوگ مار دیتے ہیں

اپنے صدر مملکت کو ہی لیجئے میرا خیال ہے کہ کوئی شخص اگر ملامت سے ولی بن سکتا تو he would have been one out of them اُنہوں نے اپنے body parts donate کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ ہمارے پاس یہ questions آیا ہے کہ کیا انسانی جسم کے اعضاء donate کرنا جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتا دیجئے۔

جواب: well میرا تو خیال ہے کہ یہ کوئی اسلامی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ آپ کچھ بھی کر سکتے ہو، جیسے جنگِ بدر میں چار بندے پانی کے طلب گار تھے۔ آپ ایثار میں کچھ بھی کر سکتے ہو۔ ایک نے کہا پہلے اس کو پانی پلایئے، دوسرے نے کہا پہلے اس کو پلایئے حتیٰ کہ ایثار میں چاروں شہید ہو گئے اور شاید پانی کسی کے نصیب میں نہ ہوا۔ تو ایثار میں تو آپ کچھ بھی کر سکتے ہو۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ حساب کتاب کے جو مسائل ہیں ان کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ وہ ہے جو جہنم میں آپ کے ہزاروں بدن بدل دے گا، جنت میں بدل دے گا، قبر میں بدن بدل دے گا۔ تو میرا نہیں خیال کہ اس قسم کا کوئی مسئلہ موجود ہے کہ آیا یہ جائز ہے یا غلط ہے۔ یہ تو ایک فضول سی کاوش ہے۔ ہاں ایک خطرہ ضرور موجود ہے۔ میرا تو خیال ہے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ زرداری صاحب کے دل اور گردے لگیں گے کس کو، کیا ایک کافی نہیں ہے۔ (قہقہہ)

سوال: پروفیسر صاحب کیا عشق کا concept صرف خدا کی ذات تک محدود ہے یا کوئی انسان کسی انسان سے بھی عشق کر سکتا ہے؟

جواب: خواتین وحضرات! میرا خیال ہے کہ ایک basic emotion ترقی کرتا کرتا، literate ہوتا ہوا خدا تک چلا جاتا ہے۔ مگر جب وہ basic emotion ہے تو basic emotion کی ترقی ظاہر ہے کسی object سے ہوگی، کسی نہ کسی شے سے ہوگی اور کسی

Marfat.com

نہ کسی انسان سے ہوگی۔ جونہی یہ سلسلے مختلف قسم کی توڑ پھوڑ اور شکست و ریخت کے بعد آگے جاتے ہیں، ان میں depth پیدا ہوتی ہے، تجربات میں وسعت پیدا ہوتی ہے، خیالات میں معنویت آتی ہے۔تو the maturity of the basic emotionality if it is educated ends up with God مگر راستے میں تو بہت منزلیں آئیں گی۔ بہت ساری چیزیں ایسی آئیں گی جہاں اس کا emotion concentrate کرے گا، رکے گا، چاہے گا، نفرت کرے گا۔ آگے چلتے چلتے وہ جب mature ہوگا، refind ہوگا تو پھر اس کو خدا ضرور ملے گا۔ حواسِ خمسہ سے آگے جب emotion پہنچتا ہے تو مابعد طبیعات کے کائناتی مالک کی طرف جاتا ہے۔ وہ اللہ کی ذاتِ مبارکہ ہے۔

سوال: پروفیسر صاحب صافی اور صوفی میں کیا فرق ہے؟ اس میں اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ ان دونوں میں افضل کون ہے؟

جواب: صافی تو ہمدرد کی دوا ہے، خون صاف کرنے والی۔ (قہقہہ) اگر آپ غور کرو تو ایک صوفی کا قول ہے "**اَلصفاءُ صفتُ الْاَحْبَاب وَهُمْ شَمُوس بِالْاَسْحَاب**" کہ صفائے قلب اللہ کے دوستوں کی صفت ہے اور یہ وہ سورج ہے جس پہ بادلوں کے سائے نہیں پڑتے۔ تو صوفی بھی صفاء سے ہے اور صافی بھی صفاء سے ہے۔ جیسے مصفّی ءخون بھی صفاء سے ہے۔ تو ان سب میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ آپ یہ کہو گے کہ صفائے قلب صوفی کی ایک صفت ہے۔ اس میں اور بھی خصوصیات آسکتی ہیں، اس میں اور بھی ایسی صفات آسکتی ہیں۔

سوال: ولی اللہ اور استاد میں کون افضل ہے۔

جواب: ولی بڑا استاد ہوتا ہے۔ جیسے میں پہلے کہہ رہا تھا کہ ایک اَن پڑھ بھی ولی ہوسکتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ ایک ولی بہت پڑھا لکھا ہو اور ٹیچر ہو۔ ہمارے پاس ایک حدیث موجود ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایک دن اللہ نے کہا اے موسیٰ آج میں بیمار ہوں، تو حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ یا اللہ تو بھی بیمار پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا... ہاں! جب میرے دوست بیمار ہوتے ہیں تو میں بھی بیمار ہو جاتا ہوں۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ یا اللہ تیرا کوئی دوست ہے زمین پر؟ فرمایا ہاں! ایک ہے، تو جا اور اس کی تیمارداری کر، اس کا خیال رکھ۔ تو موسیٰ گئے اور پتا چلا وہ ایک موچی

Marfat.com

ہے، وہ ادھر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ گئے تو وہ کافی بڑا، جہازی سائز کا جوتا آگے رکھ کر رو رہا تھا۔ آپ نے دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ یا اللہ مجھے تیرے پاؤں کا سائز نہیں پتا لیکن میں نے ممکنہ حد تک کوشش کی ہے اور یہ جوتا بنایا ہے۔ وہ زار و قطار رُو رہا تھا کہ اگر میری صحت ٹھیک ہوتی تو میں ضرور اس کو مزید خوبصورت کرتا۔ پھر حضرت موسیٰؑ کو خیال آیا کہ ایک سادہ لوح آدمی اپنے جذبوں میں کسی پیغمبر کے emotions کی برابری کر سکتا ہے۔ وہ اللہ کے دوستوں میں آ سکتا ہے۔ وہ پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ مگر اخلاص اور محبت میں ایک ایسا qualitative comparison پیدا ہو جاتا ہے جو ان پڑھ اور پڑھے لکھے میں برابر ہو سکتا ہے۔ اب دیکھو یہ فراست میں بھی ہے۔ بعض اوقات پڑھا لکھا بندہ اتنا فریش نہیں ہوتا جتنا ایک پنڈ کی چوپال میں چارپائی پر بیٹھا ایک پرانا بڈھا ہوتا ہے۔ وہ ایسا ایسا remark دیتا ہے کہ جو انسانی فطرت پر بالکل حرفِ آخر ہوتا ہے۔ بعض اوقات پڑھے لکھے بھی اتنی بڑی بڑی غلطیاں کرتے ہیں کہ ہم سوچتے ہیں کہ ان میں عقل کیوں نہیں آئی۔ تو جو basic چیزیں ہیں وہ کسی میں بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو موروثی اوصاف ہوتے ہیں وہ کسی بھی انسان میں موجود ہو سکتے ہیں۔ اس لیے کوئی بندہ، کوئی بھی بندہ اللہ کا ولی ہو سکتا ہے۔ استاد البتہ تعلیمات سے آراستہ ہوتا ہے۔ وہ ایک different job ہے۔ یہ بہت خصوصی مقام ہے۔

سوال: پروفیسر صاحب رمضان کی آمد آمد ہے اور اسی حوالے سے ایک سوال ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ایک سو چوراسی کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ''اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں پھر روزہ نہ رکھیں تو ان کے ذمے فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے''۔ کیا مذکورہ آیت میں تندرست مسلمان کو بھی روزہ میں چھوٹ دی گئی ہے؟ جیسے بیماری اور سفر میں آدمی پر رعایت ہے۔ کیا وہ بھی روزہ کا فدیہ ادا کر سکتا ہے؟ اس سال رمضان بہت گرمی میں آ رہا ہے اور لوڈ شیڈنگ بھی اپنے عروج پر ہے۔

جواب: مدت ہوئی خواتین و حضرات کہ یاد نہیں کوئی روزہ چھوڑا ہو، جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ مگر فی الحال اس آیت سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کروں گا۔ میں ویسے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی ذات کا بڑا شکر گزار ہوتا ہوں کہ اے اللہ آپ نے ہمارے لیے زندگی بہت آسان کر دی ہے۔ یہ جو آیت ہے اس پر فقہاء نے بڑی بہت تقسیم رکھی، کئی ایک نے بڑی میم میخ نکالی۔ مگر جب

Marfat.com

قرآن ایک wide statement دیتا ہے، جب ایک چھوٹی آیت میں کوئی اصولی statement دے دیتا ہے تو اس پر آپ کا حق ہے کہ اسے اِس معنی میں استعمال کریں یا اُس معنی میں استعمال کریں۔ اگر آپ اس کو اس معنی میں استعمال کرتے ہو جس میں ایک بڑا فقیہہ نہیں کرتا تو بھی آپ فائدے میں ہو۔ کیونکہ آپ کو غلط نہیں کہا جاسکے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اس کے معانی ہیں اگر اس میں کوئی اشتباہ پیدا ہو جائے یا غلطی پیدا ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ دو امامین اس پر اختلاف کر جائیں تو کوئی بندہ کسی بھی رُخ پہ جائے اس کی سزا نہیں ہوگی۔ because it is difference of interpertation آیت بڑی واضع ہے۔ بہت ہی واضع ہے کہ اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو اس کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔ البتہ روزہ نہ رکھنے اور روزہ توڑنے میں بڑا فرق ہے۔ روزہ توڑنے کی کڑی وعید ہے۔ اگر نہ رکھنا ہو تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دو **"اَلَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" - البقرة :184** تو بڑے بڑے فقہاء نے کہا کہ یہ نارمل آدمی پہ لاگو نہیں ہوتا، مگر خواتین وحضرات جو میں بات کہہ رہا ہوں یہ ذرا فقہاء سے تھوڑی different ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے روزے کی وقعت زیادہ ہے یا طعامِ مسکین کی زیادہ ہے۔ کیا ہمارے روزے کا ثواب کسی بھوکے کو کھانا کھلانے سے زیادہ ہے۔ اگر میں ایک individual act سے روزہ رکھ کے ثواب کما لوں کیا اس کا ثواب زیادہ ہے یا میں ایک بھوکے کو کھانا کھلاؤں اور فدیہ دوں تو اس کا اجر زیادہ ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھتے ہو تو میرا خیال ہے طعامِ مسکین کا صلہ جو ہے اس سے زیادہ ہے۔ اس روزہ رکھنے سے زیادہ ہے۔ ایک value ہے جو میں inside exercise کر رہا ہوں۔ ایک value ہے جو میں outside خلقت میں exercise کر رہا ہوں۔ اس کا ثواب یقیناً زیادہ ہے۔ کیونکہ اللہ کو اگر دو بہترین خصلتیں پسند ہیں تو ان میں کھانا کھلانا بھی ہے۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں جہاں بھی صدقہ ہے، جہاں بھی فدیہ ہے، کھانا کھلاؤ، کہیں ایک کو کھلاؤ، کہیں دس کو کھلاؤ، کہیں ساٹھ کو کھلاؤ تو خداوندِ کریم نے اس معاشرتی قدر کو آپ کے ذاتی اوصاف سے بالا رکھا ہے۔ اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ فقہاء کا یہ ترجمہ درست ہوگا کہ بھلے چنگے آدمی کو یہ نہیں کرنا چاہیے۔ مگر بھلے چنگے آدمی کو بھی عذر چاہیے۔ کیا وہ تسلیم کرتے ہوئے عذر رکھتا ہے یا اس institution کو سرے سے مانتا ہی نہیں۔ اگر کوئی مسلمان

Marfat.com

اس institution کو مانتا ہے، روزوں کو مانتا ہے، روزوں کے ثواب مانتا ہے، پھر اس سے پہلو تہی کرتا ہے اور اس کے عذر کے طور پر صدقتاً ایک مسکین کو کھانا کھلاتا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مسکراتے ہوئے) اس سال میں تو ایسے تیس مسکین ڈھونڈ رہا ہوں۔ دیکھو ہماری عادتیں بڑی عجیب سی ہوتی ہیں۔ i don't know what you have in your habbits مگر میرا تو خیال ہے کہ میں آٹھ یا سات برس کا تھا تو تب سے روزے رکھنے شروع کیئے اور آج تک تصور میں نہیں ہے کہ اتنی بڑی زندگی میں کوئی روزہ چھوٹا ہو۔ مگر اکثر میں سوچتا ہوں کہ کیا میں نے یہ قوتِ ارادی سے رکھے ہیں یا مجھے مشق ہو گئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہے کہ ہمیں مشق ہو گئی ہے، تو اتر سے۔ اس ضمن میں ایک اور احساس بھی ہوتا ہے، ایک nostalgia جو روزہ نہ رکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی اگر آپ کا روزہ چھوٹا، مجھے اس کا پتا تو نہیں ہے مگر مجھے خوف آتا ہے، اس اداسی سے جو روزہ نہ رکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے میں رکھے جا رہا ہوں۔ (مسکراتے ہوئے) میں کوشش تو کروں گا ایک آدھ امکان پیدا کرنے کا۔ مگر اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے، اگر by chance کوئی روزہ چھوٹ جائے تو ایک مسکین کو ضرور کھانا کھلا دیں۔

سوال: پروفیسر صاحب یہ ایک سوال کیا گیا ہے کہ پچھلے دنوں ایک ٹی وی چینل پر کچھ علمائے کرام نے ایک حدیث کی تصدیق کی تھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ثواب کی نیت سے کسی جگہ جانا چاہیں تو دو جگہیں ہیں ایک مسجد حرام ور دوسری مسجد اقصیٰ، اس کی حقیت کیا ہے؟ اور یہ بھی بتا دیجئے کہ اگر یہ حدیث ٹھیک ہے تو کیا ہم اولیائے اللہ کے مزاروں پر جو ثواب کی نیت سے جاتے ہیں وہ بھی درست ہے۔؟

جواب: دو مسجدوں کی طرف سفر کے متعلق جو حدیث ہے، مستند ہے، مشہور ہے، متواتر ہے، حسن ہے، صحیح ہے۔ اس میں ہرگز دوسری کوئی رائے نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ثواب کی نیت سے دو مسجدوں یعنی مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ کی طرف سفر کا حکم دیا ہے۔ مگر جو دوسرا question ساتھ attach کیا ہوا ہے کہ کسی بزرگ کے مزار پر جانا درست ہے یا نہیں۔ ایک تو وہ مساجد میں نہیں آتے secondly وہ شاید ہمارے اخلاقی فرائض میں ضرور آتا ہے۔ ایک مسلمان کے

Marfat.com

فریضے میں یہ شامل ہے کہ میں ویسے ہی قبرستان سے گزرتے ہوئے فاتحہ پڑھ لیتا ہوں۔اس کا ثواب بانٹتا ہوں۔اگر مجھے یقین ہے کہ اس رستے میں کوئی خدا کا ولی سویا ہوا ہے تو میرے دل میں زیادہ اخلاص ہوگا، زیادہ شوق ہوگا، فاتحہ پڑھنے کا یا محبت رکھنے کا۔ جہاں تک مزارات پہ جانا، فاتحہ پڑھنا، اور دعا مانگنے کا تعلق ہے تو اس میں کیا حرج ہوسکتا ہے۔میں آپ سے ایک بات کہوں۔ why should we create those problems کہ جب تک آپ force نہ کروان کے مطالب میں کفر نہیں آتا۔آپ کھینچا تانی کروگے ناں، اور بڑی باتیں اس میں ڈالوگے تو کفریہ کلمات ایسی کوئی اصطلاح شاید نکل ہی آئے۔مثال کے طور پر آپ کو کوئی شخص کہے کہ آپ مزاروں پر جاکر پیروں سے مانگتے ہو، تو آپ اس سے کہو کہ میں نہیں مانگتا، میں اللہ سے مانگتا ہوں۔وہ کہیں گا.... نہیں تم جاتے ہی اسی لئے ہو۔آپ لاکھ کہو کہ یار میں میں نہیں جاتا، میں دعا مانگنے جاتا ہوں تو وہ آپ کو ادھر ادھر کے corners میں مجبور کرے گا۔جب اس موقع پہ آجائے تو آپ کا غصہ کہتا ہے کہ ٹھیک ہے یار میں جاتا ہوں تو جو مرضی سمجھ لے۔تو یہ ساری باتیں جاہلانہ مبارزتِ علم سے پیدا ہوتی ہیں۔ the fact is آپ گزر رہے ہو، آپ کو سیدِ ہجویرؒ کا مزار نظر آیا، آپ کو معلوم ہے کہ وہ بڑے نیک بندے تھے، اللہ کے بڑے اعلیٰ بندے تھے۔کیا آپ یہ نہ چاہو گے کہ خدا کے اس بندے کیلئے فاتحہ پڑھ لو، دعا کرلو۔پھر اس قسم کی کوئی دعا بھی مانگ لو کہ یا شیخ یا حضرت میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، آپ بھی دعا کریں کہ میرا اللہ میری یہ ضرورت مجھے عطا فرمادے۔اس میں کہاں سے کفر آجاتا ہے۔ it's difficult very difficult ہوسکتا ہے کہ ہماری language میں فرق پڑ جاتا ہو۔دعا کی language میں ہوسکتا ہے کبھی فرق پڑ جاتا ہو۔مگر ہمیں قرآن نے بتا دیا ہے کہ کیسے دعا مانگی ہے۔قرآن نے کہا ہے کہ اے نبیؐ جب یہ لوگ تمہارے پاس آئیں اور ہم سے اپنی گناہوں کی مغفرت مانگیں، تو بھی ان کیلئے دعا کرے تو ہم بخشنے والے ہیں۔بڑا سادہ سا طریقہ ہے۔کسی مزار پر جاؤ تو یہی طریقہ ہے کہ جو اللہ نے قرآن میں بتایا ہے، اے نبیؐ اگر لوگ مجھ سے مغفرت کی دعا مانگیں، مجھ سے توبہ کریں اور تو بھی ان کیلئے دعا کرے تو ہم بخشنے والے ہیں۔سو ہم نے دعا مانگنے کا طریقہ یہی دیکھا ہے کہ آپ جب کہیں جائیں تو ایک تو مرحوم کو تھوڑی سی نظرِ ثواب کرو، فاتحہ پہنچاؤ، اخلاص پڑھو اور

Marfat.com

پھر اللہ سے دعا مانگو کہ یا اللہ میں آپ سے یہ آرزو طلب کر رہا ہوں پھر آپ کہیں یا شیخ آپ بھی میرے لیے دعا طلب کر دو، میرے مقصد کے حصول کیلئے، تو اس میں کسی قسم کے کفر کی آلائش نہیں آتی۔ بڑا نیچرل ہے۔ ویسے بھی اگر دیکھو تو کوئی مسلمان کفر میں ملوث ہونا پسند نہیں کرتا۔ چاہے وہ بریلوی ہے، دیوبندی ہے، اہلحدیث ہے۔ اس سے پوچھو تو سہی کہ خدا کتنے ہیں؟ اس سے پوچھو تو سہی جس بزرگ کے مزار پر تو جا رہا ہے کیا یہ خدا ہے؟ اگر وہ دونوں کا جواب دے کہ خدا ایک ہے اور یہ خدا نہیں ہے تو آپ کہاں سے فتویٰ لگاؤ گے۔ کیا اپنے ذہن کے آسیب کو اس پر مسلط کر دو گے۔ تو یہ رسم شروع سے ہی غلط ہے۔

سوال: پروفیسر صاحب یہ امام مہدی کے بارے میں سوال ہے کہ جو freedom flotilla کا واقعہ ہوا تھا اس سے جو strategic change آئی ہے پورے rigion میں تو اس سے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ حضرت امام مہدی کا ظہور قریب آن پہنچا ہے اور یہ بھی پوچھا گیا ہے کہ اامام مہدی کے والدین کا نام کیا ہوگا؟

جواب: حدیث میں حضرت امام مہدی کا نام محمد ابنِ عبداللہ آیا ہے۔ میں ایک بات بتاؤں کہ مہدی کا تصور inflate ہوا ہے، تصورِ مہدی inflate ہو گیا ہے۔ جس کو ہم نے اپنے ذہنوں سے، اپنے جذبات سے، اپنے خیالات سے بہت زیادہ طاقت دی ہے۔ اک تو وہ اثنائے عشریہ یا شیعہ امامیہ میں وہ آخری امام ہیں جو حاضر ہیں اور وقت پر ان کا ظہور ہے۔ مگر اہلسنت اور جو دیگر طبقات ہیں وہ بھی امام آخر الزمان کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے وجودِ مسعود کا آمد و ورود جو ہے ایک خاص وقت میں دجال کے خلاف امت کی امامت کے لئے ہے۔ میں جب ان تمام باتوں کو پڑھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ جی یہ بہت ساری غیر فطری چیزیں امام کیساتھ کیوں نتھی کی جائیں۔ سوالیہ پیدا ہوتا ہے کہ why we attach unnatural importances? اصل میں بخاری کا جو جملہ میں نے دیکھا ہے، میرا خیال ہے وہ مکمل ہے کہ زمانہ آخر میں مسلمانوں کے گروہ کا سردار ایک نیک مسلمان ہوگا۔ میرا خیال ہے یہ مہدی کا سب سے مکمل تصور ہے۔ وہ امام آخر الزماں ہیں۔ ہماری محبتیں اور عقیدتیں ان کو جو مرضی رنگ دیں مگر politically، militarily مہدی اس شخص کو کہیں گے کہ جو زمانہ آخر میں اس امت کو

Marfat.com

lead کریں گے، نیک ہوں گے۔ان کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوگا۔وہ عین ممکن ہے جیسے روایات میں بھی ہے کہ وہ اہلِ بیت میں سے ہوں۔بہت ساری روایات اس پر متفق ہیں کہ وہ آلِ رسولؐ میں سے ہوں گے۔بالکل ایسے ہوسکتا ہے۔اس میں کوئی اجنبیت نہیں ہے۔وہ قیادت کریں گے مگر ان کے بارے میں مزید روایات ہیں کہ وہ اس کو ظاہر نہیں کریں گے،اس کو show off نہیں کریں گے، قیادت کی حرص نہیں کریں گے۔وہ تو بلکہ لوگوں کے اصرار سے بچ کر چھپ کر گوشہ نشین ہونے کی کوشش کریں گے۔حتیٰ کہ خدا ان پہ علامت فتح کو نازل کرے گا۔

خواتین وحضرت! یہ سب سے بڑی بات ہے،کوئی بھی شخص مہدی ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے، اس میں مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے۔اب بھی بہت سارے مہدی موجود ہیں۔ انڈیا میں دو چار موجود ہیں،کوئی پاکستان میں دو چار دعویدار ہیں اور کچھ ادھر پہاڑوں میں لڑ رہے ہیں،کوئی زمین پر لڑ رہے ہیں۔مہدی ہونا there is nothing strange about it ہر دور میں مہدی پیدا ہوتے رہے ہیں۔مہدیٔ سوڈان ہے، جان پور کے مہدی آئے انڈیا میں اور بہت سارے لوگوں نے انہیں مانا بھی۔اب سوال یہ ہے کہ مہدی کون ہے؟

خواتین وحضرات! مہدی کا مقام بڑا سادہ ہے۔اللہ نے کہا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں قومِ علیم کو رسوا کروں گا۔اللہ نے کہا کہ میں نے فیصلہ کیا کہ میں فراعنۂ مصر کو قومِ علیم کو رسوا کروں گا۔ پھر موسیٰ کو حکم دیا۔۔موسیٰ اٹھ اور جا۔موسیٰ نے کہا اے اللہ میاں مروئے گا مجھے،ایک تو میں ان کا قتل کیا ہوا ہے اور پھر میں اکیلا،اوپر سے میری زبان ٹھیک نہیں،تو یہ آپ کیا کہہ رہے ہو؟ تو فرمایا موسیٰ میرے پیغمبر ڈرا نہیں کرتے، میں جو ساتھ ہوں۔پھر تاریخ شائد ہوئی،یدِ بیضا کے کرشمے دیکھے گئے اور عصائے موسیٰ نے بڑے کرشمے دکھائے، پھر قطعِ سمندر ہوا۔پھر جو کچھ بھی ہوا،بڑے کارنامے ہوئے۔اس لیے کہ خدا موسیٰ کیساتھ تھا۔تو مہدی تو بڑے پیدا ہوں گے مگر خواتین و حضرات مہدی وہ ہے جس پہ دستِ پروردگار ہوگا۔بس! مہدی تو پہلے بھی پیدا ہوتے چلے آئے ہیں،لیکن زمانہ آخر میں خدا کا ہاتھ جب کسی فرد پہ آجائے گا اور پتا لگ جائے گا کہ اس شخص کو نہ تو مغلوب کیا جاسکتا ہے اور نہ شکست دی جاسکتی ہے۔یہ اللہ کی طرف سے فتح کے علم لیکر اٹھا ہے۔ غلبے کی بشارت اسے دی گئی ہے تو پھر وہ مہدی ہوگا اور اس کو ڈھونڈنا مشکل نہیں ہوگا۔یہ میں آپ کو

Marfat.com

بتا دوں۔ باقی پیچیدگیوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ وہ کہاں سے آئیں گے، کدھر جائیں گے، یہ وہ لوگ جانیں جو ان مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو پتا ہے اور بس اتنا یقین ہے کہ زمانہ آخر میں اللہ کا ہاتھ ایک فردِ واحد پہ آئے گا۔ وہ فردِ واحد مہدی ہے اور جس پر اللہ کا ہاتھ آ گیا اسے قوم علیم رسوا نہیں کرسکتی۔ that's all

سوال: سر اس سوال کا دوسرا حصہ بھی ہے کہ جو freedom flotilla کا واقعہ رونما ہوا اور اس سے جو پورے rigion میں strategic change آئی ہے اس کا کیا کوئی تعلق ہے مہدیء آخرالزماں کی آمد سے؟

جواب: خواتین و حضرت! وہ freedom flotlilla والا واقعہ بہت strange سا واقعہ تھا۔ اس لیے کہ میں ایک حدیث پڑھا کرتا تھا اور سچ پوچھیئے تو میں اس ضمن میں بڑا پریشان تھا۔ اس حدیث کے بارے میں مجھے کوئی سمجھ نہیں آتی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان قسطنطنیہ کی فتح سے فارغ ہوں گے اور ابھی انہوں نے ہتھیار درختوں سے لٹکائے ہوں گے کہ خبر آئے گی کہ دجال نکل آیا۔ میں سوچتا تھا کہ قسطنطنیہ تو ترکی ہے اور ترکی کی فتح کا کیا مطلب اور ایک Since when Turkey will be a part of the battle آگے بڑھنے والے ہر اول دستوں کی طرح وہ اسرائیل سے لڑے گا، کب لڑے گا؟ کیسے لڑے گا؟ کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ تو ٹائم کی اس determination میں سب سے بڑی پرابلم جو میں face کر رہا تھا وہ یہی تھی کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اسرائیل کے اٹھارہ تو ڈیفنس معاہدے ہیں ترکی کے ساتھ۔ تو میں سوچا کرتا تھا کہ یہ کیسے ہوگا؟ عربوں کے ساتھ ویسے ہی Turks کی تب سے enmity ہے جب سے Lawrence of Arabia نے فساد کا بیج بویا تھا I would not understand کہ یہ کیسے ہوگا؟ مگر جب freedom flotilla والا واقعہ پیش آیا تو باقی لوگوں کی طرح میرا بھی چودھواں طبق روشن ہو گیا۔ آنِ واحد میں situation بدل گئی اور ترکی ایک determined مسلم force کی طرح سامنے آیا۔ اس نے anti Asrael posture اختیار کیا۔ دفاعی معاہدے ٹوٹ گئے اور ابھی تک وہ اس کے انتقام میں determinent ہے۔

Marfat.com

خواتین وحضرات! وہ اسرائیل پر ضرور چڑھے گا اور اسرائیل کے دانت ضرور کھٹے کرے گا۔ ہوسکتا ہے کہ شاید نکال بھی دے کیونکہ بہرحال وہ غلام قوم نہیں ہے۔ وہ ایک جنگجو قوم ہے۔ جب اسرائیل اس سے مار کھائے گا تو موصوف دجال باہر نکل آئے گا اور جنگ عظیم سوم اپنے وسط میں پہنچ جائے گی۔ پھر مہدی بھی ہوں گے اور ان کے ساتھ اللہ کے بہت سارے بندے بھی ہوں گے۔ اس میدانِ قتال سے کچھ عرصے بعد نزولِ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہوگا۔ یہ بات پوری ہوگی کہ جو جنگ شروع ترکی کرے گا اسے ختم پاکستان کرے گا۔ اس لیے آپ فکر نہ کرو، صرف ذرا مولویوں سے بچو۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لشکر تک جانا ہے تو ادھر سے ذرا بچے رہو۔

Marfat.com

Question & Answer Session

with Dr. Jaleel (UK) 27December2010

سوال: حضرت ذالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ صوفی کا انجام کیا ہے یا اُس کی منزل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب وہ وہاں پہنچ جائے جہاں وہ ہونے سے پہلے تھا۔ پروفیسر صاحب سے گذارش ہے کہ اس قول کی وضاحت فرمادیں۔

جواب:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

بہت ساری کہاوتیں ایسی ہیں جو بہت ساری غلط فہمیوں کو جنم دیتی ہیں ۔اس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ جیسے شاعر نے کہا...... "مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے"

اے کاش ! کہ مجھے ماں نہ جنتی، مجھ پر کوئی حساب کتاب نہ ہوتا، میں کسی مخمصے میں نہ پڑتا، میں accountibilty کے اس ہولناک دائرے میں نہ آتا، مجھ پر اللہ کی نظر، تنقید اور احتساب سے نہ آتی ۔ ذالنون مصریؒ کہہ رہے ہیں کہ جب میں نفی سے اثبات کو آرہا تھا، عدم سے وجود کو آرہا تھا، جب میں بالکل ابتدائے حال میں تھا اس وقت میری زندگی نہ کسی حساب سے آشنا تھی نہ کسی پریشانی کا شکار تھی، مجھ پر کسی قسم کا بوجھ نہ تھا۔

قراۃ العین طاہرہ کا بڑا خوبصورت شعر ہے۔

بجوابِ طبلِ الستِ تو زیدلا چو کوسِ بلٰی زدم

جب سے میں نے بلا کا جواب دے دیا الستِ بربکم کا جواب دے دیا، جب سے میں نے بلٰی کہہ

Marfat.com

دیا

ہمہ خیمہ زد بادرِ دلم سپاہِ غم و خشم و بلا

تب سے آج تک میرے دل کے دروازے پر غم و خشم و بلا کی فوجوں نے ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔
تو مختصراً مطلب یہ کہ ذالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ کاش میں یثاق کی حالت میں چلا جاتا۔اس وقت جب میں نے بلیٰ کہہ کر سانس لیا تھا، میں اللہ کو جان چکا تھا اور میرے اوپر کوئی احتساب کی نظر نہ تھی مگر جب سے وہ دنیا میں آیا ہے اب ذوالنونؒ کی جان بھی نہیں چھوٹ سکتی، نہ میری جان چھوٹ سکتی ہے اور نہ آپ کی۔ So now we are accountable and answerable for our deeds , thoughts and ideas.

ڈاکٹر جلیل: استاد نے جواب کو بہت سادہ کر دیا میں اس کو دوبارہ پیچیدہ کر دیتا ہوں۔ کہ جنید بغدادؒ کہتے ہیں کہ منزل یہ ہے کہ تو اپنی شناخت حاصل کر لے وجود میں آنے سے پہلے، اور پھر پلٹ آئے اور اس دنیا میں ایک اعتدال سے بھری ہوئی زندگی گزارے۔ زندگی کا مقصد یہ ہے کہ وہ تمام آلودگیاں اور تمام احجاب جن کا واسطہ اس زندگی سے ہے، ان سے جدا ہو کر اپنی اصلی شناخت کا ادراک ہو، پہچان ہو، پھر ایک Mystic اپنی نارمل زندگی میں واپس پلٹ آتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی اپنی چہل قاف کی آخری لائن میں اشارہ کیا کہ میری ہستی سے مشابہ ایک ستارہ کہیں دور آسمانوں میں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کائناتِ رنگ و بو کے وجود میں آنے سے پہلے ہم سب ایک واضح شناخت رکھتے تھے، ہمارے یہاں آنے سے پہلے، اس کی پہچان کرنا اور اس کے مطابق زندگی کو بسر کرنا شاید یہی ایک صوفی کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔

سوال: حضرت علی بن عثمان الہجویریؒ کا قولِ مبارک ہے کہ راستے اور دروازے کی کوئی اہمیت نہیں جب تک آپ کا مقصد آپ کے سامنے نہ ہو اس کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: دیکھیں قرآنِ حکیم میں اللہ کہتا ہے **وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ** اگر میرے پاس کوئی اسلام کے سوا کسی رستے پہ چل کے آیا تو میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ اسی لئے میں یہ بنیادی بات کہتا ہوں کہ اگر چھ ارب لوگوں میں ایک بھی اللہ کا ولی نہیں ہے تو یہ بات قابل تسلیم ہوگی اور اگر چھ ارب لوگوں میں ایک بھی اللہ کا ولی ہوا تو وہ مسلمان ہوگا۔ اس لئے کہ جو

Marfat.com

گیٹ ہے یا راستہ ہے اس پر اللہ نے لائن لگا دی ہے۔ مجھے اگر بدھسٹ بن کر خدا ملتا، مجھے ہندو بن کے خدا ملتا، مجھے کرسچن بن کے خدا ملتا تو میں اسلام کی کچھ بندشیں قبول ہی نہ کرتا، یہ روزے ہی قبول نہ کرتا، کیا ضرورت تھی چھوڑو جی خاصی تپش ہو جاتی ہے شام کو۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ انسان کو مذہب کی تلاش کرنی ہے؟ یا اللہ کی تلاش کرنی ہے؟ زمانے بھر میں جب سے انسان آیا ہے اور جب تک یہاں پہنچا تمام شریعتیں بدلتی رہتی ہیں مگر مذہب کا ایک مقصد کبھی نہیں بدلا اور وہ تھا اللہ کی تلاش کرنا، اللہ کو پانا، اللہ کی جستجو کرنا، اللہ سے محبت رکھنا۔ یہ مذہب کا ایک بنیادی مقصد تھا جو کبھی بھی نہیں بدلا۔ اب فرض کرو آج کے دن بھی ہم تک اگر مذہب پہنچا ہے تو اس وجہ سے نہیں پہنچا کہ یہ رسم و رواج کا مجموعہ ہے۔ ہم رستے میں نہیں بیٹھے ہوئے بلکہ ہم اس راستے سے اپنی منزل کی جستجو کر رہے ہیں اور منزل صرف اور صرف اللہ کی ذات مبارک ہے، اس کا قرب ہے، اس کی ہمسائیگی ہے اور اس کی محبت ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نے اسلام پر بھروسہ کیا مگر اسلام چونکہ اللہ کا پسندیدہ راستہ ہے تو اگر میں مختصر کہوں تو یوں کہوں گا کہ اسلام مجبوری ہے اور اللہ انتخاب ہے۔ مذہب مجبوری ہے اور مذہب میں پھر مذہبِ اسلام آپ کے لئے لازم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ خداوند کریم نے دو مرتبہ فرمایا ہے کہ

"إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسْلَامُ"- آل عمران :19

میرے نزدیک صرف ایک دین ہے اور وہ اسلام ہے۔ پھر فرمایا

"وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ "- آل عمران :85

اگر اسلام کے سوا کوئی کسی اور راستے پہ چل کر میرے پاس آیا تو میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ اس لئے اس سوال کو وضاحت حاصل ہے کہ منزل جو ہے اللہ ہوتی ہے اس کا رسول ﷺ ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی مطابقت سے ہم اللہ کے رستے پر گامزن ہوتے ہیں۔

مذہب صرف ایک way to God ہے۔ It is not the destination

ڈاکٹر جلیل: الفاظ اظہار کا بڑا کمزور ذریعہ ہوتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہوتا کہ ایک فقرے میں ایک بات کو اس طرح سے سمو دیا جائے کہ اس کی تمام dimentions cover ہو جائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مختصر اور جامع الکلام بنایا گیا ہے۔ جس کا

Marfat.com

مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کو ایسا کلام عطا کیا گیا، یہ والی بات جو میں نے کی ہمارے لئے مشکل ہے۔ ہمیں ان کے کلام میں نظر آتی ہے۔ ان کی زبان سے کئی مبارک فقرے ادا ہوئے جو ان موضوعات کو جن کے بارے میں آپ ﷺ نے وہ فقرے فرمائے، پوری طرح سے کور کرتے ہیں یا ان کا nutshell ہمیں دیتے ہیں۔

سوال: حضرت بہاؤالدین نقشبندیؒ کا قول ہے کہ خدا خاموشی ہے اور اسے خاموشی سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ وضاحت فرمائیں؟

جواب: دیکھیں میرا خیال ہے کہ اللہ اس سے Agree نہیں کرتا۔ اللہ کے جو چھ بڑے نام ہیں ان میں اسمِ سمیع اور اسمِ علیم نمایاں ہیں۔ وہ سنتا ہے اور بات کرتا ہے، قدیر ہے، متکلم ہے۔ اس لئے اس سوال کی گنجائش ہی نہیں بنتی۔ خدا خاموشی نہیں ہے۔ خدا زندگی تخلیق کرنے والا ہے، زندگی کا شور تخلیق کرنیوالا ہے، سمندروں کے تلاطم تخلیق کرنے والا ہے، پرندوں کی چہچہاہٹ پیدا کرنے والا ہے۔ خدا بات کرتا ہے بات سنتا ہے اور اور کہتا ہے کہ **لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ** اللہ سنتا بھی ہے اور علم والا بھی ہے۔ اللہ کا بہت بڑا نام ہے جو تین ناموں میں ہے وہ قدیر ہے وہ متکلم ہے وہ کلام کرتا ہے۔ یہ جو سب سے پہلی زندگی کی آبشار ہے جو چل رہی ہے اور گر رہی ہے وہ اس کے پہلے حکم سے جاری ہوئی، جب اس نے ایک بات کہی کہ **كُنْ فَيَكُو ن** ہو جا چل پڑ، تو یہ چل رہا ہے۔ **إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ** یہ نظامِ زندگی اسی وجہ سے رواں دواں ہے۔ اس کے کلام کا محتاج ہے۔

ڈاکٹر جلیل: میں نے عرض کیا تھا کہ الفاظ اظہار کا بڑا کمزور ذریعہ ہوتے ہیں اور خاص طور پر جب نوبت ترجمہ تک پہنچ آئے تو حالات اور بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس قول کو کسی غلط طریقہ سے ترجمہ کیا گیا۔ بہاؤالدین نقشبندیؒ کا قول ہے ہوسکتا ہے یہاں silence سے مراد composition ہو، understading ہو یا depth ہو، گفتگو اور کلام نہ ہو۔ لیکن جس نے ترجمہ کیا اس کو شاید مناسب لفظ نہ ملا ہو۔ یہ میرا خیال غلط بھی ہوسکتا ہے لیکن بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے اعلیٰ درجے کے اقوال جب ترجمہ کے عمل سے گزرتے ہیں تو

Marfat.com

جو آپ کو ملتا ہے وہ اصل بات سے بالکل بھی تعلق نہیں رکھتا۔

سوال: حضرت فضیل بن ریاضؒ کا قول ہے اللہ جب کسی کو دوست بناتا ہے تو اس کو ابتلاء و آزمائش میں ڈال دیتا ہے اور جب کسی کو دشمن ٹھہراتا ہے تو اسے کثرتِ دنیا عطا کرتا ہے۔ وضاحت فرمائیں؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: اب یہ قول بھی اسی کی ایک مثال ہے کہ Words are in isolation-poor medium of expression یہ بات صحیح ہے کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے لیکن ایسا ہی نہیں ہوتا۔ آزمائش کے بہت سارے pattern ہیں۔ قرآن نے کہا کہ بعض کو دے کر آزماتا ہوں، بعض کو نہ دے کر آزماتا ہوں پھر فرمایا کہ بعض ایسے ہیں کہ ان سے لے لوں تو مجھے چھوڑ جائیں، بعض ایسے ہیں ان کو دے دوں تو وہ مجھے چھوڑ جائیں۔ اللہ آزمائش کے petterns کو بندوں کے ساتھ match کرتا ہے۔ دوسری آیت ہے کہ ہم کسی نفس پہ اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ اس لئے ہر آدمی کے لئے ہر ٹیسٹ نہیں ہوتا اور ہر ٹیسٹ ہر آدمی کیلئے نہیں ہوتا۔ یہ بات کچھ حالات میں صحیح ہے کہ اللہ بعض اوقات جیسا کہ قرآن میں کہتا ہے کہ اگر ہمیں مسلمانوں کے دل ٹوٹنے کا صدمہ نہ ہوتا، ایک مصلحت درپیش نہ ہوتی تو ہم کفار کے دروازے اور کھڑکیاں بھی سونے چاندی کے کر دیتے۔ وہ قرآن میں یہ بھی کہتا ہے کہ جنہوں نے مجھ سے دنیا مانگی انہیں دنیا خوب دوں گا مگر آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور جنہوں نے دونوں مانگی ان کو دونوں دوں گا۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو آزمائش کا پیٹرن ہے in isolation yes it does exist but this is not the only pattern of examination۔ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بہت زیادہ صاحبِ مال تھے۔ ان کو کثرتِ دنیا اور کثرتِ مال میسر تھی جو ان کے ایمان کی تقویت کا باعث بنی اور حضورﷺ کی ایک حدیث ہے کہ اس پر رشک ہے جس کی عمر زیادہ ہے اور وہ نیکیاں کرتا ہے، اور جس کے پاس مال زیادہ ہے وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اب آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ قول غلط نہیں ہے لیکن ہمیں ایک سوچ کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس قول کی تمام dimentions کا جائزہ لے کر ایک مکمل رائے تک پہنچ سکتے ہیں۔

Marfat.com

سوال: I came out of "Baa-Yazidiyat" as a snake from its skin. When I looked I saw the lover, beloved & the love are one beacuse in that state of unification all can be one حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے میں اپنی (بایزیدیت) ذات کے حصار سے اس طرح نکلا جیسے سانپ اپنی کینچلی اتارتا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ عاشق، معشوق اور محبت ایک ہی پیکر میں ڈھل چکے تھے کیونکہ اس لمحہء وصال میں دوئی کا تصور مٹ جاتا ہے۔ وضاحت فرمائیں؟

جواب: سُکر کی statement میں اور صحو کی statement میں کچھ فرق ہوتا ہے۔ سُکر کی statement جسے آپ statement of ecstasy بھی کہہ سکتے ہو، جیسے (مسکراتے ہوئے) ابھی مجھ سے حسبِ منشا لفظ ہی نہیں نکل رہا تھا۔ سُکر کی statement میں بعض اوقات اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ کوئی جملہ ہی صحیح نہیں نکل رہا ہوتا۔ کہنا کچھ ہوتا ہے یا بہت زیادہ خوشی میں ایسی بات واقع ہو جاتی ہے کہ کہنا کچھ ہوتا ہے اور منہ سے الفاظ نکل کچھ جاتے ہیں۔ جیسے حضورﷺ نے فرمایا کہ صحرا میں ایک بدو کا اونٹ گم ہو گیا، سامان بھی گم ہو گیا اور کچھ بھی پاس نہیں رہا۔ بڑا بیزار اور زندگی کی محرومیوں کا شکار جب وہ افسوس کر رہا تھا تو اچانک اس کا اونٹ اس کے مال سمیت واپس آ گیا۔ وہ اتنا خوش ہوا کہ اس نے کہا اللہ میں نے تم پر بہت احسان کیا، بجائے یہ کہتا کہ اے اللہ میاں تو نے مجھ پر بہت احسان کیا۔ اس نے کہا کہ اللہ میں نے تم پر بہت احسان کیا اور میرا اونٹ مجھے مل گیا۔ تو بعض اوقات سُکر کی statement ایسی ہوتی ہیں جو آدمی کو اچنبھے میں ضرور ڈال دیتی ہیں۔ حیران کن باتیں لوگ ان سے بڑی غلط قسم کے تصورات کی تفویض رکھتے ہیں۔ بایزیدؒ کہہ رہے ہیں کہ میں اپنی جلد سے نکل گیا جیسے سانپ کینچلی سے نکلتا ہے۔ یعنی جب میں نے اپنے نفس کو مارا اور اپنے نفس کو تکلیف دی میں اپنے وجودِ مادیت سے نکلا میں اپنی روح کے مقام تک پہنچا تو میں اس طرح بدلا جیسے سانپ اپنی کینچلی بدل لیتا ہے۔ اگر محاورتاً دیکھا جائے تو شاید ایسی statement اتنی صحیح نہیں ہوتی۔ کیونکہ سانپ کینچلی بدلنے کے باوجود سانپ ہی رہتا ہے۔ مگر بایزیدؒ اس مقام کا Mystic ہے کہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں

Marfat.com

نے جب ریاضت کی، مجاہدہ کیا تو حضرت بایزیدؒ کا قول ہے کہ محبت اسطرح ہے کہ جب میں نے چالیس برس اللہ کو تلاش کیا اور نفس کو مارا، اپنے اوپر جبر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے میری تلاش میں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ جس سے محبت رکھتے ہو وہ پہلے سے آپ کی تلاش میں ہوتا ہے، وہ آپ کو ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ قرآن کی ایک آیت شہادت دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیقات بنائی اور انسان کو قائم کیا، اسکو ایک مقصد دیا اور انسان سے اپنی پہچان طلب کی، تو جب انسانوں نے اس کی طرف اُنس سے، محبت سے رجوع نہیں کیا تو خدا ایک جملہ بولتا ہے **یَحسرۃ علی العباد** اے لوگوں مجھے تم پر حسرت آتی ہے کہ میں نے سب کچھ تمہارے لئے کیا اسکے باوجود تم نے میری قدر نہ جانی، میری طرف توجہ نہ کی، مجھ پہ محبت کی نظر نہ کی اور تم دنیا کی شہوات کے اسیر ہو گئے۔ کاش تم جانتے کہ متاع دنیا سے کہیں زیادہ خوبصورت چیزیں ہیں جو دامنِ پروردگار میں نظر آتی ہیں۔ But you did not realize it، ہماری حسیات immediate کو بڑھتی ہیں اور immediate سے آگے جو حسن و جمال کی دنیا ہوتی ہے اس تک نہیں پہنچتیں۔ یہی ایک basic قصور ہے عجلت اور immediacy۔

ڈاکٹر جلیل: استاد محترم نے ابھی سکر کی بات کی تو میں آپ کو انہیں سوالوں میں سے ایک statement سناتا ہوں یہ typically سکر کی حالت میں کی گئی بات ہے۔ He praises me and I prais Him. He worships me and I worship Him. How can He be independent when i help Him and assist Him, In my knowing i creat Him۔ بعض اوقات ہمارا مشاہدہ، ہمارا vision ہمارے علم سے بڑھ جاتا ہے۔ ہماری understanding جب ہمارے مشاہدے سے پیچھے رہ جاتی ہے تو ہم اسے الفاظ نہیں دے سکتے، جب الفاظ نہیں دے سکتے تو ایسے الفاظ دیتے ہیں جو صحیح نہیں ہوتے۔ میری کوئی حیثیت نہیں کہ کسی کے بارے میں رائے دوں۔ probably کسی ایسے experience سے گزرے، کوئی ایسا مشاہدہ ہوا جس کے دوران وہ اپنی شناخت کھو بیٹھے۔ اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ میں جو کچھ دیکھتا ہوں وہ میں ہوں اور جو میں دیکھتا ہوں وہ ''وہ'' ہے۔

Marfat.com

یہ ایک ناقص تصور ہے خدا ایک ذات واحد ہے اور ہمارا حصہ نہیں ہے نہ ہم اس کا حصہ ہیں۔ البتہ ہم اسکی تخلیق ہیں وہ خالق ہے۔ یہ بات بڑی واضح ہونی چاہیے اور جتنی اچھی طرح یہ بات دماغ میں رہے تو بہت سارے ایسے مغالطے اور misconceptions پیدا ہونے سے رک جاتی ہیں۔ اگر آپ اسے as a basic principle ذہن میں رکھیں ہم مخلوق ہیں اس کے علاوہ ہمیں کوئی نسبت اُس سے نہیں ہے۔ اگر ہے تو محبت کی۔ یہ نہیں کہ ہم "وہ" ہیں اور وہ "ہم" ہے۔ یہ بہت ساری غلط فہمیوں کو جنم دیتی ہے اور لوگ ساری عمر ان غلط فہمیوں میں گزار دیتے ہیں۔

سوال: Love is sweetness but its inner realities have bewilderment in its nature ابوعلی الدقاق ؒ کا فرمان ہے کہ محبت مٹھاس ہے مگر درحقیقت استجاب ہے۔ وضاحت فرمائیں؟

جواب: **ڈاکٹر جلیل:** محبت مٹھاس ہے لیکن درحقیقت استجاب ہے، مٹھاس تو ہے مگر حجاب ہے۔ آپ اس کو مجاز میں لینا چاہتے ہیں یا حقیقت میں لینا چاہتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں آپ لے سکتے ہیں۔ حقیقت کے معنوں میں یہ ہوگا کہ حجاب کا اٹھنا مقصود نہیں ہے، ہمسائیگی مقصود ہے اور ہمسائیگی مٹھاس ہے۔ اگر آپ کو خدا کی ہمسائیگی نصیب ہوگئی تو اس کیفیتِ قلب و دماغ نصیب ہوگی جس کو لوگ مقاشفہ کہیں، serenity کہیں، bless کہیں، آپ جو مرضی نام دے لیں البتہ ہمسائیگی ہر شخص کو اپنی حیثیت کے مطابق نصیب ہوتی ہے۔ حیثیت شاید تھوڑا سا rude لفظ ہوگا آپ اسے مناسبت کہہ سکتے ہیں۔ استاد سے ہم نے شعر سنا کہ

وہ کچھ اس طرح سے آئے مجھے اس طرح سے دیکھا
میری آرزو سے کم تر میری تاب سے زیادہ

اب ہم سوال تو بہت بڑے دیدار کا، جلوے کا یا مقاشفے کا کرتے ہیں لیکن کیا ہم اسکی سکت بھی رکھتے ہیں بہر حال جب بھی مقاشفہ نصیب ہو وہ شہادت بھی ہے، کامیابی بھی ہے اور اطمینان بھی ہے۔ لیکن حجاب پھر بھی برقرار رہتا ہے۔ مکمل حجاب کا اٹھنا شاید ممکن نہیں کیونکہ جب قیامت کے دن جب خدا کا دیدار نصیب ہوگا تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم خدا کو اس طرح سے

Marfat.com

دیکھو گے جیسے تم بادلوں کے پیچھے چاند کو دیکھتے ہو۔

پروفیسر صاحب: حضرات یہ لفظ typically تصوف کے لفظ ہیں جیسے bewilderment کا لفظ، تو اس لفظ کا مطلب ہے حیرانی کہ میں جتنا اس کے اندر گیا، جتنا جذبہ محبت میں آگے بڑھا میری حیرانی میں اضافہ ہوا۔ یہ ایک انسانی vision پہ نہیں بولا جاسکتا اگر فرض کرو کے کوئی کہے کہ میں معشوق زمینی کے ساتھ وابستہ ہوا تو پھر حیرانی کی بجائے بچے بڑھیں گے، اگر شادی ہوگئی تو۔ دراصل یہ اُسی حقیقت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوتی ہے تو جوں جوں خدا کا کرم اس کے اوپر کھلتا ہے تو بندہ اللہ تعالیٰ کو اور زیادہ دیکھتا ہے، اس کے زیادہ کرشمان قدرت دیکھتا ہے، تو اسکی حیرانی میں اضافہ ہوتا ہے۔

کئی بار اس کی خاطر ذرے ذرے کا جگر چیرا
مگر یہ چشمِ حیراں جس کی حیرانی نہیں جاتی

کہ ان فسوں آفاق میں اتنی گہرائیاں اور گیرائیاں نظر آتی ہیں کہ بندہ حیران ہوجاتا ہے۔ چھوٹی اور مختصر بات آپکو بتادوں۔ آج کل سائنیز ہمیں ان حیرانیوں سے آشنا کرارہی ہے جن سے پہلے ہم تصوف کے ذریعے حیران ہوتے تھے۔ اب آپ دیکھیئے کہ آپ کی زمین ایک چھوٹا سا cosmos ہے۔ پہلے ہمارا خدا کا تصور کتنا مختصر سا ہوتا تھا۔ ایک جابر ذات، ایک قدرت جو زندہ کرتی ہے، جو مارتی ہے، مگر جب سے کائنات کھلی ہے تو پتا یہ لگتا ہے ہمارے اس سورج جیسے دوارب سورج موجود ہیں اور دوارب Glaxies موجود ہیں۔ فاصلے اتنے زیادہ کہ چشمِ تصور سے بالا ہیں اور حیران کن کائناتوں کے پس منظر جب کھل رہے ہوں تو اتنی بڑی micro case میں ہمارا وجود صرف اتنا ہے جیسے دنیا بھر کے ریگستان اکھٹے ہوجائیں تو ہمارے وجود کی حیثیت ریت کے ایک ذرہ کے برابر ہے۔ تو پھر اس بیچارے ذرے نے حیران نہیں ہونا تو کیا ہونا ہے۔ تو اتنی بڑی حیرتوں میں ہمیں کوئی اعتبار حاصل ہے تو وہ یہ اتنی بڑی کائنات کا خالق پھر بھی ہم سے کوئی انس رکھتا ہے اور ہم اس سے انس رکھتے ہیں۔

"فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا"- البقرة:200

مجھے اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے آباؤاجداد کو یاد کرتے ہو محبت سے، پیار سے، انس سے۔

Marfat.com

"لَن تَنَالُواْ الْبِرَّ حَتَّى تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ"- آل عمران:92

تم کبھی برات نہیں پاسکتے، جب تک مجھ سے اس طرح پیار نہ کرو، جب تک تم اپنی پیاری چیزوں کو ترک نہ کرو گے، جب تک تم اپنی محبتیں ترک نہ کرو گے تب تک تم میری محبت نہیں پاسکتے۔ تو پتا یہ لگتا ہے کہ اس کائنات کی وسعتوں کو اگر کوئی چیز جوڑنے والی ہے تو اللہ کی محبت ہے، بندے کی عقیدت ہے، اسکی عبودیت ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن سے اس کائنات میں واحد منسلک سلسلہ حیات بنتا ہے۔ ورنہ تو ویرانیاں ہی ویرانیاں ہیں۔ ڈاکٹر جلیل: دو شعر مجھے یاد آ رہے ہیں اگر غلط پڑھوں تو آپ تصیح فرما دیجئے گا۔

ہم سمجھتے تھے کہ قیامت ہے فراقِ یار
تجھ سے مل کر بھی حشر یہی برپا دیکھا
ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلہء شوق نہ ہو طے

سوال: کیا اللہ سے محبت کرنے والے میں اللہ کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: درس قرآن میں ایسا ہی ہے کہ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں، میں اس کی زبان بن جاتا ہوں، اور پھر کہا اے رسول ﷺ آپ نے نہیں وہ کنکریاں ہم نے پھینکیں تھیں۔ اس کا یہ مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آدمی کلی طور پر رؤف یا رحیم ہو جاتا ہے۔

پروفیسر احمد رفیق: حضرات محترم آپ نے تین اصطلاحات سنی ہوگی جو اکثر آپ کو اہل تصوف کے ہاں ملتی ہیں۔ فنافی الشیخ، فنافی الرسولؐ اور فنا اللہ، اصل میں اس اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ شروع شروع میں شاگرد اپنے استاد کی تقلید کرتے ہیں، اس کی approach پسند کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ نے دیکھا کہ بعض گدیوں پہ سارے لوگ ایک جیسے لباس، ایک جیسے بال، ایک جیسی زلفیں، اب فنافی الشیخ کا تصوف پگڑیوں میں چلا گیا ہے، ہری پگڑیاں، کالی، پیلی پگڑیوں کے جو آپ کو نظر آتے ہیں۔ آج کل ایک استاد کی ظاہری حالت میں گم ہو جانے کا مطلب فی الشیخ سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس کا اصل مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے کردار کو اپنے استاد کے کردار کے ساتھ identify کریں۔ اس کی خوبیاں حاصل کرنے کی کوشش کریں، اس کی عادات، اسکے فضائل،

Marfat.com

اس کی نرمی، اس کا انداز اسکو ہم فنافی الشیخ کہتے ہیں۔ پھر جب فنا الشیخ سے آگے گزریں تو ظاہر ہے کہ کائنات کا ایک عظیم ترین استاد موجود ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ تو پھر فنافی الرسول کا مطلب یہ ہے کہ we try to identify with our prophet حدیث آپ پڑھیں گے، قرآن پڑھیں گے، تو آپ کو ایسی عاداتِ رسولؐ سے شناسائی ہو جائے گی۔ جن کو آپ جب اپنے باطن میں پیدا کریں گے تو ہولے ہولے آپ کی مشابہت رسول اللہ ﷺ کے کردار سے ہوتی چلی جائے گی۔ اور شاید اس سے آگے لوگ فنافی الرسولؐ ہوتے ہیں تو وہ فنا اللہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے رسولؐ کی عادتیں اللہ کی عادتیں تھیں اور اللہ کے عادتیں اللہ کے رسولؐ کی عادتیں ہیں۔ جیسے ام المومنین حضرت عائشہ سے پوچھا گیا۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق کیسا تھا تو آپ نے فرمایا کہ تم قرآن نہیں پڑھتے، جیسے قرآن تھا، جیسے اللہ نے کہا ویسے رسول ﷺ تھے اور جیسے رسول تھے ویسے آپ نے بننے کی کوشش کی۔ تو فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنا اللہ میں ایک دوسرے میں گم ہونے سے مراد یہ بالکل نہیں ہے کہ آپ اس کے اندر رگوں میں چلے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے شیخ کی عادات و خصائل کو نقل کرتے ہیں یا ان کو دل سے قبول کرتے ہوئے اپنے کردار میں ان عادات کو اجاگر کرنے کو محبت شیخ کہتے ہیں۔

ڈاکٹر جلیل: آپ لوگوں سے درخواست کروں گا اس صبر کی دعا کریں جو استاد کو میسر ہے اور افطاری قریب ہونے کے باوجود وہ تفصیلی جواب آپ کو دیتے ہیں جب کہ ہم جیسے لوگ جو فکری تساہل کو شکار ہیں وہ بھاگنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

سوال: چہرے کا sketch بنانے کی شرعی حیثیت کیا ہے کیا کوئی ایسی حدیث ہے جو اس کی ممانعت کرتی ہو؟

جواب: **ڈاکٹر جلیل:** اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال کو سمجھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ اُن کے پیچھے نہاں نیات کو سمجھا جائے میں نے اپنے استاد سے سنا تھا کہ To understand deeds of the Prophet you must understand the intentions of the Prophet اگر آپ اللہ کے رسول ﷺ کی نیات پر غور نہیں کریں گے اور ان کو اس طرح بعینہ Follow کرنے کی کوشش کریں گے تو بڑی مختلف خیز صورت

Marfat.com

حال پیدا ہوگی جیسے اگر آپ سب لوگ سنت پوری کرنے کیلئے مسواک کی تلاش میں صبح نکل جائیں (جیسے ایک دفعہ پروفیسر صاحب نے فرمایا تھا) اور یہ بات بھول جائیں کہ سنت کا مقصد دانتوں کی صفائی تھا نہ کہ اس مسواک کا in particular استعمال۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے جب منع فرمایا تصویروں سے، تماثیل سے، تو اس وقت معاشرے میں بت پرستی اتنے عروج پر تھی کہ اُنہیں کوئی بہانہ چاہیے تھا کسی کو پوجنے کا جیسے ہم شوگر کے مریض کو کہتے ہیں کہ چینی کے نزدیک بھی نہیں جانا تو ان کیلئے (تصویر کشی) اتنی مہلک تھی۔ ان میں شرک کی potency اتنی زیادہ تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انتہائی احتیاط کو مقدم جانا اور وہ پردے بھی پھڑوا دیئے جن پر کچھ تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ لیکن ہمیں کچھ ایسی احادیث بھی ملتی ہیں کہ بعض میں حضور ﷺ نے ان پہ اسطرح سے گرفت نہیں کی۔ قرآن میں بھی ذکر ہے کہ حضرت سلمان تماثیل بنوایا کرتے تھے تو basically ان مالاعمال بن نیات جو حدیث ہے (انسان کے اعمال کا دارومدار اسکی نیتوں پر ہے) اس کے تناظر میں بعض احادیث بہت ساری حدیثوں پہ حکمران ہوتی ہیں جیسے اس حدیث کو حکمران احادیث میں سے میں سمجھتا ہوں کہ بہت ساری حدیثوں کو سمجھنے کے لئے اس حدیث کی طرف دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے بعض اوقات وہ ایک ایسا problem (مسئلہ) تھا کہ اللہ کے رسول نے اس prolem سے بچنے کیلئے ان سے منع فرمادیا اب آپ دیکھئے اس وقت آقا و رسول ﷺ ہوں تو کیا وہ گھوڑے پہ سوار ہونا پسند کریں گے؟ یقیناً نہیں وہ خود فرماتے ہیں کہ میں سہولت اور آسانی والا رستہ پسند کرتا ہوں تو اس وقت اگر تصویر کے بغیر پورے معاشرے کی سیکیورٹی خطرے میں ہو آپ کو پتا ہو کہ law and order disturb ہو جائے گا۔۔ اگر آپ کی indentificatin میسّر نہیں ہے۔ تو آپ کو تصویر کھینچوانی پڑے گی۔ اب ضرورت exceed کر گئی ہے اور ایک لوکل situation اس وقت تھی تو میرے خیال میں میری رائے ہے اس وقت اگر کوئی skecth بنواتا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ unless کہ اسکا مقصد اس کی کوئی عبادت ہو یا پرستش ہو۔ یہ میری رائے ہے پروفیسر صاحب اس کی وضاحت فرمادیں۔

Marfat.com

پروفیسر احمد رفیق: بنیادی طور پر اگر آپ دیکھیں کہ اللہ کے ناموں میں ایک نام ہے " **هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ** " **الحشر:24**، کہ وہ تصویر کش ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ کہتا ہے کہ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، اسی طرح ظاہر ہے اللہ ایک کام جو بڑے شوق سے آپ کے بارے میں کر رہا ہے اس سے شاید آپ کو اس طرح منع نہیں کر رہا جس طرح اُسے اصولاً کرنا چاہیے کہ یہ گناہ ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ خدا مصور ہے، وہ تصویر کھینچ رہا ہے۔ پرانے زمانے میں تصویر کھینچنے کا رواج تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دورۂ فلسطین کے دوران ایک راہب نے وہ تمام تصاویر پر دکھائیں جو پیغمبران اکرام کی بنی ہوئی تھیں مگر جب تصویر بمعنئ عبادت ہو جائے تو وہ یقیناً ایک جرم بن جاتا ہے۔ جب تصویریں عبادات کے کام آنا شروع ہو جائیں اور بعض اوقات انسان ایک تصویر کو impression سے بڑھکر زیادہ اہمیت دینا شروع ہو جائے تو اس پر concentration وارد ہو جائے گی تو وہ یقیناً ایک general attraction سے بڑھ کر obsession بن جاتا ہے اور obsession انسان کے ذہن کی ایک بیماری ہے۔ تو ایسے sketche کو پسند نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ نے غور کیا ہو تو ابھی یورپ میں Sketches کی وجہ سے ہمارے اور یورپین کے درمیان جنگ شروع ہو گئی تھی اس میں انہوں نے رسول ﷺ کے Sketches بنائے Now they are not called to be the general sketches یہ کوئی تعریفیہ sketches نہیں تھے۔ یہ caricatural sketches تھے، استہزائیہ sketches تھے۔ اب اس کا جواب دینے کے لئے مسلمان کیا کرتا؟ مسلمان کے پاس تو چارہ ہی کوئی نہیں کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ سے بھی اتنی محبت کرتا ہے۔ چلو میں حضرت عیسیٰؑ کے اسکیچ بنا کے دے دیتا تا کہ ان کو بھی تھوڑا سا غصہ آئے مگر سوال یہ ہے کہ ان کو تو اتنی عقیدت ہی نہیں اپنے Prophet کے ساتھ۔ وہ تو اپنے Prophet کو ہر جائز اور ناجائز کام کے لئے استعمال کرتے پھرتے ہیں۔ ان کو کوئی اتنی عقیدت نہیں، جتنا ہمیں اپنے رسول ﷺ کے ساتھ پیار ہے اور جتنا عشق ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ہے، چاہے وہ ظاہراً ہے یا باطن ہے اتنا کسی مذہب والے کو اپنے پیغمبر سے نہیں ہے۔ اب دیکھیں مہاتما سدھارتا بدھا نے جب وفات پائی تو انہوں نے

Marfat.com

ایک بہت بڑا order چھوڑا جسے ہم Mahayana order کہتے ہیں جس میں کوئی تصویر نہیں، کوئی بت نہیں، کوئی figure worship نہیں اور یہ بدھ مت کے سچے پیروکار ہیں۔ مگر جب اشوکا کا زمانہ آیا جو کہ major most corrupter of Bhuddhism تھا، وہ تعریف کی بجائے لعنت کا مستحق ہے کیونکہ میرے خیال میں اسی نے بدھ مت کا اصل کلچر کرپٹ کر دیا، اسی نے بت متعارف کروائے، اسی کے زمانے سے مہاتما بدھ کی پرستش شروع ہوگئی اور Mahayana Group بالکل غائب ہوگیا اور اس وقت پوری دنیا میں Mahayana group بدھ مت کی نمائندگی کر رہا ہے۔ تو یہ تصویر یا تصویر کشی اس وقت تک تو ٹھیک ہے جب تک غالب کے شعر میں

سیکھے ہیں ماہ رخوں کے لئے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیئے

اگر بات اس سے آگے بڑھ جائے تو فطرتاً گناہ ہوجاتی ہے۔ even bittest or slightest vanity can destroy good ایک چھوٹا سا دکھاوا یا نفس کا بہکاوا تمام نیکیوں کو برباد کرسکتا ہے۔ لیکن vanity یا غرور ایک بڑا وسیع لفظ ہے، مطلب یہ کہ اس میں بہت ساری چیزیں آجائیں گی لیکن ہمیں اس میں یہ دیکھنا پڑے گا کہ کیا ضرورت vanity کہلائے گی، کیا آسائش vanity کہلائے گی، کیا آرائش vanity کہلائے گی یا نمائش vanity کہلائے گی۔ ضرورت اپنی جسامت کے اعتبار سے عمر کے اعتبار سے معاشرے کے اعتبار سے ایک فرد سے دوسرے فرد تک بدلتی چلی جاتی ہے۔ میرے خیال میں var ity کا اطلاق اس وقت ہوگا جب یا تو آپ چیزیں اپنی ضرورت سے زیادہ رکھیں گے یا آپ کوئی اپنی چیز دکھاوے کے لئے، کسی کو نیچا دکھانے کیلئے یا پروجیکشن کے لئے دکھائیں گے۔ جس کی ایک مثال حدیث میں ملتی ہے کہ کچھ اصحاب حضورؐ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ عرب کے رؤسا کا طریقہ ہے کہ جب چلتے ہیں تو اپنے لباس کو لمبا رکھتے ہیں، وہ زمین پر دور تک گھسٹتا چلا آتا ہے اور جس کا لباس جتنا دراز ہوتا ہے اس سے اُس کی وجاہت اور اُس کے مرتبے کا اظہار ہوتا ہے، جسے انگریزی میں ہم کہیں گے This is kind of status symbol in

Marfat.com

the society، تو آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ٹخنوں سے نیچے تک اپنا لباس لٹکایا وہ ٹخنے جہنم میں جائیں گے۔اس طرح کی چار پانچ احادیث ہیں۔ایک حدیث ہے کہ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ حضورؐ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا لباس تو ویسے ہی لٹکا رہتا ہے۔آپؐ نے فرمایا یہ تمہارے لئے نہیں ہے۔ البتہ ایک حدیث میں واضح طور پر حکم ملتا ہے جب کوئی پریکٹس status symbol بن جائے اور دیکھنے والے یہ محسوس کریں کہ اس کا تعلق اشرافیہ یا اعلیٰ طبقے سے ہے تو یقیناً وہ نفس کا بہکاوا ہے۔other than that اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے اور vanity کا لفظ ہم اچھے لباس پہ استعمال نہیں کر سکتے۔حضورؐ نے اچھا لباس پہننے کو کہا، پہنے ہوئے دیکھا تو پسند کیا اور فرمایا اللہ تجھے نصیب کرے،تو اسے پہنے، یہ تجھ پہ ختم ہو جائے یعنی تو اسے استعمال کر کے نیا لباس پہنے۔ نئے لباس سے اللہ کے رسولؐ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔اچھے کھانے سے منع نہیں فرمایا۔قرآن میں ہے کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو، تو vanity کا اطلاق ہم عیسائیت کے معنوں میں نہیں کر سکتے۔vanity کا اطلاق اسی صورت میں ہوگا جب اس کے پیچھے مقصد کسی نفس کی تسکین ہوگا ،خواہ وہ دکھاوا ہو، خواہ وہ status symbol ہو، خواہ وہ اپنی بہت زیادہ دولت کا اظہار ہو۔

سوال: سانحہء سیالکوٹ کے تناظر میں کیا ہم انقلاب فرانس کی طرف بڑھ رہے ہیں؟

جواب: نہیں نہیں (مسکراتے ہوئے) انقلاب فرانس ان چیزوں پہ نہیں آیا تھا۔ انقلابِ فرانس کی تعریف یہ ہے کہ غریبوں کا انقلاب تھا جو بدترین قسم کی شہنشائیت پر ختم ہو، یہ نپولین بوناپاٹ کی شہنشائیت پہ ختم ہوا actually اگر دیکھا جائے تو یہ ایک incident ہے۔ اس کی کچھ Psychological reasons ہیں اور نہ دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ incident میڈیا میں یک طرفہ quote ہوتا رہا۔ ہمارے میڈیا کی جو حالت ہے آپ جانتے ہیں ،بعض اوقات یہ ایک ملین ڈالر سٹوری پھینکتے ہیں۔ان کے لئے یہ ساری چیزیں sellable ہوتی ہیں۔ایک بہت بڑا حادثہ ہوا،مگر اس حادثے میں ہم اگر nutshell نکالیں تو It was accrued because of the inefficiency of Police department جیسے اُن لڑکوں نے کیا، They came and fired at the

Marfat.com

ان میں ایک بندہ مرگیا تین زخمی ہوئے ، رات گئے اطلاع ملی کہ اُن زخمیوں میں سے mob مزید ایک اور نے دم توڑ دیا ہے۔ I do not know exactly but this is what exactly the news is that they fired first۔ جس کے نتیجے میں ایک لڑکا دوسری طرف سے مارا گیا۔ظاہر ہے as a reaction انہوں نے اُن پہ حملہ کرنا ہی کرنا تھا۔There was no reason پولیس کا حق یہ تھا،اب شاید پولیس کم تھی یا وہ ڈر گئی تھی ان نے ان بچوں کو protection نہیں دی ۔ پھر public justice ہوا as people would say it was a public justice مگر پبلک جسٹس کبھی بھی نارمل نہیں ہوتا۔اگر آپ دیکھیں جس انقلاب فرانس کی یہ reference ہے اس میں دن کے جج رات کے مقتول ہوتے تھے اور رات کے جج صبح کے مقتول ہوتے تھے۔یعنی وہ ججز (Judges) جو صبح فیصلہ سنا رہے ہوتے تھے تو دوسرے جج رات کو ان کی گردنیں اتار رہے ہوتے تھے۔ پھر جو رات کو Judgment سنا رہے ہوتے تھے صبح ان کی گردنیں اتر رہی ہوتی تھیں ۔ابھی وہ نوبت تو نہیں آئی مگر ایک بحران نظر آ رہا ہے جو ہمارے تمام ڈیپارٹمنٹس میں دیکھا جاسکتا ہے۔ law and order کی سچویشن انفرادی حد تک ہے۔ ہمارے قانونی احکامات درست نہیں ہیں ۔ایک فرد کیلئے ایک اسپیشل آرڈر ایشو ہو جائے تو اس کی خاطر بڑا کچھ کر دیتے ہیں مگر قومی سطح پر یا معاشرتی سطح پر Law and order probebly does not exist ۔ ہر با اختیار اپنی مرضی کے مطابق فیصلے کرتا اور کرواتا ہے۔ ہماری حالت اگر کچھ مشابہہ ہے تو وہ سقوط غرناطہ سے ہے۔اگر آپ نے Fall of Granada پڑھی ہو،اگر غرناطہ کا زوال دیکھا ہوتو آپ کو علم ہوگا کہ اس میں صبح کو ایک چوروں کا ٹولہ آتا تھا اور پہلے لوگوں کو پھانسی چڑھا دیتا تھا کہ ہم سب سے ایمان دار ہیں۔شام کو پھر انہیں قتل کیا جاتا تھا، پھر نیا ایماندار ٹولہ اٹھتا تھا۔امید تو ہے کہ ان ٹولوں کی تواتر عید کے بعد ختم ہو جائے گی، I am very sure that Pakistan will be getting very stable situation ،اور عید کے بعد آپ کو بہت بہتر حالات سے واسطہ پڑے گا انشاءاللہ۔

سوال: کیا یہ ممکن ہے کہ آپ تفسیرِ قرآن پر مشتمل کوئی کتاب تحریر فرمائیں؟

Marfat.com

جواب: پورے قرآن کو تفسیر کرنے کا میں آپ کو چھوٹا سا مسئلہ بتا دوں I can not do that کیوں کہ بہت ساری چیزیں جو مجھے آسانی سے سمجھ آ جائیں گی میں تو ان میں سے با آسانی گزر جاؤں گا اور میرا خیال ہوگا کہ آپ بھی گزر گئے ہیں۔ تو میں خیال کروں گا کہ اس کی تفسیر کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر جب کسی جگہ تفسیر کی ضرورت پڑے گی جیسے میں قرآن کی پہلی آیت پڑھتا ہوں **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** تو جتنی بھی تفاسیر جو اس وقت موجود ہیں مجھے ان سے اختلاف ہوتا ہے کیوں کہ جب ہم کہتے ہیں وہ رب العلمین ہے تو پھر عالمین کی ہر چیز کا رب ہونے کا مطلب، ہر چیز کے رزق کی ذمہ داری ہونے کا مطلب خالی انسان نہیں ہے افراد نہیں ہیں۔ ہر وہ چیز اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی اس کا کوئی نہ کوئی رزق مقرر کیا پھر وہ سورج کا رب العلمین ہے جس کو کم از کم 18000 ایٹم ایک لمحے، ایک ثانیے، میں پھٹ کر خوراک مہیا کرتے ہیں۔ پھر وہ چاند کا بھی رب العلمین ہے جس کو وہ سورج سے چمکنے کی ضیاء دے کر اس کا رزق مہیا کرتا ہے۔ تو ہر چیز کے رزق کی نوعیت بھی بدل جاتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ یہ کھانا پینا جو ہمارا ہے اسی قسم کا سب کا رزق ہو جیسے Polynation کے طریقے ہیں، انسانوں، جانوروں، اور پرندوں کے ذرائع پیدائش ہیں۔ اسی طرح خوراک کے بھی مختلف ذرائع ہیں۔ کسی کا ہو سکتا ہے ایک ہلکی سی شعاع، کسی کا بادل کا ایک قطرا جو سیپ کے منہ میں جا کر موتی بنتا ہے اور اسکی خوراک کا سبب بنتا ہے۔ اس لیے جب میں تفسیر پہ اتروں گا If i suppose to explain Quran the way God is تو میرا خیال ہے پھر بڑی مشکل ہو جائے گی، تو پھر ایک نہیں دس ہزار ایسی زندگیاں ہوں تو بھی پوری نہیں ہو سکتیں۔ قرآن ہمیشہ by parts اترتا ہے پڑھتے تو رہتے ہو آپ اسے مگر سمجھ by parts آتا ہے۔ ہم روٹین میں پڑھنے والے جب بہت زیادہ قرآن شریف پڑھتے رہتے ہیں تو یہ ضروری نہیں کہ ہر آیت آپ کو فوری طور پہ سمجھ آ جائے۔ ہاں اللہ کی مرضی ہے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ آپ کے دل پہ ایک قرآنی آیت کی تفسیر و تاویل اتار دیتا ہے۔ خدا یہ غلط نہیں کہتا کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جائے تو ان کی آنکھیں بھیگ جاتیں ہیں، ان کی جلد کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ خوف خدا یا محبت خدا سے کانپتے ہیں۔ یہ صحیح بات ہے مگر یہ ہوتا اس طرح ہے کہ جیسے خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ نے کہا کہ قرآن پڑھتے ہوئے تجلیات اور

Marfat.com

لمحات کبھی کبھی اترتے ہیں۔ کوئی لمحہ ایسا آجاتا ہے کہ آپ کو قرآن کی کوئی آیت چھو جاتی ہے اور یہ چھو جانا بڑا عجیب سا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سمندر میں اچانک ایک مچھلی ابھری، اب آپ کانٹا لیے تو نہیں بیٹھے ہوتے کہ اسی وقت وہ مچھلی پکڑ لو اس لیے وہ نکل جاتی ہے۔ جو شخص آگاہ ہے وہ اس دل کے سمندر سے ابھرتے ہوئے خیال کو تھام لیتا ہے۔ جو قرآن کی تلاوت سے اُس کے دل میں اٹھتا ہے۔ اور اس کو ہی قرآن کا پڑھنا کہتے ہیں اور یہ تفسیر ذرا جدا ہوتی ہے۔ باقی وہ لوگ بڑی ہمت والے ہیں جو قرآن کی تفاسیر لکھتے ہیں میرا خیال یہ کہ اگر کوئی شخص لفظ بہ لفظ ایک اچھے ترجمے سے قرآن کو ترجمہ کر دے That is enough اور ایک ہے بھی ایسا، میں خود بھی وہی پڑھ رہا ہوں، امید ہے آپ بھی۔ اگر آپ کو choice ہو تو آپ وہ ضرور لے لیں اس کو تفسیر بالحدیث کہتے ہیں۔ اگر آپ یہ لے سکتے ہو تو آپ لے لیں اس میں بڑا اچھا ترجمہ ہے اور زیادہ confuse نہیں کرتا۔ مطالب آپ نے خود دیکھنے ہوتے ہیں۔

سوال: **یہ کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کوئی عمل خالص اللہ کی رضا کے لیے ہے یا محض نفس کی پیروی کے لیے ہے؟**

جواب: ڈاکٹر جلیل: میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب مجھے خود یہ محسوس ہوتا ہے تو میری approach یہ ہوتی ہے کہ اے اللہ میں تیرے لیے کام کرنا چاہتا ہوں اور اگر میری نیت میں اخلاص نہیں ہے اور میں اس سے آگاہ نہیں ہوں تو اس میں اخلاص ڈال دے، اور اگر میں اخلاص مانگتے ہوئے بھی کسی چھپی ہوئی دعا کا شکار ہوں تو مجھے اس سے نجات دیدے۔ میں تو اپنی گیند پوری طرح سے خدا کی کورٹ میں پھینک دیتا ہوں کہ آپ ہی میری نیت کے جاننے والے اور آپ ہی میری نیت دینے والے ہیں، آپ ہی توفیق دینے والے ہیں آپ میرے عمل کو خالص اپنی رضا کے لیے کر دیجیے۔ یہ تو دعا کا مرحلہ ہے، اب سوال یہ ہے کہ آپ کو بتا کیسے چلے گا؟ اگر آپ نے آم نہ کھایا ہو اور میں آپ سے کہوں کہ وہ میٹھا ہوتا ہے۔ آپ مجھے کہیں کہ مٹھاس کو describe کرو۔ میں دنیا جہان کے الفاظ لے آؤں تو بھی میں بیان نہیں کر سکتا کہ آم کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے۔ وہ چینی کی طرح ہوتا ہے، شرینی کی طرح ہوتا ہے یا انگور کی طرح ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شرینی میں اتنی اقسام رکھی ہیں کہ ان میں تفریق کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح

Marfat.com

ہر عمل کے بعد ہمیں ایک مخصوص Indication ملتی ہے جو اس عمل کے رخ کا تعین کرتی ہے۔ کسی عمل کو خالص اللہ کی رضا کے لیے کرنے پر جو Indication ملتی ہے اسے ہم اطمنان کی کیفیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جب کوئی کام خالص اللہ کے لئے کیا جاتا ہے تو اس کے بدلے ہمیشہ اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے۔ بعض اوقات indication کے حوالے سے میرا خیال ہے کہ perception کرنے والے پر بھی منحصر ہوتا ہے کہ وہ کیسے اس کو perceive کرتا ہے، کیسے اس کو read کرتا ہے۔ جیسے اگر مجھے اردو نہ آتی ہو تو میں اردو میں لکھی گئی تحریر کو نہیں پڑھ سکتا، تو وہ pacific experience ہوتا ہے لیکن ایک اطمینان کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔

سوال: انسان کا سب سے بڑا دشمن نفس انسان ہے، نفس انسان کی مخالفت کیونکر ممکن ہے؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: دیکھئے جی یہ بہت بڑا سوال ہے، یہ اس بات پہ منحصر ہے کہ آپ کس چیز کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی نے مجھے تھپڑ مارا اور مجھے غصہ آ گیا اور میں اس کو تھپڑ مارنا چاہتا ہوں۔ اس کو کنٹرول کرنا تو بڑا آسان ہے مجھے واضح نظر آ رہا ہے۔ کہ اُس کی اس حرکت کی وجہ سے میرے اندر ایک نفسی ردعمل پیدا ہوا ہے۔ اور میں اگر خدا کو یاد کرتے ہی رک جاتا ہوں اور خدا میرے ذہن میں آئے اور میں یہ کہہ کے میں خدا کیلئے رک گیا تو It is so easy to do لیکن بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ آپ کسی کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ تو آپ کو پتا نہیں ہوتا کہ آپ اس کی مدد کر رہے ہیں یا اسکا نقصان کر رہے ہیں۔ اسی طرح میں ایک ٹیسٹ رکھا ہوا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ میں اس ٹیسٹ میں پاس ہو گیا ہوں لیکن میں نے بہر حال ٹیسٹ رکھا ہوا ہے کہ اگر مجھے کسی کی کامیابی پہ خوشی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اچھے حال میں ہوں، اور اگر میں کسی کی خوشی پہ ویسی خوشی محسوس نہ کروں تو میں سمجھوں گا کہ میں برے حال میں ہوں اسی طرح کسی کی نکامی پر مجھے مسرت یا relaxation کا احساس ہو تو میں برے اور کمینے حال میں ہوں۔ اس طرح بہت ساری ایسی conditions ہیں جن کیلئے آپ کو different kinds of test رکھنے پڑیں گے۔ اسی طرح آپ میں کوئی جبلت ہے جس سے آپ واقف ہیں۔ فرض کریں جنسی جبلت ہے اور آپ برسوں سے اس سے واقف ہیں اس کیلئے میں strategy

Marfat.com

develop کروں گا۔ فرض کریں ایسا ماحول تھا جس کی وجہ سے بد جبلت مجھ پہ حاوی ہو گئی تو میں ایک حکمت عملی طے کروں گا کہ میں اس ماحول کو اپنے اوپر نہ آنے دوں یا اپنے آپ کو اس ماحول میں لے کر نہ جاؤں۔ اسی طرح ایک ایسا ماحول ہے جس میں مجھے اس جبلت پر حاوی ہونے میں مدد ملتی ہے تو میں اس ماحول میں جاؤں گا۔ وہ ماحول کیا ہے؟ سورۃ اخلاص پڑھ سکتا ہوں، میں **اَنّا رَبی غفور الرحیم** پڑھ سکتا ہوں، میں اپنی خوراک میں اعتدال لا سکتا ہوں، اور میں ورزش کر سکتا ہوں۔ تو یہ وہ strategies ہیں جو میں ایسی کیفیت کے بارے میں استعمال کر سکتا ہوں جو میرے نفس کا مستقل رویہ ہے۔ اس کا اصلی حل نکاح ہی ہے، ایک بھی ہے، دو بھی ہیں، تین بھی ہیں، چار بھی ہیں۔ تو اس طرح جو مسئلہ ہے اس کے مطابق آپ spacific strategy develop کریں گے۔ کچھ transient ہوں گی، کچھ permanent ہوں گی اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ آپ کو اطمینان ہو جائے گا کہ میں نے اس جبلت پر دسترس پا لی۔ جونہی آپ کو تھوڑا اطمینان ہو گا آپ کے check and balance تھوڑے کمزور پڑیں گے تو وہ جبلت ایک مکار سانپ کی طرح جو سردی کی وجہ سے ٹھٹھرا ہوا تھا حدت پا کر دوبارہ آنکھیں کھولے گا اور پھر جب آپ جبلت کا شکار ہوں گے تو پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ ایک نئی situation ہے اور اس کے لیے میں نے کیا پیش بندی کرنی ہے۔ مختصراً آپ اپنے نفس کا مطالعہ کرتے ہیں، اپنی کمزوریوں کو بھانپتے ہیں۔ ہو سکتا ہو کسی کو نمود و نمائش کا شوق ہو، کسی کو شوق ہو کہ میں لوگ میری بات سنیں تو میرے خیال میں ایسا شخص اچھی بات کرنا شروع کر دے تو نفس بڑا تنگ ہونا شروع ہو جائے گا۔ اگر کسی کو شوق ہو اس کی بات سنی جائے تو وہ اللہ اور رسولؐ کی اور نفس کے خلاف باتیں شروع کر دے گا تو شاید نفس خوش نہ ہو

سوال: قرآن کی کون سی **English Translation** پڑھی جائے؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: قرآن کی جتنی بھی english translation میں نے دیکھی ہیں ایمانداری کی بات یہ ہے کہ میں ساری میں سے کوئی بھی نہیں پڑھی۔ میں نے خاص خاص topic کے لیے ان کو دیکھا، خاص خاص آیات کیلئے دیکھا مجھے بار بار کہنا پڑتا ہے کہ کہیں آپ غلط فہمی میں نہ پڑھ جائیں۔ لیکن I was disappointed کیوں کہ وہ subjects

Marfat.com

میرے subjects سے related تھے۔ میں ان subjects کے بارے میں جانتا تھا۔ وہ translations بڑی poor تھیں۔ پھر ایک صاحب ہیں حسین عبدالرؤف ان کی ایک کتاب ہے جو قرآن کے language کے بارے میں وہ اگر آپ پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ قرآن میں بعض مقامات ایسے نازک ہیں۔ جہاں پہ آپ کو بڑی احتیاط سے translate کرنا پڑتا ہے۔ میں مفسر کا نام نہیں لوں گا پروفیسر صاحب چاہیں تو لے لیں۔ انہوں نے قرآن کی آیت کو translate کرتے ہوئے جس میں اللہ کہتا ہے ہم ان پر طُور کھڑا کر دیا تو مفسر کہتا ہے کہ ان کو محسوس یوں ہوا کہ ان پر پہاڑ کھڑا کر دیا، گویا مفسر کے نزدیک خدا کیلئے محال تھا کہ اس پہاڑ کو اٹھاتا۔ اسی طرح کئی اور translation ہیں جہاں مترجم اپنی بشری بخیلی کے باعث خدا کے کام کو mnimize کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لیے آپ کو translation کوئی بھی پڑھیں، علی یوسف صاحب کا ہے، اسد صاحب کا ہے Plckthall کا بھی ہے۔ اب کوئی بھی translation پڑھیں لیکن کوئی بھی ایسی آیات جہاں محکمات نہیں ہیں، بات واضح نہیں ہے وہاں دو، تین تراجم دیکھیں۔ صرف اس آیت کا ترجمہ سمجھ لیں، آپ کو پوری عربی بھی جاننا ضروری نہیں صرف اس آیت کے بارے میں Arabic grammar کے principles جاننا ضروری ہیں، ان کو دیکھ لیں اور دو، تین مترجم دیکھیں آپ کو بات سمجھ میں آجائے گی۔ بات وہی ہے اللہ نے قرآن میں دو، تین جگہ وعدہ کیا اگر تم کوشش کرو گے تو میں رستہ دکھادوں گا So God is obliged to guide you if you are in search of God آپ کو بالکل ناامید ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کو سمجھ نہ آئے تو بھی خدا کو پسند ہے آپ کا کوشش کرنا۔ جب آپ کوشش کرتے ہیں تو ایک scientfic psychological fact ہے کہ جب آپ کسی مسئلے پر concentrate کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ کو سمجھ نہیں آرہا ہوتا تو اس وقت دماغ میں کچھ cell کچھ neurons کچھ نئے tracks بن رہے ہوتے ہیں۔ آپ ایک مسئلے پہ دو دن غور کر کے تھک جاتے ہیں، exhaust ہو جاتے ہیں، saturate ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں I can not understand it۔ دو دن کے بعد آپ کتاب بعد میں کھولتے ہیں آپ کو answer پہلے ہی مل چکا ہوتا ہے۔ چونکہ آپ کا دماغ اس پہ work کر رہا ہوتا

Marfat.com

ہے۔ پھر خدا کی توفیق اس میں شامل حال ہوتی ہے۔ تو آپ بڑے بڑے سوال پہ مسکرا اٹھتے ہیں ۔ کہ اتنا سادہ سا تھا اس کا جواب! اتنا سادہ جس کیلئے میں نے اتنی تگ و دو کی لیکن وہ تگ و دو ضروری تھی تبھی یہ آپ کو سادہ سا جواب آپ کو نصیب ہوا۔ اگر آپ نے تگ و دو نہ کی ہوتی تو آپ کو شاید وہ سادا سا جواب سمجھ میں ہی نہ آتا۔ آپ نے ان امکانات پر غور نہ کیا ہوتا، dos and don'ts نہ دیکھے ہوتے تو آپ کو وہ جواب کبھی بھی سکون اور اطمینان نہ بخشتا۔ بنے بنائے، سنے سنائے، جواب بعض اوقات آپ کو وہ مزا نہیں دیتے۔ کھانا پکا کے کھانے میں جو مزا ہے شاید وہ پکے پکائے کھانے میں نہ ہو۔

سوال: امام مہدی کا ظہور کب ہوگا؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: میں اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ احادیث اور روایات سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو آلِ رسول ﷺ سے ہوگا اور اسکا نام بھی آپ ﷺ کے نام پر ہوگا۔ وہ ایک اچھا حکمران ہوگا، اس سے زیادہ میرے خیال میں میں نے پروفیسر صاحب سے یہ بھی سنا ہے کہ ہمیں بہت زیادہ discription نہیں ملتی کہ وہ آپ کی اولاد میں سے ہوگا، آپ کے نام پہ ہوگا اور ایک اچھا حکمران ہوگا۔ اس کا ظہور کب ہوگا اس کے بارے میں مجھے علم نہیں۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ وہ ایسی بے قراری کا علم ہوگا جیسے کوئی دلہن اپنے خاوند کے بارے میں سوچ رہی ہوتی ہے کہ وہ کیسا نکلے گا۔ وہ ایک ایسا ابتلاء و آزمائش کا عالم ہوگا کہ لوگ کہہ اٹھیں گے کہ کوئی ہو۔ وہ کچھ ایسی کیفیت ہوگی۔

پروفیسر احمد رفیق: آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی شخص اگر کوئی چیز بہتر جانتا ہے تو ہم بھی سارے کے سارے اس سے استفادہ کریں تو there is nothing like that concept of Mehdi دراصل قوموں کے زوال میں کسی مسیحا کا تصور ان کی جذباتی اور اخلاقی زندگیوں کا حصہ ہوتا ہے۔ موسیٰ بن نصیر غرناطہ سے نکل گیا وہ وادی الکبیر میں ڈوب کے شہید ہوگیا مگر تین سو برس تک غرناطہ کی وادیاں اس کے واپس آنے کے خواب دیکھتی رہیں۔ یہ ہوتا ہے کہ جب انسان یا قوم کسی پریشانی میں ہوتی ہے تو ہماری collective unconsciousness ہمیں رستہ دکھاتی ہے، غموں سے نکلنے کا کوئی رستہ دکھاتی ہے۔ وہ اگر

Marfat.com

مذہب ہو تو بہت اچھا ہے اور اس میں حضرت مہدی کا تصور کوئی آج آپ کیلئے نیا نہیں ہے ہر زمانے میں تھا۔ اگر آپ غور کریں تو آج سے ایک ہزار سال پہلے حضرت مہدی کی کیا ضرورت تھی۔ اگر آج نہیں ہے پھر بھی جب عباسی خلفاء کا زمانہ تھا تب بھی فاطمی تصور جو تھا امام مہدی کا زندہ تھا اور through out the ages جب مہدی نہیں آئے تو پھر ایک فرقہ جس کو ہم امامیہ کہتے ہیں انہوں نے حضرت امام کا امامِ حاضر اور غائب قرار دیا۔ تو مہدی کہیں گئے تو ہیں نہیں، مسلمانوں کے ایک طبقے کے مطابق وہ ہر وقت حاضر ہیں مگر غائب ہیں۔ ایک طبقے کے مطابق انہوں نے ظہور سے وجود میں آنا ہے۔ but the fact is کہ اگر میں تمام rely کروں احادیث کے اذکار پر تو کچھ اقوال ایسے ہیں جو مہدی کے بارے میں یقینی ثبوت ہیں اور ان میں سے حضور ﷺ کی سب سے بڑی حدیث ہے کہ اس امت کا کیا حال ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور اشارہ کیا بنو عباس کی طرف جس کے بیچ میں تم ہو اور جس کے آخر میں مہدی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستند ترین حدیث ہے جس سے پتا لگتا ہے کہ مہدی ضرور ہے۔ مہدی نے ہر حال میں آنا ہے اور وہ ضرور ہے۔ اس میں آگے جاکے مسلم میں جیسے آپ کے نسب کی تخصیص موجود ہے اور کہا کہ وہ آلِ محمد ﷺ میں سے ہوں گے۔ اُن کا نام آپ ﷺ کے نام پر ہوگا۔ مگر بخاری اس میں صرف ایک جملہ specify کرتا ہے کہ زمانہ آخر میں مسلمانوں کے گروہ کا سردار ایک نیک انسان ہوگا۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر خلاصہ نکالا جائے مہدی کا اور اگر miracles چیزیں ہٹا دی جائیں تو بخاری کی یہ statement ان پر پوری اترتی ہے کہ زمانۂ آخر میں مسلمانوں کو lead کرنے والا ایک نیک مسلمان ہوگا۔ اس میں ایک بات یاد رکھئے کہ نیک مسلمان ہم کسے کہتے ہیں؟ یہ برصغیر میں جون پور کے مہدی سے لے کر بے شمار مہدی آٹھ یا دس تو میں ابھی آپ کو گنوا سکتا ہوں۔ ہر دور میں کوئی نہ کوئی مہدی پیدا ہوتا رہا۔ اس کے متعبین بھی ہوئے اس کو ماننے والے بھی ہوئے اور پھر مہدی مارے بھی گئے۔ کئی سارے بیچ میں بیچارے مہدی مارے بھی گئے سوال یہ ہے کہ مہدی کون ہے؟

حضرات! ایک بات یادرکھئے بڑی مختصر سی بات ہے کہ Nobody can bring a revolution the time of which is not come.

Marfat.com

کوئی شخص وہ انقلاب نہیں لاسکتا جس انقلاب کا وقت ابھی نہ آیا ہو۔کوئی شخص فتح اور نصرت نہیں پا سکتا خدا جس کا ساتھ نہ دے۔تو مہدی کے آنے میں بھی یہ دو حقیقتیں حائل ہیں، ایک اس کے انقلاب کے آنے کا وقت، ایک خدا کے ساتھ دینے کا وقت۔آپ کو یاد ہے کہ جب اللہ نے ایک فیصلہ کیا کہ ہم نے قومِ علیم کو رسوا کرنا ہے۔ہم نے قوم فراعنہ مصر کو رسوا کرنا ہے۔تو آپ نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ جا ؤ اس قوم کو سبق دے جو باز آئیں تو ٹھیک ورنہ ان کو تباہ و برباد کر دے۔ موسیٰ نے عرض کی کہ اے اللہ میں نے ان کا بندہ مارا ہوا ہے، مجھے تو آپ مروا دو گے۔یہ مجھ سے انتقام لیں گے مجھے تو قتل کر دیں گے۔تو اللہ نے فرمایا کہ موسیٰ کیا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔ حضراتِ گرامی !یہ بات یاد رکھنا کہ کوئی مُلا کوئی مولوی کوئی مجاہد کسی قسم کی کوئی achievement نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ جو اللہ نے موسیٰ سے کہا.... " کیا میں تیرے ساتھ نہیں ہوں" ۔اللہ اگر کسی کے بھی ساتھ ہو گا وہ فتح مند ہو گا۔وہ فتح یاب ہو گا۔وہی امامِ وقت ہو گا۔وہی مہدیء آخر زمان ہو گا That is all which i know about this discussion

سوال: امریکہ میں ایک **institute** ہے جو **1992** میں **establish** ہوا۔اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ امریکن آرمی اس کو **support** کر رہی ہے۔اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ ایسی **radiation** بنانے میں کامیاب ہو جائیں جو ہوا کا رخ موڑ سکتی ہیں جس کو وہ بادل لانے والی ہوا پہ پھینکیں گے۔جس سے اگر وہ چاہیں تو کسی ایک علاقے میں زیادہ بارشیں ہو سکتی ہیں۔ امریکن میڈیا میں اس کی بہت ساری **reports** موجود ہیں۔دوسرا **Earth plates** کے حوالے سے ان کے پاس ایسی **rays** بھی موجود ہیں جو زمین کے اندر **Earth plates** کو حسبِ منشاء **move** کر سکتی ہیں۔ نیز کہا جاتا ہے کہ انہوں نے **ozone Layer** میں کوئی آگ جیسی **strength** ڈھونڈ لی ہے۔میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ کیا یہ قانونِ قدرت میں مداخلت نہیں؟ کیا واقعی یہ ممکن ہے؟اور اگر ممکن ہے تو اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: ماشاءاللہ پہلی بات سے تو مجھے یہ نظر آیا کہ آج کل جو بارشیں زیادہ ہو رہی ہیں یہ بھی امریکہ کی وجہ سے ہیں اور اگر ایسا ہے تو میں امریکہ کا بڑا فین ہو جاؤں گا کیونکہ بارشیں مجھے بہت

Marfat.com

ہی پسند ہیں۔ but the fact is کہ یہ ساری ایجادات ہوں گی،ضرور ہوں گی ۔ دجل بہت بڑا دعویٰ ہے۔ خدائی بہت بڑا دعویٰ ہے اور جب کوئی شخص جو اپنی ذات کو محورِ کائنات قرار دے کر اور اپنے آپ کو بلند تر کر اپنے آپ خدائے مطلق کہے گا۔ تو ضروری نہیں کہ وہ جو خدا کا انکار کر رہا ہے اپنے آپ کو خدا کہے۔ وہ صرف یہ کہے گا کہ خدا نام کی کوئی چیز تمہیں اختیار کیلئے چاہیے۔ we as human being are God. and we human are Gods and out of these human beings, i as human being is the most important so i am the God اگر دیکھا جائے تو neo Darwinian concepts جو دنیا میں چل رہے ہیں، یہ بالآخر انسان کی خدائی پہ منتج ہوں گے اور انسان کو خدا قرار دیا جائے گا۔ اب ان ساری چیزوں کے ہوتے ہوئے آپ سوچتے ہو کہ مداخلت کہاں ہے؟ ہمارے پاس ایک ایسا لائحہ عمل ہے، چاہے صدیاں بیت جائیں، انسان اس کے آگے نہ ٹھہر سکے گا۔ with utmost progress ہم نے شاید ایک دو ستاروں سے سرگوشیاں کی ہیں۔ مریخ سے کیں، چاند سے کیں تو دلیل وہیں پہ آ کر ٹھہرے گی جو حضرت ابراہیمؑ علیہ سلام نے نمرود کو دی تھی۔ واذ قال ابراہیم کہ میرا اللہ تو مشرق سے سورج نکالتا ہے اور اگر تو واقعی خدا ہے تو مغرب سے نکال دے۔ جوں جوں ہم span کو وسیع کریں گے ایک محدود پیمانے پر اس چھوٹے سے گھر میں تو میں بھی اپنے آپ کو خدا سمجھ سکتا ہوں۔ ایک پاکستان کی حد تک تو زرداری صاحب بھی خدا بنے ہوئے ہیں اور اگر دنیا کو لے لیا جائے تو شاید امریکن بھی خدا ہوں۔ but this span is too short اور کائنات بہت بڑی اور بہت وسیع ہے۔ خدا جس دعوے پہ بیٹھا ہے اگر اس کی اوسط نکالی جائے تو out of billions and trillions years of life spans ابھی ایک ذرے نے یہ جراتِ اقتدار کی ہے کہ میں بھی کسی قابل ہوں کہ خدا کو چیلنج کر سکتا ہوں۔ اس لیے میرا خیال کہ There isn't any chance۔ Options اور chances کوئی نہیں ہیں۔ ہاں یہ ہے منصور حلاج کی طرح کوئی دعویٰ کر کے سر کٹوا لے تو الگ بات ہے، ویسے نظر تو آ رہا ہے، آگے مرنے جینے کے وقت آ رہے ہیں۔ تو میرا خیال اس دعوے کا نتیجہ ہم غریبوں کو بھگتنا پڑے گا۔ باقی یہ کہ

Marfat.com

اگر اللہ اتنا معمولی Nobody can challenge the supreme authority ہوتا، اتنا ڈرا ہوا ہوتا، اتنا کمزور ہوتا، تو انسان کو عقل ہی نہ دیتا. ظاہر ہے کہ اس نے عقل دی، اس کے نتائج دیکھے، اس کی maximity جانچ لی پھر کہا اچھا جاناز کر لے اپنے اوپر۔ اس نے انسان کو عقل عطا کر دی۔ He is the creater یہ بہت بڑا فرق ہوتا ہے اور جو مخلوق ہے وہ کہاں تک پر پھیلائے گی؟ کہاں تک جرائتیں اور وسعتیں ماپے گی؟ utimately we are. jjust a part of his imagination, a wing, اس لیے کہ ایک آنکھ جھپکنے سے کائنات بدل جاتی ہے۔ اللہ خیر رکھے۔

سوال: **قرآن میں ایک آیت ہے کہ ہم تمہیں آزمائیں گے خیر سے بھی شر سے بھی۔ خیر سے آزمائش کیسے ہوسکتی ہے؟**

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ عقل جب بھی ترقی کرتی ہے progress کرتی ہے خیر و شر دونوں instruments نظر آتے ہیں، نتائج نظر نہیں آتے۔ Goodness is not what you think is goodness and bad is not bad what you think is bad, if my God orders me that these things are bad , may be an other society considers those very things as virtues. تو اچھائی اور برائی کی تمیز میں ہمارے پاس کوئی با قاعدہ لائحہ عمل کوئی ایسا hard rule نہیں ہے۔ ہم کتا نہیں کھا سکتے، ہم بلی نہیں کھا سکتے، میرے ہمسایہ ممالک چین اور کوریا میں سب کھاتے ہیں۔ ہمیں جس چیز سے کراہت آتی ہے اور جس کے احساس سے شاید ہمارے دل الٹ جائیں۔ ان کے دل رغبت سے ان چیزوں کو لپکتے ہیں۔ تو اچھائی برائی یہ ساری کی ساری چیزیں آپ کی اس Commitment کا حصہ ہیں جس میں آپ کسی حقیقت کو مان کر کچھ چیزوں کو اچھا اور کچھ چیزوں کو بُرا سمجھتے ہیں۔ میں اللہ کو مان کر شراب نہیں پیتا، میں اللہ کو مان کر سوّر نہیں کھاتا، میں اللہ کی مان کر بہت سارے ایسے کاموں سے اجتناب کرتا ہوں حالانکہ میرے جیسے ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں انسان ہیں جو انہی کاموں کو بڑے شوق سے پورا کرتے ہیں۔ سو ہمیشہ ایک ذہنی فیصلہ اور قوتِ ارادی آپ کیلئے حرفِ آخر کی

Marfat.com

حیثیت رکھتی ہے ۔جیسے لندن سے کسی نے پوچھا کہ پروفیسر صاحب ہم وہ Hot dogs کھالیں جس میں سور کے گوشت کی آمیزش ہوتی ہے۔ میں نے کہا کھالو۔تو کہنے لگا.... نہیں نہیں.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ۔میں نے کہا میں کہہ رہا ہوں ہاں ! کھالو۔ وہ بولے ....جی وہ.... اللہ نے نہیں منع کیا؟۔ میں نے کہا اللہ سے محبت ہے تو نہ کھاؤ، it is very simple thing آپ کے حرام کے ہزاروں فیصلے بہت سادہ ہوتے ہیں۔ان میں آپ پہ کوئی جبر نہیں ہوتا، کسی معاشرتی ضرورت کے مرہون منت نہیں ہوتے ۔مگر جب آپ اللہ کو جانتے ہو، پسند کرتے ہواور اس کے حکم کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہوتو پھر آپ کو خیر وشر میں فرق نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ میرے لیے خیر صرف وہ ہے جس کیلئے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔جس سے اُس نے مجھے منع فرمایا وہ شر ہے۔ حضرات !افطاری کا وقت بہت قریب ہے تو میں اسرار صاحب سے ضرور کہوں گا کہ آپ سے دو باتیں بھی کریں اور آپ کو بڑی اچھی دعا سے بھی آشنا کریں۔اس سے پہلے کہ میں مائیک اسرار صاحب کے حوالے کروں، میں ایک نقطہ ضرور واضح کرنا چاہوں گا۔ کارِ خیر میں آزمائش کی نوعیت اس طرح ہوسکتی ہے کہ کوئی نیک آدمی کسی بدی کو ترک کر کے اپنے آپ کو بہتر سمجھنے لگتا ہے۔تو وہ نماز پڑھ کر خدا سے دور ہو جاتا ہے اور ایک آدمی گناہ کر کے احساسِ گناہ کے سبب خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔اس لیے خیر اور شر دونوں ہی آزمائش بن سکتی ہیں۔

اسرار احمد کسانہ: پروفیسر صاحب کا اور ڈاکٹر جمیل صاحب کا بھی شکریہ کیونکہ یہ جو آج interaction ہوا ہے۔یہ بڑا unique اور rare ہے کیونکہ ہم لوگ پروفیسر صاحب کی گفتگو سنتے رہتے ہیں مگر ڈاکٹر جمیل صاحب کے ساتھ اس طرح interaction آج بڑی دیر کے بعد نصیب ہوا ہے تو ڈاکٹر صاحب شکریہ اور آپ سب کا بھی شکریہ جو اس محفل کیلئے تشریف لائے ہیں۔دعا تو مجھے تو ایک ہی آتی ہے جو میں T.V پر کبھی کبھی کرلیا کرتا تھا کہ ''میری ذات کیلئے کافی ہے کہ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میرے فخر کیلئے کافی ہے کہ تو ہی میرا پرودگار ہے۔تو بالکل اس طرح ہے جس طرح میں چاہتا ہوں اور مجھے بھی اس طرح بنادے جس طرح تو چاہتا ہے''۔

سوال: یہ رمضان کا دن ہے، زکوٰۃ کا ٹائم ہے تو کسی نے سوال کیا تھا کہ حبا کا مطلب میں

Marfat.com

نے اپنی طرف سے دیکھا تھا وہ گفٹ کرنا ہے، اگر کوئی پانچ سال کا بچہ ہے آپ اس کے نام اپنے دس لاکھ کر دیتے ہیں کہ یہ میں نے اسے ہبہ کر دیا اور انہیں آپ use نہیں کرتے اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی؟

جواب: وہ ملکیت ہے خواہ ہبہ ہو یا غیر ہبہ اس کی زکوٰۃ ہوگی۔ اس آدمی پر نہیں ہوگی جس نے ہبا کر لیا ہے اور اگر یہ بچے کی ملکیت ہے تو بچے کی طرف سے اس کا والد زکوٰۃ دے گا۔ امام ابو یوسف کے بارے میں کتاب الخراج مشہور ہے کہ جب زکوٰۃ کے دن قریب آتے تھے تو وہ سارا مال بیوی کے نام ہبا کر دیتے تھے اور جب زکوٰۃ کے دن نکل جاتے تو اسے واپس لے لیتے۔ ایسی باتوں سے شاید انسانی قوانین سے تو بچا جا سکتا ہے مگر اللہ کی یادداشت اتنی کمزور نہیں ہے۔ یہ زکوٰۃ دینے کا ایک انتہائی ناقص طریقہ ہے ۔اس کو مثال نہیں بنایا جا سکتا اس کو شروع ہی سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ Any such thing which is gifted to the people .either it is forever or tax will be applied on it. اگر وہ بچے کو دے کر ختم کر دے تو ہم اس کی نیت پہ شک نہیں کر سکتے، مگر یہ نہ ہو کہ زکوٰۃ کے مہینے کے بعد وہ پھر واپس لے لے۔ جیسے امام ابو یوسف کیا کرتے تھے اسی صورتِ حال میں اس کی اجازت نہیں دی سکتی۔

سوال: اگر واپس نہ لی جائے تو زکوٰۃ کون دے گا؟

جواب: پھر تو زکوٰۃ اس بچے کی طرف سے ہوگی جسے اللہ تعالیٰ نے شروع سے اتنا مالدار بنا دیا ہے۔

سوال: اگر بچہ چھوٹا ہو تو؟

جواب: چاہے چھوٹا ہو۔ زکوٰۃ کے لیے عمر تو نہیں دیکھی جاتی، زکوٰۃ تو پیدائشی بھی ہو سکتی ہے۔ زکوٰۃ کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں اگر وہ جانتا ہے کہ وہ صاحبِ ثروت ہے تو اس کو کہا جائے کہ اللہ میاں کیلئے اس میں سے کچھ دو تو وہ دے گا۔ اس بحث میں میرا ذاتی تجربہ کافی دلچسپ ہے۔ پچاس ساٹھ سال تک میں زکوٰۃ کے قابل ہی نہیں تھا۔ سچی بات پوچھو تو اب آ کر یہ مسائل اٹھ رہے ہیں اور میں بھی اس کے متعلق غور کر رہا ہوں۔ مگر میرے خیال میں یہ معاملات مولوی صاحبان کے

Marfat.com

لئے زیادہ توجہ طلب ہیں، ان نے کچھ اپنا حصہ بھی لینا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کیلئے وہ کافی بہتر ہوتا ہے۔

سوال: مولوی نے ہی جواب دیا تھا کہ جائز ہے۔ اس نے جب یہ پوچھا کہ حبا گفٹ ہے تو اس نے کہا کہ بچہ زکوۃ نہیں دے گا

جواب: زکوۃ بچانے کے بھونڈے طریقے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے۔

سوال: کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے مرضی کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہلتا۔ یہ بھی ہے کہ اسلام میں خودکشی حرام ہے جب اگر عزرائیل آئے تو اس نے اللہ کے اذن سے جان نکالی لی۔ تو پھر یہ حرام کیوں قرار دی؟

جواب: اصل میں خودکشی کے پیچھے چند بنیادی محرکات ہوتے ہیں اور یہ سوچوں کا single pattern نہیں ہوتا ۔ جیسے ان خودکش حملہ آوروں میں چل رہے ہیں۔ کچھ لوگ نفسیاتی طور پر چند مخصوص سوچوں کے آسیب کا شکار ہو جاتے ہیں، جہاں ان کو allure کیا جاتا ہے۔ البتہ کچھ لوگ اعلیٰ مقاصد کی خاطر خودکشی کرتے ہیں، ایسا بہت خال خال ہوتا ہے۔ اسی طرح جاپان میں خودکشی (ہاراکاری) رسم کے طور پہ رائج ہے۔ اُن کے بارے میں مشہور ہے کہ کوئی دوست ملاقات کیلئے نہیں آیا تو اپنی زندگی کا مقصد نہیں سمجھا اور چھلانگ لگائی اور مر گئے۔ But most probably کچھ ایسی خودکشیاں ہوتی ہیں جن کو خودکشی کہنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ جیسے psychosis اور neurosis میں ہوتا ہے۔ اس کی مزید تفصیل آپ کو ڈاکٹر صاحب بہتر بتا سکتے ہیں۔ کچھ خودکشیاں ایسی ہیں جہاں آپ کو inoculate کیا جاتا ہے، پروپیگنڈا کیا جاتا ہے جہاں آپ کے دماغ کو ماؤف کر کے غور و فکر کی صلاحیتوں کو ختم کر کے آپ کو خودکشی کا تاثر دیا جاتا ہے۔ ایسے خودکشی کے بہت سارے pattern ہیں۔ ہم ہر ایک خودکشی پر ایک جیسا حکم نہیں رکھتے۔ قبل اس کے کہ شرعی حکم لگایا جائے، ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ خودکشی کی نوعیت کیا ہے۔ کیا اس سے بچا جا سکتا تھا؟ کیا اس کا ذہن اگر سالم ہوتا، نفیس ہوتا، پورا ہوتا تو وہ یہی فیصلہ کرتا؟ اللہ کی ایک بات آپ کو یاد ہے کہ اللہ کہتا ہے " کوئی ذی ہوش انسان خودکشی کا فیصلہ نہیں کر سکتا"۔ ظاہر ہے اس کے دماغ میں خرابی ہوگی، اس کو ورغلایا گیا ہوگا، اس کو fixation دی گئی ہوگی یا اس

Marfat.com

کو paralyzed کیا گیا ہوگا۔ جب انسان ذہن نارمل کیفیات سے ہٹ جاتا ہے تو وہ خودکشی کرتا ہے۔

ڈاکٹر جمیل صاحب: سر اصل میں آپ سے پوچھا یہ تھا کہ اگر سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے تو یہ کیسے ہوتا ہے؟ تو میرے بھائی! اللہ کی مرضی دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک بلا واسطہ اور دوسری بالواسطہ۔ زندگی میں سارے نتائج قوانین پر عمل کرنے سے یا قوانین پر عمل نہ کرنے سے ظہور میں آتے ہیں اور خدا انہیں اپنا اس لئے کہتا ہے کہ اسی کے بنائے ہوئے قانون کے ماننے یا نہ ماننے سے ظہور میں آتے ہیں۔ جیسے قرآن میں واضح ہے اللہ نہیں گمراہ کرتا ظالموں کو مگر وہ اپنے ظلم کے سبب خود ہی گمراہ ہو گئے۔ تو ہمارے اندر ایک ایسا سسٹم موجود ہے کہ ہمارے ایکشن اور ہماری choices تمام نتائج کو جنم دیتے ہیں۔ اللہ جب ان کو claim کرتا ہے کہ میری مرضی سے ہوئے تو وہ گویا یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ تم نے میرے کچھ اصولوں سے انحراف کیا اور کچھ ایسے اصولوں کی اتباع کی جن کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔

پروفیسر احمد رفیق صاحب: حضرات محترم روزہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس روزے کو قبول فرمائے اور ہمارے اس طرح مل بیٹھنے کو قبول فرمائے اور ہمارے افطار کو قبول فرمائے۔ there is no time left ایک گھنٹا ہوتا ہے مغرب کا۔ کھا کر پڑھو یا چکھ کر یا نماز پڑھ کے کھا لو۔ it is up to you مگر آدھے گھنٹے سے لے کر پونے گھنٹے تک آپ کے پاس وقفہ ہوتا ہے آپ آرام سے کھا پی کر بھی نماز پڑھ سکتے ہو یا نماز پڑھ کر آرام سے کھا سکتے ہو۔ یہ آپ پر منحصر کرتا ہے۔

Marfat.com

پروفیسر احمد رفیق اختر کے ساتھ ایک غیر رسمی نشست

سوال: کچھ آپ کے بچپن اور خاندان سے متعلق بات ہو جائے پہلے؟

جواب: بچپن...... ہاں کر لیتے ہیں بچپن کی باتیں۔ کوئی ایسا واقعہ مجھے یاد نہیں جو قابلِ ذکر ہو سوائے اس کے کہ میرا خاندان بہت بڑا تھا بالکل "ٹالسٹائی" کے کسی ناول میں پیش کیے گئے خاندان کی طرح۔ خاندان میں بہت سارے افراد ہوں تو مسائل بھی بے شمار ہوتے ہیں اور ان مسائل کے حوالے سے گھر کا ہر فرد اپنا ردِ عمل منفرد انداز میں ظاہر کرتا ہے اور میرا ردِ عمل یہ تھا کہ میں کوئی بھی ردِ عمل ظاہر کرنے کی بجائے پڑھائی کی طرف نکل گیا۔ اس کو آپ فرار نہیں کہہ سکتے۔ اپنی پوری زندگی میں نے کبھی فرار یا پناہ کی طلب محسوس نہیں کی کیونکہ میں اس چیز کو انسان کی سب سے بڑی بزدلی سمجھتا ہوں کہ ہو اپنے حالات کا سامنا کرنے کی بجائے راہِ فرار اختیار کو ترجیح دے۔ میری زندگی میں ایسا وقت کبھی نہیں آیا کہ جب میں نے اپنے مسائل کو کھلی آنکھ سے نہ دیکھا یا پرکھا ہو۔ اسی وجہ سے میری زندگی میں جو سب سے کم عنصر ہے ڈپریشن کا ہے سوائے اس کے کہ گاہے گاہے میری زندگی میں اداسی کا کوئی ایک آدھ دن گزر رہا ہو۔

سوال: ابھی یہ بچپن میں؟

جواب: شروع سے لے کر آج تک۔ شروع میں دراصل مطالعہ کی ترغیبات اتنی طاقتور تھی کہ انہوں نے مجھے کسی اور طرف دیکھنے ہی نہیں دیا۔ میرے خاندان میں پڑھنے لکھنے کا رجحان ابھی نیا نیا تھا۔ جیسا کے عام طور پر متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے خاندانوں میں ہوتا ہے۔ میرے دادا مولوی محمد اسماعیل کا شمار معززین علاقہ میں ہوتا تھا۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ایک مثالی شخصیت کے مالک تھے یا دوسروں کیلئے ایک مثال تھے۔ کیونکہ اگر کوئی لوکل کونسل کا چیئر مین ہو جائے یا اس نے ایک دو مساجد تعمیر کروائی ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ اسے کوئی High sign of respectablility سمجھوں گا۔ عام طور پر میرے خاندان کے بزرگ بڑے سخت مزاج غصے

Marfat.com

والے اور محنتی تھے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ جلال و اکرام اکٹھے چل رہے تھے ان کے ساتھ اس کے علاوہ میں نہیں سمجھتا کہ میرے خاندان کے حوالے سے کوئی انتہائی غیر معمولی بات موجود ہے۔ سوائے اس کے کہ میرے دادا اور خاندان کے دیگر بزرگ حضرت خواجہ مہر علی شاہ کے حلقہء ارادت میں شامل تھے۔ اب میں یہ رائے دے سکتا ہوں کہ گزشتہ ایک صدی میں اگر اس خطے میں حقیقی معنوں میں کوئی صوفی بزرگ گزرے ہیں تو وہ حضرت خواجہ مہر علی شاہ (گولڑہ شریف والے) کی ذاتِ گرامی ہے۔ ہم صوفیا کرام کے مقام کو ان کے کلام کی وجہ سے جانتے ہیں۔ ایک پیمانہ ہوتا ہے کہ کوئی صوفی کس لہجے میں کس انداز میں بات کرتا ہے اور اس کی باتوں میں شناخت کتنی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے مجھے برصغیر میں گزشتہ ایک صدی کے دوران سوائے خواجہ مہر علی کے کوئی اور حقیقی صوفی دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے ایک ایک جملے میں وہ فراست نظر آتی ہے جو خواجہ جنیدؒ کے کلام میں ہے یا جو ہمیں پیر عبدالقادرؒ کے ہاں یا حضرت علی بن عثمان ہجویری کے ہاں نظر آتی ہے۔ میرے دادا کا اپنے استاد اور مرشد سے بڑا قریبی اور قلبی تعلق تھا اور انہیں حضرت خواجہ مہر علیؒ سے بہت عقیدت اور محبت تھی۔ اس کے علاوہ کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ بس یہ ہے کہ پرانے لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے آٹھ یا نو برس کی عمر میں نماز پڑھنا شروع کیا اور تہجد گزار تھے۔

سوال: **بچپن میں آپ کی وابستگی تھی اپنے دادا کے ساتھ؟**

جواب: نہیں بالکل نہیں۔ بالکل بھی نہیں تھی۔ کیونکہ میرے دادا قہرمان تھے۔ وہ اتنے غصے والے تھے کہ کوئی ان کے نزدیک جانے کی جرات بھی نہیں کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ان کے بچے بھی ان کے قریب جانے سے گھبراتے تھے بلکہ دست بستہ حاضری دیا کرتے تھے۔ دادا نے شہر (گوجر خان) میں ایک بڑی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا اور ایک مسجد انہوں نے خود تعمیر کروائی تھی۔ بعد میں اسی مسجد میں ان کی قبر بھی بنی۔ میرے خیال میں یہ بھی ایک فطری سی بات ہے کہ جو شخص مسجد تعمیر کروائے تو اس کی آخری آرامگاہ بھی اسی مسجد میں بنادی جائے۔

سوال: **بزرگوں کا ادب یا ڈر تو اس وقت ہمارے کلچر کا ایک حصہ بھی تھا؟**

جواب: کلچر کا حصہ ضرور تھا مگر بظاہر میرے والد میرے دادا سے اتنا ڈرتے تھے تو ہماری کیا مجال تھی کہ ان کے قریب جاتے۔ خیر میرے ساتھ شاید یہ ہوا کے بہت زیادہ مطالعہ کی وجہ سے

Marfat.com

میری اپروچ دوسروں سے مختلف ہوگئی تھی۔ میں اپنے دادا سے اتنا ڈرتا نہیں تھا لیکن اُن میں کوئی ایسی خاص بات بھی نہیں تھی کہ میں ان کے قریب جا کر ان سے کچھ سیکھنے کی کوشش کرتا۔ تاہم میں ان کی ایک خوبی کا ضرور معترف ہوں اور وہ خوبی تھی ان کی جرات مندی جو خاص طور پر غریبوں کی حقوق کیلئے ہوا کرتی تھی۔ وہ غریبوں کی بات کسی کے بھی سامنے کرنے سے نہیں گھبراتے تھے۔ وہ جب لڑنے پر آتے تھے تو انہیں اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ان کا مدّ مخالف کون ہے۔ اس حوالے سے وہ بے دریغ قسم کے جنگ.. تھے۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ مجھے اپنے دادا کے کردار کا یہ وصف ہمیشہ بہت اچھا لگا۔ غالباً بعد میں آ کے میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ وصف میرے اندر بھی پیدا ہوا ہے۔ انتہائی ناپائیدار اور ناخوشگوار حالات میں جب میں گورنمنٹ کالج لاہور گیا تو میرا واسطہ بڑے بڑوں سے پڑا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میری ایک جانب اس وقت کے چیف جسٹس کے بیٹے بیٹھتے تھے تو دوسری جانب گورنر مشرقی پاکستان منعم خان کے بیٹے بیٹھا کرتے تھے۔ میں کبھی ان سے مرعوب نہیں ہوا۔

سوال: کون سے چیف جسٹس کے بیٹے؟

ج: جسٹس کیانی اس وقت چیف جسٹس تھے۔ بعد میں چیف جسٹس کے بیٹے میرے بہت اچھے دوست رہے تو یہ فطری سی بات ہے کہ متوسط یا غریب گھروں کے بچے جنھوں نے ابھی اختیار یا اقتدار کا ذائقہ نہ چکھا ہو یا جو بہت سی چیزوں کی اہمیت سے واقف نہ ہوں اور وہ تعلقات اور روابط کی دنیا میں جا نکلیں تو وہ صاحبانِ اقتدار و اختیار کے متاثرین میں ضرور شامل ہو جاتے ہیں۔ لیکن میرے ساتھ ایسا نہیں ہوا کیونکہ یہ چیز مجھے شاید میرے دادا سے ملی تھی۔ بہر حال اس وقت بندے کے ذہن میں ایک احمقانہ تناؤ موجود ہوتا ہے۔ جب وہ کسی کے سامنے احساسِ کمتری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ حالانکہ احساسِ کمتری اس میں ضرور موجود رہتا ہے۔

سوال: حیرت ہے آپ کبھی ڈپریشن میں مبتلا نہیں ہوئے؟

جواب: اپنی ساری عمر میں مجھے کوئی ایک دن بھی یاد نہیں پڑتا جو میں نے ڈپریشن میں گزارا ہو۔ غور و فکر کرتے ہوئے ضرور گزارا ہے۔ سوچتے ہوئے ضرور بسر کیا۔ بعض اوقات الٰہیات اور الہامی فکروں میں ضرور وقت گزارا ہے۔ کیونکہ میرے سامنے مسائل بہت بڑے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ

Marfat.com

عالم نوجوانی میں مجھے یہ خیال ضرور آیا کہ زندگی کی ترجیحات کیا ہونی چاہیئں۔

سوال: گویا آپ کے مسائل عام نوجوان سے مختلف تھے؟

جواب: اس کی وجہ یہ تھی کہ شاید میں بہت کچھ پڑھ چکا تھا۔ یہ دعویٰ آپ کو شاید بہت مغرورانہ لگے مگر حقیقت یہی ہے کہ میں جب میٹرک میں تھا تو اس وقت تک میں نے "موپاساں" کے سارے افسانے بھی پڑھ رکھے تھے۔ حدیث بخاری بھی پڑھ رکھی تھی۔ مائیکل شولوخوف کو بھی پڑھ رکھا تھا اور اگر سچ پوچھو تو فلسفے میں بھی دست بازو کھول کر مار رہا تھا۔ تو لگتا ایسے ہی ہے کہ مجھے اتفاق سے جگہ ایسی نصیب ہوگئی کہ جہان دنیا کی بہترین کتب مجھے مطالعے کے لئے میسر آئیں۔ میں انہیں دیمک کی طرح چاٹ گیا۔ ایسا کم کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی بچہ اتنی چھوٹی عمر میں اتنی بڑی بڑی کتابیں اور ادق موضوعات پڑھ چکا ہو۔ مگر یہاں میں آپ کو ایک بات مزے کی بتاتا چلوں کہ میں کوئی بہت اچھا طالبِ علم نہیں تھا۔

سوال: میٹرک سے پہلے یا بعد میں؟

جواب: میٹرک سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ میٹرک میں یہ تھا چونکہ امتحانات کیلئے وقت کم ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے دو تین ماہ کیلئے ٹیوشن لے لی تھی۔ مگر یہ ٹیوشن محض ایک نالائقی کی وجہ سے لی تھی ورنہ مجھے اس کی کوئی خاص خواہش یا ضرورت نہ تھی۔ میں نے کبھی بھی سائنس نہیں پڑھنی چاہی جیسا کہ والدین کی خواہش تھی کیونکہ اس وقت دو ہی پروفیشن سب سے اچھے سمجھے جاتے تھے۔ انجینئرنگ اور میڈیکل، تو میرے والدین نے مجھے سائنس کی طرف ہی دھکیل دیا۔ اس حوالے سے میرے اور میرے والد صاحب کے درمیان بہت سے اختلافات بھی ہوئے۔

سوال: دوسروں بہن بھائیوں کی نسبت آپ کی طبیعت جدا تھی؟

جواب: ہاں جی یہ ہوتا ہے، ہم لوگ دس بہن بھائی تھے اور ایک کے سوا ماشاءاللہ سب حیات ہیں۔ ہوتا کچھ یوں ہے کہ ہر بچہ اپنے خاندان کی روایات کو اپنے انداز میں ری ایکٹ کرتا ہے۔ مثلاً دس بچوں میں اگر کوئی چیز پوری نہیں ہو رہی تو جو بچے محروم رہ جاتے ہیں وہ اپنے اندر احساس محرومی پالنا شروع کر دیتے ہیں لیکن میرے ساتھ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ مجھے کبھی احساس محرومی ہوا ہو کیونکہ میں بہت پڑھ چکا اور میں جانتا تھا کہ جو کچھ اس وقت ہمیں نصیب ہے اگر یہ بھی نہ ہوتا تو

Marfat.com

اس صورت میں بھی ہمیں گزارا تو کرنا ہی پڑتا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں بہت سارے محرومیوں کی مارے ہوئے لوگوں کی زندگیاں پڑھ چکا تھا۔ یہ شعور اور حقیقت شناسی مطالعہ نے عطا کی تھی۔

سوال: **تو کیا آپ خود کو ان حالات کے حوالے سے مس فٹ نہیں سمجھتے تھے؟**

جواب: ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس میں اپنے بہن بھائیوں کے مقابلے میں خاندان میں سب سے زیادہ مقبول تھا۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ میرے اردگرد موجود لوگ کسی بھی مخلصانہ مشورے یا تجویز کیلئے مجھ پر انحصار کرتے تھے۔ ہوتا دراصل یہ تھا، اور آج بھی ہوتا ہے، کہ لوگ جب بھی کسی مصیبت یا مشکل میں مبتلا ہوتے ہیں تو اپنے مسائل کے حل کیلئے مجھ سے مشورہ ضرور کرتے ہیں۔

سوال: لوگوں کو کیسے پتہ چل جاتا تھا اگر وہ آپ سے بات کریں گے تو اس مسئلہ کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا۔ کیا لوگ آپ کی ذات میں کوئی خاص کشش محسوس کرتے تھے؟

جواب: میرا خیال ہے میں جس ماحول میں بھی گیا زیادہ دیر خفیہ نہیں رہ سکا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نہ چاہتے ہوئے کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جس کے باعث لوگوں کو احساس ہو جاتا ہے کہ یہ شخص عام لوگوں سے ذرا ہٹ کر ہے۔

سوال: **کوئی ایسا واقعہ جس سے پہلی مرتبہ آپ کو یہ احساس ہوا ہو کہ میں آشکار ہو گیا ہوں؟**

جواب: (قہقہہ لگاتے ہوئے) آشکار اس طرح ہوا کہ میرے والد کو بھی نہیں پتا تھا کہ میں نے تین چار قسم کے مخفی علوم میں درجہء کمال حاصل کر رکھا ہے۔ میرے والد میرے دادا کی طرح بہت سخت گیر انسان تھے۔ میں اپنے والد صاحب سے اتنا ڈرتا تھا کہ اینٹ پر اینٹ رکھ کر اپنے گھر جایا کرتا تھا۔ آپ کو پتا ہے کہ اینٹ پر کیوں رکھتے ہیں؟ یہ دراصل ایک پرانا ٹوٹکا ہے جب باپ بہت سخت ہو تو بچے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اینٹ پر اینٹ رکھ کر جاتے ہیں تاکہ باپ سے سامنا ہونے کی صورت میں لڑائی نہ ہو۔ ایک دن صبح سویرے میرے والد صاحب نے جگایا اور بڑے غصے اور سختی سے کہا کہ "تم نے کیا تماشا پھیلا رکھا ہے؟" میں نے کہا کہ۔ میرا قصور کیا ہے؟ جو آپ مجھ پہ خفا ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ "باہر نکلو اور دیکھو کہ دروازے پر کتنے لوگ کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب سے ملنا ہے" میں خود نکل کر گیا ہوں مگر وہ لوگ کہتے ہیں

Marfat.com

کہ ہم آپ سے نہیں آپ کے صاحبزادے سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہ سب کیا تماشا ہے؟ میں نے کہا اچھا جی میں دیکھتا ہوں۔ باہر گیا تو دیکھا کہ باہر بہت سے لوگ جمع تھے۔ میں نے ان کے آنے کا مقصد دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم لوگ آپ سے "قسمت" کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں۔ چونکہ شروع سے ہی میرا کام رضا کارانہ ہوتا تھا۔ میں تجربات کیا کرتا تھا۔ درحقیقت میں سچائی کی تلاش میں تھا۔ اس حوالے سے میں تجرباتی مراحل سے گزر رہا تھا۔ میں یہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ الہیاتی، الہامی، اخلاقی اور جنرل سسٹم آف Prophetic Languages ہیں۔ ان میں کیا فرق ہے؟ میں دیکھ رہا تھا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ پامسٹری، علم الاعداد وغیرہ میں بڑی سچائی ہے تو اس کو پرکھنے کیلئے مجھے ایک عملی میدان درکار تھا۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ لوگ مجھ سے کوئی بات دریافت کرتے تھے تو میں انہیں کچھ نہ کچھ بتا دیا کرتا تھا اور جو کچھ میں انہیں بتاتا تھا وہ اتفاقاً درست نکلتا تھا۔ اتفاقاً اس لئے کہہ رہا ہوں بعد میں مجھے اس کا پورا طریقہ کار یا Methodology سمجھ میں آ گئی۔ نتیجہ یہ تھا کہ لوگ میرے بارے میں خیال کرنے لگے کہ یہ "دانائے روزگار" ہے۔ مجھے اپنی تعریف سننا کبھی اچھا نہیں لگتا تھا تو میں اس پر تنقید بھی کرتا تھا۔ میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں مجھے مغرب کا انداز و معیارِ تنقید تو پسند ہے مجھے مغربی فکر اچھی نہیں لگتی۔ میرا خیال یہ تھا کہ مشرق میں مغرب کے مقابلے میں کہیں بہتر اور طاقتور فکر موجود ہے جو آپ کو سوچنے سمجھنے کی زیادہ تحریک اور ترغیب دیتی ہے۔ لیکن معیار اور اندازِ تنقید مغرب کا زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ اس لئے ہمارا کوئی بڑے سے بڑا دانشور بھی چلا جائے تو وہ اس کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ آپ انہیں مات نہیں دے سکتے لیکن وہ آپ کو ضرور مات دے سکتے یا حیران کر سکتے ہیں، میں نے خاص طور پر دیکھا کہ سیاسی حوالے سے اہلیانِ مغرب اتنے کمینے یا cheap ہیں کہ ایک لمحہ نہیں گزرتا اور وہ بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں، اپنی filing مکمل کر لیتے ہیں، بالکل شیطان کی طرح۔ شیطان کو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی ہی چالاک مخلوق ہے۔ ہزار ہا سال سے ہماری فائلیں اس کے پاس موجود ہیں۔ ہمارے ماں باپ، دادا، پڑدادا کی فائلیں اس کے پاس موجود ہیں۔ اسے کسی کو دھوکا دینا ہوتا ہے تو وہ یہ کام at Random نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس وہ ایک پرفیکٹ ٹیکنالوجسٹ ہے مثلاً جیسے (کسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ صاحب بہت زیادہ حساس طبع ہیں تو شیطان ان

Marfat.com

کی حساس طبع کو ہی نشانہ بنائے گا۔ ان کے احساسِ ملکیت پر وار کرے گا۔ ان کو وہیں مارے گا جہاں سے یہ کمزور ہیں۔ خیر جب میں معیارِ تنقید کے حوالے سے دیکھتا تھا تو مجھے سب سے پہلے اپنے آپ پر نظر رکھنے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یعنی اپنا ناقد میں خود ہی بن گیا۔ میں چیزوں کا تقابل کرنے، ان کا مطالعہ کرنے اور پھر انہیں سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔

سوال: **تو کیا آپ قیافہ سے ادراک تک پہنچے ہیں؟**

جواب: نہیں، یہ سارے کام ایک ساتھ چل رہے تھے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔ میری شدید خواہش اور کوشش یہ تھی کہ کسی طرح حقیقتِ مطلق سے آشنا ہو جاؤں۔ درمیان میں کوئی حادثہ نہیں پیش آیا۔

سوال: **آپ نے کہا کہ طریقہ کار اگرچہ بعد میں سمجھ آیا لیکن کام میں نے پہلے ہی شروع کر دیا تھا تو کیا آپ اس کو الہام کہیں گے؟**

جواب: اس بارے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں پروردگارِ عالم کی جگہ بات نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اتنا مجھے ضرور علم ہے کہ میرا ذہن صرف ایک تجسس کا شکار تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے اور ان کا یہ قول میرے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ رہا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے۔۔ "ہم دھوکہ نہیں دیتے مگر دھوکے کی ہر قسم پہچانتے ہیں"۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ میں کلمہ طیبہ بھی پڑھتا تھا تو مجھے بہت عجیب سا لگتا تھا کہ کلمہ کی ابتدا اثبات کی بجائے نفی سے کیوں ہوتی ہے؟ **لا الٰہ** کیوں؟ تو پھر میرے ذہن میں ہمیشہ یہ بات آئی کہ خدا کہتا ہے کہ مجھے ماننے سے پہلے جو چیزیں غیر خدا ہیں پہلے انہیں چیک کر لو، ان کو دیکھ لو، ان کو اپنے باطن سے نکال لو۔ تم نے غیر خدا کو ختم کر دیا تو تم خود بخود مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔ بہت بعد میں آ کر میں نے اپنے کسی لیکچر میں ایک جملہ کہا تھا کہ "تحقیق و جستجو اور علمی کاوشیں اگر فطرتاً آگے بڑھتی ہیں تو ان کا انجام خدا ہے اور اگر کوئی شخص بتدریج ترقی کرتے ہو خدا تک نہیں پہنچتا تو اسے چاہیئے کہ وہ یہ دیکھے کہ اس کی اپروچ یا اندازِ فکر میں کہاں غلطی رہ گئی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی عجیب و غریب واقعہ نہیں پایا، جس طرح لوگ عجیب و غریب واقعات کوفٹ کرتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ بالکل فطری انداز میں آگے بڑھتے ہوئے زندگی میں جو بھی ناکامیاں یا محرومیاں سامنے آئی ہیں، ان کا سامنا کرتے ہوئے اپنے ردعمل کا

Marfat.com

اظہار کرنا ہوتا ہے۔ لیکن میں نے وہ ردِ عمل ظاہر نہیں کیا۔ میں آج بھی یہ سمجھتا ہوں کہ آج بھی اگر میرے ساتھ کوئی غلط طرزِ عمل اختیار کیا جاتا ہے تو میں یہ نہیں دیکھتا یا سوچتا کہ "میرے ساتھ ہی ایسا کس نے کیا"۔ اس کی بجائے میں یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کیا میں واقعی اس کا مستحق تھا۔ اس چیز کو جانچنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔

سوال: جب آپ نے مرحلہ وار آگے بڑھنا شروع کیا تو کیا پھر آپ سچ بولنے پر بھی آمادہ رہتے تھے؟

جواب: میرے خیال میں میرے سچ بولنے کے بہت سے لوگ گواہ ہونگے۔

سوال: بچپن میں ماں باپ کے سامنے بھی سچ بولتے تھے؟

جواب: میں ضرورتاً کبھی کبھی جھوٹ سے شغل کیا کرتا تھا مگر عام طور پر سچ ہی بولتا تھا۔ بعض اوقات دو دوستوں کو ملانا ہوتا تھا جو آپس میں بہت زیادہ ناراض ہوں تو میں کسی ایک کے پاس جا کر اسے بتاتا تھا کہ کل میری ملاقات دوسرے دوست سے ہوئی تھی اور وہ تمہاری بہت تعریف کر رہا تھا۔ تو وہ نہیں مانتا تھا میں اسے دو چار داستانیں سناتا تھا اور شام تک وہ میری بات کا یقین کر لیتا تھا۔ دونوں پھر سے دوست بن جاتے تھے۔ چاہے اگلے دن ہی وہ دونوں مجھ سے ناراض ہو جاتے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ایک بات جو میں نے اللہ سے سیکھی ہے کہ اگر کوئی منفی چیز مکمل طور پر منفی انداز میں جاری رکھی جائے تو آگے جا کر اس کام مثبت نتیجہ نہیں نکلتا لیکن اگر کسی منفی کام کے پیچھے کوئی مثبت ارادہ یا سوچ ہو تو وہ کام منفی ہوتے ہوئے بھی مثبت ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن یہ کام ہر کسی کو زیب نہیں دیتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روکنے کی ٹیکنیک بتائی کہ ان پر چوری کا الزام لگا کر انہیں اپنے پاس روک لیں۔

سوال: یعنی مصلحتاً جھوٹ بولا جا سکتا ہے؟

جواب: نہیں، نہیں۔ جھوٹ بولا نہیں جا سکتا۔ دیکھیں میں صرف ایک ذات کو ہی جانتا ہوں۔ جنہوں نے کبھی مذاقاً بھی جھوٹ نہیں بولا اور حیران کن بات یہ ہے کہ سرکارِ رسالت مآب ﷺ نے کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیا۔ میرے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں کسی کو سچ کا معیار بنایا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ میں آپ کو ایک حیران کن حدیث سناتا

Marfat.com

ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اگر کوئی تم سے یہ کہے کہ اُحد پہاڑ سونے کا ہو گیا ہے تو اس بات پر یقین کر لینا لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ کسی شخص کی فطرت بدل گئی ہے تو اس بات پر ہر گز یقین نہ کرنا۔" آپ حیران ہوں گے کہ اُحد پہاڑ کے اندر سے سونا نکل آیا ہے۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے اگر کوئی بات مثال کے طور پر بھی کی ہے تو اس کا سچ ہونا یقینی امر ہے۔ سچائی اگر کسی ذات میں تکمیل پاتی ہے تو وہ رسول محترم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔

سوال: گویا جبلت تبدیل نہیں ہو سکتی؟

جواب: اس میں ایک استثنا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو جبلت بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے نظام بنا دیئے، سسٹم سیٹ کر دیے، تو پھر اللہ اس میں کسی قسم کی مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر ایک شق اس نے (اللہ تعالیٰ نے) اپنے پاس رکھی ہوئی ہے اگر کوئی چیز اس کے تحت آجائے تو پھر اسے روک بھی کوئی نہیں سکتا۔ اللہ کہتا ہے کہ قواعد وضوابط (Rules and Regulations) یہ سب اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ مثال کے طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ "موت کا ایک دن متعین ہے" لیکن میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ ترجمہ: "میرا رب جو چاہے کر سکتا ہے"۔ جب میرا رب اس exception کو پلٹتا ہے تو پھر کوئی چیز فکس نہیں رہتی۔ موت برحق ہے مگر یہ کہنا کہ موت کا ایک دن متعین ہے یہ درست نہ ہوگا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بار، دو بار دعا کرنے سے موت ٹلتی رہے مگر یہ طے شدہ امر اور لازم ہے کہ آخرش مرنا ہے۔ انسان کو موت ضرور آئے گی مگر اللہ تعالیٰ کا اختیار اور مرضی ہے کہ وہ جب تک چاہے اس کو ٹالتا رہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات کہی ہے "قوم یہود سے پوچھو کہ اگر ہزار برس یہ لوگ زندہ رہیں گے تو کیا مریں گے نہیں؟" اب دیکھئے کہ ان ہزار برسوں کے درمیان کئی بار موت آسکتی ہے مگر اللہ تعالیٰ جب تک چاہے اسے ٹالتا اور موخر کرتا رہے۔

سوال: تو پھر لوحِ محفوظ پر کیا لکھا ہے؟

جواب: لوحِ محفوظ میں سب کچھ لکھا ہے۔ اس میں آپ کے نام کے ساتھ آپ کی پیدائش کے ساتھ آپ کی زندگی کے مختلف ایونٹس یا واقعات کے آگے لکھ ہوا ہے کہ (آپ مر جائیں گے) The man is going to quit۔ میں اس چیز کو موت نہیں کہتا بلکہ جیسا کہ آئن بر

Marfat.com

ہوتا ہے۔ایک جانب سے اداکار داخل ہوتے ہیں اور دوسری جانب سے نکل جاتے ہیں۔میں آپ کو حدیث مبارک سناتا ہوں جو آپ بلکہ پوری دنیا کیلئے انتہائی حیران کن بات ہے۔یہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کا وہ علم ہے جو کسی اور بندہء خدا کے سان گمان میں بھی نہیں آسکتا۔مشرق ہو یا مغرب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا" ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی عمر آدھا دن بڑھا دے"۔صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا" یارسول اللہ ﷺ آدھے دن سے کتنی مدت مراد ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا" پانچ سو برس" آپ کو پتا ہے کہ پانچ سو برس میں کیا کچھ ہوسکتا ہے؟ ان پانچ صدیوں میں کتنی نسلیں اور کرہِ ارض پر آئیں گی؟ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے ہم لوگ انہی پانچ سو برسوں میں سے گزر رہے ہیں۔کیونکہ " دانیال" کی پیش گوئی کے مطابق ہم اپنا وقت پورا کر چکے ہیں اور اب ہم اس پانچ سو برس کے عرصے میں سے گزر رہے ہیں۔جس کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔اب دیکھیں کہ جو اللہ بغیر کسی کوفت اور تردد کے پانچ سو برس دنیا کی زندگی میں اضافہ کررہا ہے۔تو اس عرصے کیلئے اسے کتنی نئی تخلیق کرنا ہوں گی۔اس کیلئے زندگی کو Manage کرنا ہوگا۔اس کے رزق کا اہتمام کرنا ہوگا۔اللہ کیلئے فرد کی زندگی اور موت کی کیا حیثیت ہے؟ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ جس شخص کی نیکیوں کی وجہ سے اس کی زندگی کی دعائیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی زندگی بڑھا دیتا ہے۔

سوال: آپ کو اس کا تجربہ ہے؟

جواب: یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے چند مخلصین نے میری عمر پر بھی ہاتھ رکھا ہوا ہے۔میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ اس وقت میری عمر 33 برس تھی کہ امریکہ سے ایک صاحب میرے پاس آئے۔وہ صاحب ماہر خامریات (Enzymologist) تھے۔نئی نئی پی ایچ ڈی کی تھی۔ ویسے وہ پیتھالوجسٹ بھی تھے۔میں کچھ بیمار تھا۔انہوں نے میرا معائنہ کیا اور کہنے لگے کہ آپ زیادہ سے زیادہ تین ماہ اور زندہ رہیں گے۔میں نے پوچھا کہ کروں؟ سگریٹ نوشی ترک کردوں؟ میرے دوست نے جواب دیا کہ اب چاہے سگریٹ چھوڑ یا نہ چھوڑ کوئی فرق نہیں پڑے گا۔میں نے اس سے کہا کہ ٹھیک ہے یار میں نے تیری بات سن لی۔جب میں واپس آیا تو میں نے سوچا کہ میرے پاس تو یہی ایک علت ہے سگریٹ کی۔۔۔۔اور یہ کہتے ہیں کہ اسے بھی چھوڑ دو اور میں

Marfat.com

نے تو ابھی بہت سارے برانڈز کے سگریٹ چکھے بھی نہیں۔ میں نے سوچا کہ دوسرے برانڈز کے سگریٹ بھی تو پینے چاہیں اس طرح میں نے مزید سگریٹ پینا شروع کر دیئے۔ میں نے خوب سگریٹ پیئے۔ کوئی پانچ یا سات برس اسی طرح گزر گئے۔ پھر میرا وہی دوست امریکہ سے واپس آیا اور مجھے دیکھ کر حیرت سے کہنے لگا۔ "You are still alive?" میں نے جواب دیا "And Healtheir" (تم ابھی زندہ ہو!۔۔۔۔ جی! اور پہلے سے زیادہ صحت مند بھی ہوں) تو میرا دوست مجھ سے پوچھنے لگا کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ تم بچ گئے؟ کیا تم نے سگریٹ چھوڑ دیئے؟ تو میں نے کہا۔۔ I smoked a little تو اس نے ماتھے پر ہاتھ مار کر کہا۔۔ او! میرے خدایا! اس کا مطلب ہے کہ تمبا کو ہی تمہارے لئے شفا بن گیا۔ میں نے پوچھا کیسے؟ تو کہنے لگا کہ تمبا کو bronchodilator بھی ہے۔ یہ زندگی کا اپنا انداز اور تسلسل ہے۔ اب دیکھیں نا بہت سارے ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے ساری عمر ممنوعات یا مکروہات کو ہاتھ تک نہیں لگایا ہوتا مگر وہ ایسے لوگوں سے بہت پہلے مر گئے جنہوں نے ساری عمر ہر طرح کے ممنوعات اور مکروہات کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

سوال: گورنمنٹ کالج کے بعد کہاں گئے پڑھنے کیلئے؟ بننا کیا چاہتے تھے؟

جواب: میں نے انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر میں پوسٹ گریجوایشن کی۔ اس وقت ہمارے پاس اتنے آپشن بھی نہیں ہوتے تھے۔ اس وقت سب سے آسان اور اچھی ملازمت یہی سمجھی جاتی تھی کہ ایف اے کرنے کے بعد فوج میں چلے جاؤ کیونکہ فوج ان دنوں سب سے معزز اور قابلِ احترام ادارہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ پوسٹ گریجوایشن کے بعد "سول سروسز" میں جا سکتے تھے۔

میں اگر اپنی زندگی کے بارے میں بتاؤں تو میرا تمام سفر ایک سیرِ علمیہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام "Mysticism" دراصل ایک ذہنی کیفیت سے دوسری ذہنی کیفیت میں داخل ہونے کا نام ہے۔ یہ جو اِدھر اُدھر گھومنے پھرنے والے درویش یا ملنگ ہیں تو میرے لئے ان کو صوفی کہنا ایک عذاب سے کم نہیں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ نہ ان لوگوں کے پاس علم ہے اور نہ ہی شناخت۔ میرا خیال یہ ہے کہ جب ہم ظاہری علوم کی انتہا کو پہنچتے ہیں تو ایک Meta Physical علم کی طرف جانے کیلئے ہمیں بہت ساری سمجھ بوجھ اور انڈرسٹینڈنگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ بات کو جاننا آسان

Marfat.com

ہے مگر خدا کے طریقہ کار کو سمجھنا اور اس کے مطابق آگے بڑھنا بہت مشکل ہے۔ پوسٹ گریجوایشن کے آخری سال میں مجھے ایک نہایت سنجیدہ نوعیت کے مسئلے کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ اس کیفیت کو "انقباضِ قلب" کہہ سکتے ہیں۔ مجھے کسی چیز سے خوشی اس لیے نہیں ہوتی تھی کہ مغربی علوم کی شناسائی مکمل ہو چکی تھی۔ ان کے فلسفہ و تاریخ اور دینیات کی میں نے "Out of the way" جا کے ان علوم کی تحصیل کی تھی۔ میرے سامنے ایک سوال تھا کہ اگر علم ہی غرض و غایت عمل ہے تو پھر امن کیوں نصیب نہیں ہوتا؟ ان دنوں، 1960 سے 1970ء کے درمیان، وجودیت کا فلسفہ سامنے آ رہا تھا اور اس کے ساتھ 4 مزید فلسفیانہ اندازِ فکر بھی ابھر رہے تھے۔ ان سب میں قدرِ مشترک یہ تھی کہ یہ سب خدا کے خلاف جا رہے تھے۔ میرا خیال یہ تھا کہ اگر 6 ارب انسان یہ کہیں کہ خدا ہے تو بھی میں ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے نہیں کہوں گا خدا ہے، کیونکہ یہ Merit of intellect and inteligence نہیں بنتا تھا۔ میرا خیال یہ تھا کہ جب تک آپ مکمل تحقیق و جستجو نہیں کر لیتے اس وقت آپ کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ہوتا کہ خدا ہے یا نہیں ہے؟ لیکن جو سنجیدہ ترین نوعیت کا سوال میرے ذہن میں آیا، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال سب کے ذہن میں آنا چاہئے اور میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ سب کے ذہن میں کیوں نہیں آتا؟ میرے ذہن میں یہ خیال ہمہ وقت موجزن رہنے لگا کہ میں کس چیز کیلئے زندگی گزار رہا ہوں؟ کون سی قدر ایسی پائیدار ہے کہ جس کیلئے میں اپنی زندگی بسر کر رہا ہوں؟ وہ آخر کیا چیز ہے؟ مرتبہ؟ مال؟ عزت؟ دولت یا شہرت؟ چونکہ اس وقت تک شاید میں "سدھارتھ بدھا" کی روایات کو دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا کہ ان کو جن چیزوں نے ترک دنیا پر مائل کیا، اور میں آپ کو بتاؤں کہ ان کے ترکِ دنیا کی وجوہات بہت ٹھوس اور معقول تھیں، میرے خیال میں وہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ آخر وہ کون سا پائیدار عمل ہے جس سے ہماری نگاہ روشنی پاتی ہے۔ مگر جس سوال کا سامنا "بدھا" نہیں کر سکا اس کا سامنا مجھے کرنا پڑا۔ وہ سوال یہ تھا کہ ایک طرف ہماری تمام تر ترجیحات دنیا سے آگے نہیں بڑھتیں اور دوسری طرف ہماری ترجیحات بالائے کائنات چلی جاتی ہیں۔ ہم لوگوں کو ایمان ورثے میں ملا۔ میں نے اپنے نبی ﷺ کی باتی سچائیاں دیکھی ہوئی تھیں۔ میں ان کی بتائی ہوئی اس سچائی کو تحقیق میں ضرور لانا چاہتا تھا مگر میں اس کو reject کرنے کو تیار نہیں تھا۔ چاہے ساری

Marfat.com

دنیا کے فلاسفر بھی اس کو مسترد کر دیں۔

سوال: آپ کو کوئی ڈر تھا؟

جواب: ڈر نہیں تھا۔ یہ میرا تجسس تھا۔ آپ کے پاس صداقت کو پرکھنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ آپ ماضی میں جاتے ہو۔ ابھی میں دیکھتا ہوں کہ جاوید غامدی صاحب فرماتے ہیں سورۃ الفیل میں جو واقعہ بیان ہوا ہے وہاں ابابیلیں نہیں تھیں بلکہ ابراہہ کا لشکر کسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کے آپ کو یہ کہنے کا کوئی حق نہیں کہ وہاں ابابیلیں نہیں تھیں کیونکہ آپ اپنے مؤقف کے حق میں کوئی گواہی نہیں رکھتے جبکہ میرے پاس تو اس واقعہ کے عینی شاہدین کے بیانات موجود ہیں۔ میرے پاس تو اس عرب شہزادے کا لکھا ہوا قصیدہ موجود ہے جو اس نے اپنی عورت یا محبوبہ کیلئے لکھا تھا۔ وہ شہزادہ بتاتا ہے کہ وہ ہاتھی والوں کے پاس گیا اور ان کو بتایا کہ یہ ابراہیم کے خدا کا گھر ہے، اس پر چڑھائی مت کرنا، مارے جاؤ گے۔ اس کے بعد وہ شہزادہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں میں چلا گیا اور پھر انہوں نے ابراہہ کے لشکر پر پرندے اڑتے ہوئے دیکھے اور پھر اس لشکر کی تباہی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ اصول ہے تمام قانون کا اور تمام تاریخ کا کہ کسی بھی واقعہ کی صداقت کو پرکھنے کیلئے اس واقعہ کے عینی شاہدین کا ہونا ضروری ہے۔ اچھا اب ذرا مصر کی طرف نگاہ ڈالئے۔ آج کا انسان کس طرح کہہ سکتا ہے کہ دریائے نیل دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا یا نہیں؟ ادھر ایک آدمی تو نہیں تھا۔ وہاں بارہ لاکھ یہودی موجود تھے (بابِ گنتی کے مطاق) جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ بارہ لاکھ کی اگر آپ مثبت شہادت نہیں گنتے کہ یہ واقعہ ہوا تھا تو ایک شہادت منفی گن لو کہ وہ واقعہ رونما نہیں ہوا تھا۔ یہ ہمارے جو لوگ ہیں ناں، آج کے دانشوران کے پاس تنقید کا کوئی معیار نہیں۔ قرآن کی باتوں کو "اساطیر الاولین" قرار دینے والوں کے پاس خود کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ آج اگر ایک واقعہ رونما ہوتا ہے تو کل کلاں اسے ثابت کرنے کیلئے دو گواہ تو چاہئے ہوتے ہیں اور یہاں تو بارہ لاکھ لوگوں کی گواہی میسر ہونے کے باوجود کس بنیاد پر قرآن کی باتوں کو اساطیر الاولین قرار دیا جاتا ہے۔ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں کہ یہ واقعہ کیونکر رونما ہوا لیکن آپ اس واقعہ کے وجود سے ہی کیونکر انکار کر سکتے ہیں۔ یوں میں اس بات پر تیار نہیں تھا کہ اکثریت کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے میں

Marfat.com

خدا کے ہونے یا نہ ہونے کا یقین کر لوں۔ پھر میں نے آٹھ برس تحقیق و جستجو کرتے ہوئے چند سوالات کے جوابات ڈھونڈنے میں صرف کر دیئے۔ میرا سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ میں اس دنیا میں آزاد آیا ہوں کہ غلام آیا ہوں؟ میرا خیال تھا کہ اگر خدا ہے تو میں آزاد نہیں ہوں۔

سوال: تو پھر جواب ملا؟

جواب: بالکل ملا اور بہت ہی مثبت ملا، حتمی اور فائنل جواب ملا۔ یہ کوئی میرے اندر کی یا میرے وجدان کی گواہی نہیں کہ خدا ہے بلکہ یہ تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ خدا ہے اور میں اس کے وجود کو ایک External Argument کے ذریعے ثابت کر سکتا ہوں کہ خدا ہے! اصل بات یہ ہے کہ ہر زمانے میں خدا اپنے ہونے کی دلیل سے ہی زندہ ہوا۔ اس وقت کے بنائے ہوئے جو پرامیٹرز تھے آج تک ان کو کوئی سائنسدان، کوئی دانشور، کوئی فلسفی توڑ نہیں سکا۔ اگر کوئی یہ کارنامہ سرانجام دے سکتا تو میں آج بھی خدا کو چھوڑنے کو تیار ہوں۔ I am always ready to learn.

سوال: گھر کے معاملات چلانے کیلئے پیسے لامحالہ ہوتی ہے۔ آپ نے تو قناعت کر لی۔ گھر والے کیا کرتے ہیں؟

جواب: کچھ عرصہ قبل مجھ سے کسی نے پوچھا تھا خدا کا فضل کیا ہوتا ہے؟ تو میں نے انہیں جواب دیا تھا اور اسی جواب میں آپ کا جواب بھی مضمر ہے۔ "جب اللہ آپ کو ایسی عزت دے جو خلق کی محتاج نہ ہو، ایسا رزق دے جو اسباب کا محتاج نہ ہو، ایسا ایمان دے جس میں آزمائش نہ ہو تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کر دیا ہے۔" یوں سمجھ لیجئے کہ میرا رزق اسباب کا محتاج نہیں ہے۔ میں تسبیح بتانے کے پیسے نہیں لیتا ہوں۔

سوال: آپ کی اہلیہ نے بھی کبھی تقاضہ نہیں کیا؟

جواب: وہ اس حوالے سے مجھ سے دو ہاتھ آگے ہیں۔ ہمارے گھر میں شروع سے ہی یہ عادت ہے سب اچھا کھانے والے ہیں اور ایک وقت میں سب اچھا کھائیں گے لیکن اس کیساتھ دوسرے وقت بھوکا بھی رہنا پڑے تو بھوکا بھی رہتے ہیں۔

سوال: کیا واقعی ایسا وقت آتا ہے کہ جب آپ لوگوں کو بھوکا رہنا پڑے؟

Marfat.com

جواب: بالکل آتا ہے۔ بلکہ یوں ہوتا ہے کہ جس رات ہم دو سو بندوں کو کھانا کھلاتے ہیں اگلی صبح ہم لوگوں کو بھوکا رہنا پڑتا ہے اور ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ رات کے کھانے میں سے کچھ بچا ہوا ہو تو اس سے منہ کا ذائقہ ہی بدل لیں۔ یہ بات ہمارے ساتھ بالکل فطری ہے۔ آج ہی کا واقعہ دیکھیں، میرے ایک ملنے والے لاہور سے آرہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا لاہور سے کوئی چیز منگوانی ہے تو بتا دیں۔ مجھے لاہور کے چنے بہت پسند ہیں لیکن میں نے انہیں منع کر دیا کہ اس کی کیا ضرورت ہے اور اب مجھے محسوس ہو رہا چنے منگوا ہی لینے چاہیے تھے۔

سوال: بچوں کی بھی تو خواہشات ہوتی ہیں؟

جواب: بچوں کو ان کی مرضی کی چیزیں مل ہی جاتی ہیں مگر میں آپ کو ایک بات بتا تا چلوں کہ میرے بیٹے عبداللہ نے "شریعہ لا" میں گریجوایشن کی۔ اس کے بعد کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس سی کی۔ وہ مجھ سے پیسے مانگتا ہے۔ میرے پاس ہوتے ہیں تو میں دے دیتا ہوں اور اگر میرے پاس نہیں ہوتے تو کہتا ہے کہ کوئی بات نہیں رہنے دیں۔ اس نے کبھی اصرار نہیں کیا۔ میں نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا۔ میں نے عبداللہ سے کہا جہاں دل چاہتا ہے نوکری کرلو۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے ایک دکان بنا دیں میں تھوڑا بہت رزق اپنی مرضی سے کماتا رہوں گا۔۔ تسبیح وہ مجھ سے زیادہ کرتا ہے۔ ماشااللہ اس کی تعلیم موزوں ہے۔ میرے خاندان میں ٹیچنگ کا رجحان بہت زیادہ ہے۔ ہم لوگ فطری طور پر ہی شاید ٹیچنگ سے وابستہ ہیں۔

سوال: فلم وغیرہ دیکھتے ہیں؟

جواب: بہت شوق سے دیکھتا ہوں۔ میں رات کو تسبیح کرتا ہوں اور اس سے پہلے پانچ یا چھ سو لوگوں سے ملنا ملانا بھی رہتا ہے۔ تو جب میں بہت زیادہ تھکا ہوا ہوتا ہوں تو میں کوئی دھما کہ دار قسم کی فلم دیکھتا ہوں۔

سوال: سلطان راہی کی فلمی دیکھتے ہیں؟

جواب: نہیں میں اُردو پنجابی اور خاص طور رہندوستانی فلمیں نہیں دیکھتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بھارتی فلموں کا موضوع یا تھیم ایک ہے اور ہماری فلموں کا تکنیکی معیار ویسے ہی بہت گھٹیا ہے۔ اب انگریزی فلمیں بھی بکواس ہو چکی ہیں۔ کبھی کبھار کوئی ایک آدھ اچھی انگریزی دیکھنے کو ملتی ہے۔

Marfat.com

ابھی رات کو میں The Book of Eli دیکھ رہا تھا۔

سوال: گانے وغیرہ سنتے ہیں؟

جواب: گانے نہیں سنتا شروع سے ہی۔ بس اگر کوئی بہت اچھا لگ گیا تو ایک آدھ منٹ کیلئے سن لیتا ہوں۔ اس سے زیادہ میری استطاعت نہیں ہے۔

سوال: اس کے علاوہ تفریح کس طرح کرتے ہیں؟

جواب: میں اکثر فارغ نہیں ہوتا۔ اگر کبھی فراغت ملے تو ٹی وی وغیرہ دیکھ لیتا ہوں۔ (اپنے کمرے میں بڑے سے ٹی وی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ ٹی وی دیکھ رہے ہیں مجھے الیکٹرانک Gadgets کا شوق ہے۔ کوئی نئی چیز آجائے میں بڑے شوق سے خریدتا ہوں۔

I even buy them at the cost my existance.

میرا ٹی وی مجھے رات کو جگائے رکھتا ہے۔ اس کی یہی بات مجھے پسند ہے۔

سوال: اپنے لئے لباس کا خود انتخاب کرتے ہیں؟

جواب: میں اپنے لباس کا ڈیزائن خود سوچتا ہوں۔

سوال: زمانے کے حساب سے لباس کا انتخاب کرتے ہیں؟

جواب: اگر زمانے مجھے وقت دیتا تو میں زمانے کو بہت پیچھے چھوڑ چکا ہوتا۔ کیونکہ میرے خیال میں جدت اور ندرت میری رگ رگ میں بھری ہوئی ہے۔ میں نوجوانوں کے طور طریقوں سے ان کے انداز و اطوار سے ان سے زیادہ واقف ہوں۔ میں نے ان لوگوں کے آسیب پڑھے ہوئے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ ان کی راہیں کہاں سے شروع ہو کر کہاں پر ختم ہوتی ہیں۔ میں جہاں بھی جاؤں آپ میرے ارد گرد ہزاروں نوجوانوں کو دیکھیں گے اور اسی وجہ سے مجھے ان لوگوں سے بہت زیادہ اُنس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان نوجوانوں نے آگے چل کر اسا سی نوعیت کا کام کرنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے نوجوان دوست دو چیزوں کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ ان پر سیکولرازم کا اثر نہ ہو اور نہ ہی ملا کا۔ ان کو صرف اور صرف مسلمان ہونا چاہئے۔ ان کی شناخت میں مسلمان ہونے کے علاوہ کوئی اور چیز شامل نہیں ہونی چاہئے۔ اللہ کا شکر ہے ہم اس حوالے سے درست سمت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

Marfat.com

سوال: خوشبو کونسی پسند کرتے ہیں؟

جواب: میری خوشبو کا معیار تو بہت فضول ہے۔ مگر باہر سے جتنی بھی آتی ہو بڑی جعلی ہوتی ہے تاہم مجھے "شینل 5 بہت پسند ہے۔

سوال: ہمارے ہاں صوفی ازم میں داڑھی اور عمامہ کو لازم وملزوم سمجھا جاتا ہے۔ کیا لوگ ایک کلین شیو صوفی سے مل کر چونکتے نہیں ہیں؟

جواب: پہلے لوگ ضرور چونکتے تھے لیکن اب نہیں ۔ دراصل ہمارا جو روایتی ملا ہے اس نے داڑھی کو بڑی شدت سے رائج (Establish) کیا ہوا ہے۔ میں بھی داڑھی کی عزت کرتا ہوں اور باریش حضرات سے مجھے محبت ہے۔ مگر مجھے ایک بات کبھی سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ اس سنت کو باقی تمام سنتوں سے بالاتر کیوں سمجھتے ہیں؟ ایک عملی سنت جو آپ کی زندگی اور کردار میں کام آتی ہے جو آپ کو مسلمان بننے کی اصل اہلیت بخشتی ہے اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس کے برعکس داڑھی جیسے ایک خارجی مظہر یا External Feature کو کس طرح پورا اسلام قرار دے دیتے ہیں۔ کسی زمانے میں داڑھی مسلمان کے کردار اور پوری زندگی کی نمائندگی کرتی تھی اب وہ بات تو رہی نہیں ۔ اکثریت کو دیکھیں تو آج داڑھی تعصب کم علمی اور عقائد کی بے جا سختی کی علامت بن چکی ہے۔ اب اس کے ساتھ میری وابستگی نہیں رہی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سنتِ رسول ﷺ علم ہے۔

سوال: حروف مقطعات پر آپ نے تحقیق کی ہے۔ ان کے بارے میں تو یہ حکم تھا کہ ان کی تشریح نہیں کی سکتی۔

جواب: حکم تو خیر نہیں کہا جا سکتا، البتہ حروفِ مقطعات کے حوالے سے اقوال بھی بہت کم ہیں۔ زیادہ اقوال حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے۔ اور میری جب باری آئی تو میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ جب سارا قرآن ہمارے سمجھنے کیلئے نہیں ہے تو پھر بہت سارے قرآن کی ہم سے جواب طلبی بھی نہ کرو۔ میں بھی بہت چالاک تھا۔ اس لیئے میں نے یہ عرض پیش کی تھی۔ میں نے کہا کہ اللہ میاں کل کو آپ کہو گے کہ یہ تمھارے سمجھنے کیلئے تھا کیونکہ بار بار آپ قرآن میں یہی فرمارہے ہو یہ تمھارے سمجھنے کیلئے ہے۔ تو قرآن میں سے اگر کوئی بات یا اس کا کوئی

Marfat.com

حکم ہماری سمجھ میں نہیں آتا تو اس کیلئے ہمیں ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ لیکن میں ساتھ ساتھ ان حروف پر غور و فکر بھی کر رہا تھا۔ تو پھر اللہ کریم نے مہربانی فرمائی اور بہت ساری باتیں کھلنا شروع ہو گئیں، اور یوں آہستہ یہ ایک بہت بڑا Pattern of knowledge وجود میں آ گیا۔

اس پر میں نے ایک لیکچر دیا ہے۔ جو شاید چودہ سو برس میں پہلی مرتبہ دیا گیا ہو۔ متشابہات پر میں نے لیکچر دیا ہے ان کی General form کے علاوہ ان کی Particular form یعنی حروفِ مقطعات پر یہ لیکچر میں نے حال ہی میں ہونے والے سالانہ پروگرام کے دوران دیا تھا۔ وہ دو گھنٹے کا لیکچر ہے۔ اس میں، میں بڑے سنجیدہ انداز میں کچھ باتوں کو زیرِ بحث لایا ہوں۔ ہاں حروفِ مقطعات کے حوالے سے زیادہ بات اس لئے نہیں کہ اناڑیوں کے ہاتھ میں یہ علم suffer کرتا ہے۔ اور لوگ پھر اٹکل پچوؤں سے کام لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح یہ علم ایک خطرناک توارد ذہنی کا شکار ہو سکتا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ذی روح کو میں پیشانی یا (Fore Brain) سے تھام رکھا ہے۔ تو پھر ایسی صورتحال میں انسانی آزادی اور ارادہ کہاں گیا؟

جواب: ہمیں اصل میں یہ دیکھنا ہے کہ کون سے افعال میں ہم آزاد ہیں اور کون سے افعال سر انجام دینے میں ہم آزاد نہیں ہیں۔ ہمیں اپنا Area of freedom تلاش کرنا پڑتا ہے۔ جب تک ہمیں اپنی آزادی اور اختیار کی حدود کا پتا نہیں چل جاتا اس وقت تک ہم اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ کیونکہ پروردگارِ عالم نے انسانوں کو بہت سے کاموں کی طرف لے جانا ہوتا ہے۔ دراصل سارے انسان دنیا میں آتے آزمائش کیلئے ہی ہیں۔ کوئی غربت میں آزمایا جاتا ہے تو کوئی امارت میں اور کوئی متوسط میں۔ اب اللہ کا طریقہ کار یہ ہے کہ فرض کریں اگر متوسط درجے کے معیار سے آپ کی آزمائش کی جانی ہے تو اس کیلئے وہ پروفیشن بنائے گا۔ آج سے اگر سو برس پہلے دیکھو تو زیادہ تر پروفیشن جو آج موجود ہیں، ماضی میں ان کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا پہلے پروفیشن تخلیق کرتا ہے پھر لوگوں کو ان کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ Drive ہے۔ اگر خدا یہ کام نہ کرتا تو یہ Drive ختم ہو جائے۔ پھر سوچئے کہ بچھو پڑا رہے اور کبھی بھی نہ کاٹے۔ سانپ کے متعلق بھی ایسی ہی صورتحال ہوتی تو پیشانی سے تھامنا

Marfat.com

دراصل ایک ریموٹ کنٹرول ہے جس کو اللہ تعالیٰ قائم رکھتا ہے۔اس ریموٹ کنٹرول کو آپ کے انتخاب اور آپ کی آزادی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ زندگی میں آسانیاں پیدا کرنے کیلئے ہے تاکہ زندگی چلتی رہے، کاروبارِ حیات جاری وساری رہے۔ کسی قسم کی مزاحمت سامنے نہ آئے۔کوئی دنیا میں آنے، یہاں سے جانے یا کسی خاص مقام پر سے گزرنے سے انکار نہ کردے، یہ کنٹرول وہ انسان کے ہاتھ میں دے سکتا تھا۔لامحالہ یہ کنٹرول اور اختیار اس کے پاس ہی رہنا تھا۔میں آپ کو ایک چھوٹی سی بتاتا ہوں۔یہ آج ہم انسان جو بڑے سیانے ہوگئے ہیں لیکن جب اس نے انسان کو زمین پر بھیجا تھا، پیدا کیا تھا، تو اس وقت نہ بڑے بڑے کاروبار تھے نہ پیشے تھے تو اللہ تعالیٰ کو وسائل بھی پیدا کرنے تھے۔تاکہ بندہ کھاتا پیتا اور اپنی دیگر ضروریات پورا کرتا رہے۔سمندر بنانے تھے جہاں سے مچھلیاں پکڑ کر انسان کھاتا تھا، پھر اس نے انسان کو اوزار بنانے سکھائے وغیرہ وغیرہ اور آج اس دور تک آپہنچے کہ جب عقل بہت ترقی کرچکی ہے، شاطر ہوچکی ہے لیکن یہ عقل کتنی ناقص ہے جو ہم نے یہ سوچنا شروع کردیا ہے کہ We make it all! ابھی تو نینو ٹیکنالوجی (Neno Technology) آرہی ہے جس کے خالق یہ کہتے ہیں کہ اس ٹیکنالوجی کی مدد سے انسان جو کچھ سوچے گا بنالے گا۔

سوال: آپ کو تو کلوننگ کو قربِ قیامت کی نشانیوں میں شمار کرتے ہیں مگر آج سائنسدان "کریگ وینٹر (Craig Venter) مصنوعی خلیے کے دعوے کررہا ہے؟

جواب: کلوننگ دراصل دجال کی نشانی بلکہ دجال کی اصل نشانی ہے۔کلوننگ کا پہلا تجربہ ہونے سے تقریباً چھ ماہ قبل میں نے اپنے ایک لیکچر میں حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں کہا تھا کہ انسان انسان کا ہمشکل تیار کرنے پر قدرت حاصل کرلے گا۔ابھی بھی میرے پاس کچھ ایسے اشارات موجود ہیں جنہیں میں انگلینڈ اور امریکہ میں زیرِ بحث لایا تھا اور مغرب کے دانشوروں نے کہا تھا کہ:"Still we do not have the option" بلکہ میں نے سب سے پہلے اس دنیا میں یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ دنیا صرف ایک ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی کئی دنیائیں ہیں اور یہ تصور میں نے اپنی طرف سے پیش نہیں کیا تھا بلکہ یہ تصور تو میں نے قرآن سے اخذ کیا۔اکثر لوگ اس وجہ سے مجھ پر تنقید کرتے ہیں بلکہ باقاعدہ میرے خلاف ہوجاتے ہیں کہ میں کسی بزرگ کو بیچ

Marfat.com

میں چھوڑتا ہی نہیں۔ اب بات یہ ہے کہ انسانی حوالے سے میں کسی کی عزت تو کر سکتا ہوں، کوئی بڑے صاحب ہیں، کوئی مولانا ہیں، مگر جہاں تک قرآن کی تشریح کی بات ہے بارہ سو سال تک قرآن کو نظر انداز کیا گیا۔ بارہ سو سال تک بہت بڑے بڑے نام ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ہمیں کچھ پسند ہوں گے اور کچھ ناپسند او۔ بعض نام تو ایسے ہیں جن کا نام لیتے ہوئے فرشتے بھی وضو کرتے ہوں گے۔ مگر سچی بات ہے کہ ان میں سے کئی لوگ بڑے نالائق لوگ تھے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات بتا تا ہوں۔ حضرت ابنِ عباسؓ کے بعد ہمیں واضح طور پر نظر آتا ہے معتزلہ "ماتریدیہ" "اعشاریہ" اتنے زیادہ دانشور خاص طور پر یونانی علوم کے تراجم کے زیرِ اثر رہے۔

اس دور کے دانشوروں میں ابن سینا اور فارابی جیسے بڑے بڑے نام دکھائی دیتے ہیں مگر ان لوگوں نے قرآن حکیم کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے کی بجائے یونانی علماء کے بیان کردہ غلط سلط نظریات کو اپنا لیا۔ ظاہر ہے جب یونانی علماء اغیار کے نظریات کو قبول کریں گے، ان پر ایمان لائے آئیں گے تو پھر وہی حال ہوگا جو سرسید کا ہوا تھا۔ اغیار کی رائے کو درست ثابت کرنے کیلئے قرآن کو تبدیل کیا جانے لگا۔ قرآن کے معنی میں تحریف و تبدل کا آغاز ہو گیا۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں، پندرہ سو برس قبل مسیحیت میں بطلیموس (Ptolemy) نے پہلا جدول شمسی مرتب کیا۔ اس نے کہا کہ زمین ساکت ہے اور باقی کائنات اس کے گرد گھوم رہی ہے۔ "بطلیموس" کی یہ رائے چلتی گئی اور اسے سچ سمجھا گیا۔ تا آنکہ 1542ء میں "کوپرنیکس (Coperrnicus)" نے کہا کہ بطلیموس کا نظریہ غلط ہے۔ کوپرنیکس کی رائے یہ تھی کہ سورج ساکت ہے اور باقی کائنات اس کے گرد گھوم رہی ہے۔ زیادہ دور کی بات نہیں 1980ء تک تو ہمیں بھی اپنی درسی کتب میں ایک فقرہ لکھا ہوا ملتا تھا کہ کائنات میں کچھ ثوابت ہیں اور کچھ سیارے ہیں۔ آیئے اب قرآن سے رجوع کرتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ قرآن ان دونوں غلط نظریات سے پاک ہے۔ (ترجمہ) اور ہم نے سورج اور چاند کو مسخر کو دیا اور یہ سب ایک وقت مقررہ تک چلتے رہیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کائنات میں کوئی بھی چیز ساکت یا جامد نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ کے بڑے بڑے ناموں نے قرآن پر یقین نہیں کیا۔ اس کے فرمان پر ایمان نہیں لائے۔ بارہ برس تک کسی مفسرِ قرآن یا کسی عالم نے قرآن کے اس فرمان پر

Marfat.com

توجہ دینے کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی۔ 1980ء کے عشرے میں آ کر "ہبل" دوربین خلا میں لگ گئی، کائنات کے جائزے شروع ہوئے اور بالآخر اس قانون کی تصدیق ہو گئی کہ کائنات کی ہر چیز گردش میں ہے۔ کائنات میں کچھ بھی ساکت و جامد نہیں۔ آپ کو اندازہ ہے کہ ہمارے "نامور مسلمان سائنسدانوں اور علماء" کی وجہ سے ہمیں بحیثیت مسلمان قوم کیا نقصان اٹھانا پڑا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم پورے بارہ سو سال کے خسارے میں چلے گئے۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی۔ ابتدائے حیات کی بات کی جائے تو کسی نے کہا کہ زندگی آگ سے بنی ہے۔ کسی نے کہا کہ مٹی سے اس کی تشکیل ہوئی۔ کسی نے عناصرِ اربعہ کو ابتدائے حیات کا ماخذ قرار دیا اور قرآن نے کیا ارشاد فرمایا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ہم نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا" اگر ہمارے دانشور، سائنسدان اس وقت اگر قرآن پر یقین رکھتے اس کے فرامین کو سمجھتے تو آج ہم بارہ سو برس حیاتیات کے شعبے میں دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے آگے ہوتے۔ بارہ سو برس ہم علم فلکیات میں دنیا سے آگے ہوتے۔ مسلمانوں پر سب سے بڑا سانحہ گزرا کہ انہوں نے قرآن پر دیگر علوم اور اغیار کے نظریات کو ترجیح دی۔ ایک صاحب اٹھے (غلام احمد پرویز) اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابوذرؓ کی بیان کردہ حدیث غلط ہے۔ جس میں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا "ابوذر پتا ہے یہ سورج کہاں جاتا ہے؟" ابوذرؓ نے جواب دیا کہ "اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں"۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ "سورج عرش کو پہنچتا ہے تو پھر اسے حکم دیا جاتا ہے کہ واپس لوٹ جاؤ۔ پھر ایک دن سورج کو حکم دیا جائے گا کہ تم نے واپس نہیں لوٹنا۔ اس حدیثِ مبارکہ پر غلام احمد پرویز نے بہت شور مچایا کہ یہ حدیث خلاف واقعہ ہے۔ سائنسی اعتبار سے درست نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر موصوف صبر کر لیتا تو شاید اسے اس حدیث کی صداقت کا پتہ چل جاتا۔ موصوف نے اعتراض کیا کہ سورج کی تو ایک ہی گردش ہے جس کی وجہ سے صبح و شام پیدا ہوتے ہیں لیکن بعد میں جب سائنس نے مزید ترقی کی، کائنات کے مزید رازوں سے پردہ اٹھا تو پتہ چلا کہ سورج کی گردش تین اقسام کی ہے۔ ایک تو بیرونی گلیکسی میں، دوسری وہ گردش ہے جس سے صبح و شام ظہور میں آتے ہیں اور ایک اس کی "ہرکولین" گردش ہے۔ اس گردش کے تحت سورج 150 میل کی رفتار سے گھومتا ہوا جس مقام تک پہنچتا ہے اس کا نام سائنسدانوں نے "Solar Apex" رکھا ہے اب

Marfat.com

Apex کا ترجمہ "عرش" کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے؟ یہ حال تھا ہمارے سائنسدانوں اور دانشوروں کا۔

سوال: آپ کا قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کا انداز عام لوگوں سے کس طرح مختلف ہے؟

جواب: بس میرے پڑھنے اور سمجھنے کا انداز جدا تھا۔ میں جب بھی قرآن شروع کرتا ہوں تو پڑھتا کہ **الم O ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ** ۔(ترجمہ) یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ۔ اس میں دو چیزیں مجھے پہلے تنگ کرتی ہیں کہ خدا نے Negative Confirmation سے آغاز کیوں کیا؟ اس کی بجائے خدا نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ **"ذَالِکَ الْکِتَابُ نَزَّ لَ بِا لْحَقِ "**(ترجمہ) ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی۔اس کا حق تو یہ بنتا ہے کہ وہ اتھارٹی ہے اور وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ دیکھو یہ کتاب میں نے حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے۔ اس کے برعکس خدا ایک عجیب وغریب جملہ بول رہا ہے۔خدا کی چال تو لوگوں کی چال سے بہت اعلیٰ ہے، بہت ہٹ کر اور بہت مختلف ہوتی ہے۔اس لیے وہ ہر چیز کے داؤ پیچ کو اچھی طرح جانتا ہے اسی لیے تو وہ کہتا ہے کہ **"ا ل م"** اس کتاب میں کوئی شک نہیں۔ دوسرے لفظوں میں خدا انسان سے سوال کرتا ہے" کیا تمہیں اس کتاب میں کوئی شک ہے؟" یہ ایک نہایت ہی نفیس قسم کا چیلنج ہے جو خدا نے ہر اس شخص کے سامنے رکھ دیا ہے جو قرآن حکیم کو پڑھنا اور سمجھنا چاہتا ہے۔

سوال: آپ کسی مفسر کی لکھی ہوئی تفسیر پڑھتے ہیں؟

جواب: میں کسی کی لکھی ہوئی تفسیر نہیں پڑھتا مگر خوش قسمتی سے میرے پاس قرآن شریف کا ایک ایسا نسخہ موجود ہے جو ہم عجمیوں کیلئے بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔ میں عربی اتنی نہیں جانتا کہ "لسان العرب" کا دعویٰ کروں۔ مجھے تو قرآن مجید کو سمجھنے کیلئے اس کے ترجمے کی ضرورت ہوتی ہے۔میرے پاس جو قرآن مجید کا نسخہ موجود ہے۔اس کی دو اہم خوبیاں ہیں۔پہلی خوبی اس نسخے کی یہ ہے کہ اس کا ترجمہ رفیع الدین احمد نے کیا ہے۔مزے کی بات یہ ہے کہ ساتھ دوسرا ترجمہ نواب وحید الزمان وحیدی نے کیا ہے۔نواب وحید الزمان چونکہ مقامی ہیں تو یہاں آ کے ہی بھٹہ بیٹھ جاتا ہے اور ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے متعلق فرماتا ہے کہ یہ "لغو" بات ہے۔تو شاہ رفیع الدین احمد اس کا ترجمہ "لغو" یا "فضول" بات ہی کریں گے۔

Marfat.com

مگر جب وحید الزمان ترجمہ کریں گے کہ خدا کہتا ہے کہ یہ لوگ " بکواس" کرتے ہیں۔اب آپ دیکھیں کہ بکواس ایک پرسنل لفظ ہے جو ہم اپنے کسی مخالف سے کہتے ہیں۔اب اللہ تعالیٰ کسی کو یہ نہیں فرماتے کہ " بکواس بند کرو" کیونکہ یہ ایک مقامی لفظ ہے۔اس لیے اس کی بجائے خدا یہ کہتا ہے کہ "لغو بات" ہے یا "بے ہودہ" بات ہے۔زبان کے استعمال میں ہمیں کافی محتاط رہنا پڑتا ہے۔شاہ رفیع الدین کا کام اس حوالے سے بے مثال ہے۔انہوں نے ترجمہ قرآن میں کوئی کمی بیشی نہیں کی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں عربی زبان پر مکمل عبور حاصل تھا۔ان کے ترجمے کی دوسری صفت یہ ہے کہ جب کسی آیت کا ترجمہ کرتے ہیں تو اس کے ساتھ منسلک احادیث بھی بیان کرتے ہیں۔اس کو تفسیر بالحدیث کہتے ہیں۔

سوال: کیا آپ غور وفکر سے ہی اس مقام تک پہنچے یا آپ نے بھی مراقبے یا چلّے وغیرہ کیے ہیں؟

جواب: ناں ناں! استغفر اللہ، استغفر اللہ۔ میں تو ان چیزوں کا قائل نہیں ہوں۔ میں نے اس قسم کی کوئی ریاضت نہیں کی۔ بات یہ ہے کہ میں پھر آپ کو حدیث پاک ﷺ سناتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ایک لمحے کا تفکر تمہاری ستر برس کی ریاضت اور عبادت سے بہتر ہے"۔عملی عبادات جو بھی ہیں یہ مشقوں میں آتی ہیں۔آپ پانچ نمازیں اکٹھی نہیں پڑھ سکتے، خلوص سے یا ایک انداز سے نہیں پڑھ سکتے۔ فجر کی کسلمندی اپنی جگہ ہے اور ظہر کا عجز بدن اپنی جگہ، عصر کی جلدیاں اپنی جگہ، مغرب کی خوابنا کیاں اپنی جگہ اور عشاء کے تساہل اپنی جگہ۔یعنی پانچ نمازیں اکٹھی کوئی بھی نہیں پڑھ سکتا۔اس کیلئے آپ کو جسمانی طور پر عادت ڈالنی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے نماز کی صورت آپ کو ایک عذر بخشا ہے کہ "یار پانچ وقت میرے حضور آ جانا کہ میرے پاس تمہاری بخشش اور معافی کا کوئی عذر رہ جائے"۔اللہ کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ آپ نماز کیسے یا کس انداز میں پڑھ رہے ہیں۔اگر آپ باب الایمان بخاری دیکھیں تو پہلی حدیث میں صحابہ کرامؓ گلہ کر رہے ہیں کہ "یا رسول اللہ نماز میں وسوسے بہت آتے ہیں"۔آقا ﷺ نے فرمایا عین ایمان ہے۔تمام نماز کے وساوس نماز کا قیام توڑنے کیلئے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے بارے میں ایک ہی پابندی لگا دی کہ "قیام، قیام اور قیام"۔نماز قائم کرنے کا حکم دے کر گویا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے "یار یہ ایک بہانہ ہے میرے لیے تمہیں بخشنے کا۔ظاہر ہے جب تم آؤ گے نماز کیلئے تو تب تمھارا کوئی مخالف بھی اعتراض نہیں کرے گا کیونکہ نماز اللہ کے سوا کسی اور کیلئے نہیں ہوتی۔یوں میرے پاس ایک عذر ہو گا تمہیں بخشنے کا۔تو نماز کی پابندی انسان کی بخشش کا عذر ہے اور اس کے علاوہ میرا خیال ہے کہ عملی طور پر بہت ہی مشکل ہے کہ انسان کو ایک ایسا سجدہ میسر آجائے جو مکمل خلوص اور حضورِ دل سے کیا گیا ہو۔

اقبال نے صحیح کہا ہے کہ

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یقین کیجئے کہ ایک سجدہ واقعی بہت مشکل سے ملتا ہے۔جس میں خلوص مکمل سپردگی، وابستگی محبت یا خود سپردگی کی کیفیت آجائے۔

سوال: **ابھی آپ نے پانچ نمازوں کے وقت انسان کی نفسیاتی حالت یا مختلف کیفیات کا ذکر کیا۔کیا آپ نہیں سمجھتے کہ اس مصروفیت کے دور میں نماز کی بروقت ادائیگی مشکل ہوتی ہے؟**

جواب: آپ جانتے ہیں کہ "love's labours is always sweet" یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا تمام دباؤ محبت پر ہے۔میں ابھی کل ابنِ ماجہ کی ایک حدیث سنا کر آیا ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمھاری تہجد تمہارے نوافل تمہارے صدقات تمہاری نمازوں اور تمہارے روزوں سے افضل ہو۔اصحابِ رسول ﷺ نے عرض کی۔۔۔یارسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے۔فرمایا "آپس میں محبت رکھو"۔آپ بتایئے کہ جس مذہب کا اول و آخر ہی محبت ہو اس کو "SAINT VALENTINE" کا طعنہ کیا دے گا؟ ایک ایسی حدیث آئی کہ جس سے اصحابِ رسول ﷺ بے حد وحساب خوش ہوئے۔ ہمارے ہاں کٹر اور ضدی قسم کے علماء نے مذہب کی ٹون (Tone) یا اس کا لہجہ ہی تبدیل کر دیا ہے۔

سوال: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں محبت نماز سے افضل ہو گی؟

جواب: افضل نہیں ہو گی۔جو حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں وہی Maintain کیے ہیں میں

Marfat.com

نے ۔میرے خیال میں محبت ان عبادات کو Compensate کر دیتی ہے ۔ میں آپ کو بتاؤں کہ محبتوں میں بھی Competition ہوتا ہے۔محبتوں میں بھی آپ افضل ترین محبت کو ترجیح دیتے ہواور اللہ تعالیٰ کی محبت سے افضل اور اعلیٰ محبت کسی کی ہوسکتی ہے؟اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشادفرماتا ہے کہ تم ہرگزنہیں پاسکتے میری محبت کو جب تک اس کیلئے اپنی باقی محبتوں کوقربان نہ کردو۔ہم یہ نہیں کہتے انسان سے محبت افضل ترین ہے۔یا اعمال سے بڑھ کر ہے مگر اللہ سے جو محبت کی جاتی ہے اس کی وجہ کوئی انسانی قربت یا ساتھ کا حصول نہیں ہوتی ۔ جب آپ کو اللہ سے محبت ہوگی تو سارا رنگ **"صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ"** اللہ کا رنگ اور کیا اللہ کے رنگ سے بہتر بھی کوئی رنگ ہے؟ عبادت تو اس کو کہتے ہیں،محبت تو اس کو کہتے ہیں ۔یہ ضروری ہے مسلمانوں کیلئے ،سب سے پہلی محبت جو ہے وہ اللہ کی اس کے بعد محبتوں کا سیلاب نیچے کو اترے گا۔اللہ کی محبت مسلمان کا کلچر ہے اور لوگوں سے محبت اس کی تہذیب ۔

سوال: کیا نیتِ عمل کو Compensate کرسکتی ہے؟

جواب: آپ غور کرو حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں اصل میں کٹر پن جو ہے اس کا براہِ راست مکالمہ مذہب کی فطرت ہے ہوتا ہے۔یہاں ہمیں علماء کی تردید اس طرح نہیں کرنی چاہئے کہ کہیں نماز نہ پڑھیں۔الحمدُ للہ اگر میں بھی چاہوں تو میں یہ کہوں گا جو باہوش ہیں ان کو نماز پڑھنی چاہئے ان کا اصول البتہ وہ نہیں ہے۔جو ہمارے علماء بتاتے ہیں ۔اصول یہ ہے کہ اللہ مجھ سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ جو تم مجھ سے دعویٰ محبت رکھتے ہو میرے حکم کو کیونکر نظر انداز کر سکتے ہو۔ دیکھو میں ایک خصوصی حیثیت کیلئے جدوجہد کررہا ہوں ۔اللہ کے قرب کیلئے کوشاں ہوں ۔تو مجھے کہا جاتا ہے کہ پرائمری کلاس پاس کیے بغیر تم براہِ راست پی ایچ ڈی میں تو نہیں آسکتے ۔تم ابتدائے حال کو کیسے رخصت کرو گے۔ یہ پانچ چیزیں جو ابتدائے مذہب میں ہیں ۔ ان کو over Importance مل رہی ہے، اور یہ over Importance ہمارے ان علماء نے دی ہے۔ جو اخوان المسلمین تحریک محمدیہ اور جماعت اسلامی میں شامل ہیں ۔ایک بات جو آپ کو بہت غور سے سنی ہے وہ یہ ہے کہ کسی مسلمان نے یہ بات نہیں کہی بلکہ ایک غیر مسلم مغربی دانشور نے کہی ہے اور اس کی یہ بات سو فیصد درست ہے۔اس کے خیال میں مسلم قوانین بیس فیصد

Marfat.com

قرآن حکیم اور اسّی فیصد حدیث مبارک کی روشنی میں وضع کیے ہیں۔ جب ہم داخلی عبادت کو آتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ بیس فیصد ایمان جو ہے اس کی بنیاد خارجی ہے اور اسّی فیصد کی بنیاد داخلی تربیت پر ہے۔ اس اسّی فیصد داخلی تربیت کا تو کوئی نام ونشاں نہیں رہا اس ساری جنگ میں کچھ عقلوں نے دباؤ ڈالا کچھ ملا کے کٹڑ پن اور کم علمیوں نے کے ہم اس اسّی فیصد داخلی تربیت اور ایمان اور اسلام کے دور سے دور ہو کر بیس فیصد کیلئے جنگ وجدل میں مصروف ہیں۔

سوال: **اسّی فیصد اسلام سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اس کی تربیت کس طرح ہونی چاہیے؟**

جواب: لاعلمی ہوس، جھوٹ، نفاق، انسانی ہمدردی یہ اتنی ساری چیزیں جو آپ کے اندر موجود ہوتی ہیں آپ کی جبلی اقتدار کہ نفس جن کا مجموعہ ہے۔ میں نفس کی تشریح اس طرح کرتا ہوں کہ نفس دراصل جبلتوں کے ایک پیکٹ یا مجموعہ کا نام ہے۔ آپ کی جو بنیادی جبلتیں ہیں نفس اس کا حاصل قسمت ہے۔ نفس کسی نا کسی صورت میں آپ کو اکساتا رہتا ہے۔ پھر نفس کی اپنی نزاکتیں ہیں اس میں نرگسیت ہے۔ نمائش پسندی ہے، پھر اس کی مزید نفسیاتی الجھنیں ہیں، جو جبلتوں سے بنتی ہیں۔ آپ اسّی فیصد اسلام کو بھول کر بیس فیصد پر کیا دعوئے اخلاص رکھتے ہیں؟ میں یہ نہیں کہتا کہ بیس فیصد اسلام کو فراموش کر دیں۔ کیونکہ وہ تو بنیاد ہے آپ کو علم ہے کہ شروع کیا ہے؟ طریقت کیا ہے؟ شرع کی تعریف تو بہت ہی سادہ ہے۔ کم سے کم زادِ راہ جس سے آپ منزل تک پہنچ سکیں یہ ہے شرع کی تعریف۔ اب ظاہر ہے اگر آپ کو کچھ نہیں آتا اور سیدھے سادے مسلمان ہیں۔ آپ کا آئی کیو نہیں ہے مگر آپ ان عبادات کی پابندی کرتے ہیں تو اللہ بھی انہیں قبول کرتا ہے، اور آپ کو جنت عطا کرتا ہے۔ دیکھئے اگر سولہ کروڑ مسلمان ہیں اور یہ سب کے سب عبادات کر رہے ہیں تو یہ سب لوگ جنتی ہو سکتے ہیں ان کو کوئی مشکل نہیں آئے گی، لیکن ان سولہ کروڑ میں سے کم ازکم ایک کروڑ تو ایسے نکلیں گے کہ جو ذرا بہتر کی خواہش رکھیں گے شاید دینی علوم کے حصول کی خواہش رکھیں گے۔ اس سے پھر ممکن ہے کہ کوئی ایک آدھا لاکھ ایسے نکلیں جو ایسے نکلیں جو خدا کی محبت اور قربت کے خواہش مند یا دعویدار ہوں۔ کسی بھی مسلمان معاشرے کے اوپر کسی ایک خدا شناس کا ہونا لازم ہے اور اگر آپ ان سکولوں کی بات کرتے ہیں تو مجھے ان سکولوں کی موجودگی پر کوئی اختلاف یا گلہ نہیں۔ لیکن ان سکولوں سے پوچھنا چاہیے کہ تم کن الجھنوں اور چکروں میں پڑے ہو؟

Marfat.com

تم سب کے سب مل کر بھی ایک خداشناس پیدا کرنے سے کیوں قاصر ہو؟ تمہاری ترجیحات غلط ہو چکی ہیں۔آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک شریعتیں بدلتی رہیں، کمی بیشی ہوتی رہی حلال وحرام کی تخصیص جاری رہی مگر بنیادی مقصد کبھی تبدیل نہ ہوا اور وہ بنیادی مقصد ہے خدا تک پہنچنا، خداشناس ہونا، اگر مذہب میں سے خداشناسی کو نکال دیا جائے تو یہ محض رسم ورواج کا مجموعہ اور ترکِ عقل ہو جاتا ہے۔ یہی ایک چیز تھی کہ اللہ نے آپ کو ایک مذہب دیا لوگوں کو جب Nostalgia محسوس ہو اپنے گھروں میں جائیں سوچیں غور وفکر کریں تو انہیں خدا تک پہنچنے کا کوئی راستہ مل جائے اس لیے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے جب باقی ادیان کو منسوخ کیا تو فرمایا "اب مجھ تک (خدا تک) پہنچنے کا راستہ اسلام ہے۔ یہ کوئی متعصّبانہ بیان نہیں تھا۔لوگوں کا خیال ہے اس حیاتِ مبارکہ کے نزول سے باقی تمام مذاہب اور ادیان کو Discard کر دیا گیا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ابتدائی تعلیمات تھیں اور اسلام ہر حوالے سے مذہب اور دین ہے۔ظاہر ہے کہ ایم اے پاس کرنے کے بعد اپنی نیم پلیٹ پر یہ نہیں لکھتے کہ پرائمری جماعت آپ نے فلاں سکول سے پاس کی ہے، کیونکہ آپ پرائمری جماعت سے گزرتے ہوئے اعلیٰ ترین ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔آج دین مکمل کر دیا گیا اور نعمت تمام کر دی گئی، پیغام بھی مکمل ہوا اور پیغمبر بھی پورے کر دیئے گئے۔اب آپ کو اس بات کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آپ ابتدائی علوم کی طرف رجوع کریں۔اگر آپ کو شرح موسوی کے دس احکامات پڑھنے ہیں تو وہ قرآنِ کریم میں موجود ہے۔اگر آپ کا خیال ہے کو قوم یہود کو اللہ تعالیٰ نے دس احکامات (Ten Commandments) دیئے تھے تو قرآنِ کریم میں بھی موجود ہیں اگر اس عیسائیت کے متعلق بات کی جائے تو احکامات حضرت عیسیٰ کو دیئے گئے وہ بھی قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اب آپ کو ابتداء کی طرف پلٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔مذہب آدم سے لے کر محمد رسول ﷺ تک فطری انداز میں ترقی کرتے ہوئے آگے بڑھا ہے۔اسلام تک آتے آتے دین اور مذہب مکمل ہو گیا ہے۔اب اگر میں اس زمانے میں جب مجھے علم ہے کہ اٹامک ویٹ تبدیل کرنے سے کسی دھات کی خاصیت یا ہیت تبدیل ہو جاتی ہے تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں جابر بن حیان کے کیمیائی نسخے ڈھونڈتا پھروں؟ یہ سوائے کے اور کیا کہلائے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ قرآن میں آگے جا کر

Marfat.com

فرماتا ہے کہ اب اگر تم اسلام کے علاوہ کسی مذہب کے ذریعے مجھ تک آنے کی کوشش کرو گے تو میں قبول نہیں کروں گا۔ اتنے واضح حکم کے باوجود ہمارا احمق سیکولر جو ہے باقی مذاہب میں تصوف ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ بلکہ آپ دیکھیے کہ انسان دوست رجحانات تصوف یا خدا شناسی کا نام دیا گیا ہے۔ اگر مادام ٹریسا نیک تھی اور اس نے انسانیت کی بڑی خدمت کی ہے تو زمین نے اسے فائدہ دے دیا ہے اس کی بڑی عزت ہوئی ہے لوگ اس کی آخری آرامگاہ پر جا کر دعا مانگتے ہیں اور پھول بھی چڑھاتے ہیں۔ مگر اسے ہم خدا شناسی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اب اگر کہا جائے کہ 6 ارب انسان خدا کو نہیں مانتے تو یہ بات سچ ہو سکتی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ 6 ارب انسانوں میں سے ایک بھی خدا شناس موجود نہ ہو مگر ایک بھی خدا شناس موجود ہوا تو مسلمان ہوگا۔ مسلمان کے علاوہ کوئی بھی خدا کو نہیں پا سکتا۔ دین توحید رکھنے والے دیگر مذاہب کے جو لوگ ہیں وہ خدا شناسی کی دعویٰ نہیں کر سکتے؟ سوال ہی نہیں ہوتا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ خدا کو تو ایک مانتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ مجھے تو مانیں میرے وجود کا اقرار کریں لیکن میرے بہترین دوست کے وجود سے منکر ہوں۔ حج کیا ہے؟ حج سارے کا سارا ایک دوست کی سنت ہی تو ہے۔ خدا کو اپنے دوست بہت ہی عزیز ہیں۔ جب لوگوں نے کہا کہ صفا اور مروہ میں ابراہیم موجود ہی نہیں تھے آپ ہمیں ادھر کیوں دوڑاتے پھرتے ہو؟ اُم مومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے کہا کہ جب صفا مروہ میں تو ابراہیم علیہ السلام نہیں باقی تو تمام سنتِ ابراہیمی تھی تو اس میں نہیں ہے تو پھر ہمیں صفا اور مروہ کے درمیان کیوں دوڑاتے ہو تو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صفا مروہ بھی شعائر ہیں۔ اللہ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بہتر دوست کے ساتھ جو چھوٹی چھوٹی چیزیں یا باتیں منسوب ہیں میں ان کا بھی لحاظ رکھنے والا ہوں۔ اتنی اچھی دوستی والا تو اور کوئی ہے ہی نہیں۔ اسی لیے جو اللہ ودود ہے وہاب ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا کہ بعض دلوں پر میں نے مہر لگا دی ہے تو پھر انسان کی اس دعا کے کیا معنی یا حقیقت رہ جاتی ہے کہ یا اللہ مجھے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ یہ عقیدہ انتہائی ناقص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کہا کہ مخلوقات کے پاس چوائس نہیں تھی، حقِ انتخاب نہیں تھا۔ یعنی پیدا ہونے کی چوائس نہیں تھی اگر یہ پوچھا جاتا کہ تم نے پیدا ہونا یا نہیں ہونا تو بہت سے سیانے لوگ ویسے بھاگ جاتے پیدا ہونے سے انکار کر دیتے کہ کوئی ضرورت نہیں کہ اپنے آپ کو

Marfat.com

اتنے بڑے رسک میں ڈالیں پریشانی میں مبتلا کر لیں یہ چوائس ہمارے پاس نہیں تھی۔ خدا کے پاس انسان کو پیدا کرنے کا حق تھا۔ آپ دیکھیں تو کہ کوئی تصویر مصور سے یہ نہیں کہ سکتی کہ تم نے مجھے کالا کیوں بنایا یا پیلا کیوں کیا؟ مگر اس کے باوجود اللہ اتنا مہربان اور کریم ہے کہ اس نے اپنے اس جبر کو کور (Cover) کیا۔ اس نے کہا کہ چونکہ تمہارے پاس یہ حق نہیں تھا کہ اپنی مرضی یا ارادے سے پیدا ہوتے بلکہ میں نے اپنی مرضی اور اپنے ارادے سے تمہاری تخلیق کی ہے اس کے بعد میں نے انسان پر جبر کے نام کے طور پر ایک چیز اپنے اوپر لازم کر لی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ میں ہر حال میں اپنی مخلوق پر رحم کروں گا۔ میں نے غلبہ دیا اپنے صفتِ رحمت کو اپنے جلال پر اپنے غضب پر آپ ذرا بتا دیجئے کہ رحمت میں دوزخ آ سکتی ہے؟ نہیں آ سکتی۔ اصل میں آپ گناہ وثواب کی اس اصطلاح کو بدل دیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ایک Community Of High Cyber Creation جیسے ملائکہ تھے۔ جیسے ملائکہ میں یادداشت (Memory) نہیں تھی۔ سمجھ بوجھ یا Simulation نہیں تھی۔ بہت ساری Powers نہیں تھیں۔ آپ کو سمجھ آ جائے گا کہ ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیا تھا؟ اے پروردگار تو پاک ہے ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تو ہمیں بتایا ہے فیڈ کیا ہے۔ ہم فقط اتنا ہی جانتے ہیں اس سے زیادہ یا کم نہیں جان سکتے۔ یہ جس کو انسان کو Artificial Inteligence دی گئی تھی، ایک نیا تجربہ کیا تھا اللہ نے کہا کہ انسان کو خود میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اسے عقل عطا کی فیصلہ کرنے کی صلاحیت بخشی۔ اس کو ماضی دے دیا مستقبل دے، دیا حال دے دیا پوری قوت اور صلاحیت عطا کر دی علم حاصل کرنے کی سیکھنے کی تو یہ دیگر مخلوقات سے آگے بڑھ گیا، قوت میں آگے بڑھ گیا زبان کے حوالے سے ترقی کر گیا ڈیزائن میں آگے بڑھ گیا تخلیقی کام میں آگے بڑھ گیا یہ سعادت Establish کر کے اس نے کہا کہ میں مخلوق میں تنوع پیدا کر سکتا ہوں اس میں تبدیلی لا سکتا ہوں۔ یہ آدمی تو گئی گزری عقل ہے جو آج تک یہ سمجھتا ہے کہ میں اس کائنات میں اکیلا ہوں آج کے انسان کو تو اس کی نرگسیت کھا گئی ہے۔ اسے تو اس کے باوجود لذت لے ڈوبی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بہت ساری مخلوقات میں سے انسان محض ایک مخلوق ہے۔ 13 لاکھ مخلوقات انسان کے نیچے موجود ہیں یہ جو دانشور تو فرشتوں کو بھی نہیں مانتے

Marfat.com

جنات کے وجود سے بھی انکار کریں گے۔

بشکریہ:۔ فیملی میگزین

☆......☆......☆

رابطہ
انجم محمود گیلانی
0333-5843322

Marfat.com

استفسارات

پروفیسر احمد رفیق اختر

Marfat.com